

الخطاب شرزا

www.KitaboSunnat.com

فاتح قادیان

مولانا شاہ اللہ امیرتیاری



نامہ

مکتبہ عزیز نیو

مرکز نداء الاسلام شیرگڑھ روڈ زندہ بائی پاس رینالہ خور دلخواہ کاڑہ

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب و سنت ڈاٹ کام پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب ... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیقین الہیٰ کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعویٰ مقاصد کیلئے ان کتب کی ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

- ✉ KitaboSunnat@gmail.com
- 🌐 library@mohaddis.com

لَا نَنْهَاكُنَا إِنَّا بِكُمْ بَعْدَ
لَا نَنْهَاكُنَا إِنَّا بِكُمْ بَعْدَ

الہمات مرزا

www.kitabosunnat.com

فاتح قادیان

حضرت مولانا شاعر اللہ امر ترسیؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

دیباچہ

الہامات مرزا!

مرزا غلام احمد قادریانی کے مذهب کے متعلق باقی مسائل (حیات و وفات تک
وغیرہ) کو چھوڑ کر صرف الہامات یا الہامی میجراٹ کو میں نے کیوں اختیار کیا؟۔ اس کی وجہ
قابل غور ہے۔

مرزا قادریانی بحیثیت علم یعنی قرآن و حدیث دائی کے زیادہ سے زیادہ ایک عالم
ہیں۔ اس سے زیادہ نہیں بلکہ بحیثیت علم بہت سے علماء ان سے زیادہ عالم ہیں۔ کیونکہ مرزا
 قادریانی کی تعلیم نہ توباقاعدہ تھی نہ کامل۔ اس بات کو مرزا قادریانی اور ان کے حواری بھی تسلیم
کرتے ہیں۔ اسی لئے تو مرزا قادریانی کی تصنیف کو ان کا میجرہ قرار دیتے ہیں۔ اس حیثیت سے
تو علماء بھی کر سکتے ہیں۔ وہ حدیث لا نہیں تو وہ بھی لا سکتے ہیں۔ وہ کسی آیت یا حدیث کی شرح
کریں تو علماء اسلام بھی کر سکتے ہیں۔ غرض بحیثیت علم مرزا قادریانی علماء سے کسی طرح
برتری کا حق نہیں رکھتے۔ ہاں! مرزا قادریانی جس دوسری حیثیت کے مدعا ہیں یعنی اس علم
کے جو عام علماء کو نصیب نہیں جس کا نام الہام اور وحی ہے جس کی بات ان کا قول ہے :

”ان قد می هذه علىٰ منارة ختم عليها كل رفعۃ۔“ میرا یہ قدم اس
منارہ پر جہاں تمام در حائل بیان ختم ہیں۔ (خطبہ الہامیہ ص ۳۵، تراجم ج ۱۶ ص ۷۰)
یہی ایک واحد حیثیت ہے کہ اس کے ثبوت پر علماء اسلام ان کے سامنے بر تسلیم
ختم کرنے کو تیار بلکہ ختم کرنے کو آپنا فخر سمجھ سکتے ہیں۔

اس کی زندہ مثال یہ کیا کم ہے کہ جناب مرزا قادیانی کی جماعت میں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جو لحاظ علم و فضل کے مرزا قادیانی سے بڑھ کر ہیں جیسے حکیم نور الدین اور محمد احسن امر وہی جن کے علم و فضل کے میان سے مرزا قادیانی ہمیشہ طب اللسان رہتے تھے کر وہ سب کے سب مرزا قادیانی کے مقابلہ میں اپنی اراء کو پیچ سمجھتے ہیں اور ہمیشہ مرزا قادیانی کی تبعداری کو فخر جانتے ہیں۔ اس کی وجہ کیا ہے؟۔ وہی کہ ان کی تحقیق میں مرزا قادیانی الہامی اور صاحب وحی ہیں۔ یہ لازمی ہے کہ صاحب وحی کے سامنے بے وحی گردان جھکائے کیونکہ صاحب وحی مبداء فیض (خدا) سے برادر است علم حاصل کرتا ہے دوسرا تمیں۔ اسی لئے مرزا قادیانی خود بھی لکھتے ہیں :

”ہمارا صدق یا کذب جانچنے کے لئے ہماری پیشگوئی سے بڑھ کر کوئی محک امتحان نہیں ہو سکتا۔“ (آنینہ کمالات اسلام ص ۲۸۸، خزانہ تحقیق د مص ۲۸۸)

چونکہ قادیانی مذہب کی جانچ کا کیا ایک اصل الاصول ہے۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم اسی طریق سے اس اذعا کی جانچ کریں جس سے مرزا قادیانی کے الہامی ہونے کی حقیقت کھل جائے۔

اب سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے الہامات اور الہامی میجرزات تو کہی ایک ہیں۔ ہم کس کس کی جانچ کریں؟۔ اس کا جواب مختصر یہ ہے کہ ہمارا حق ہے کہ ہم جس الہام کو چاہیں اسی کی جانچ کریں۔ کوئی شخص ایسا کرنے سے شرعاً و قانوناً ہم کو نہیں روک سکتا۔ مرزا قادیانی کی اور ہماری مثال بالکل مدعا علیہ کی ہے۔ مدعا علیہ پڑ گری حاصل کرنے کو ایک تمک پیش کرتا ہے۔ مدعا علیہ کا حق ہے کہ اس تمک میں سے جس سطر جس لفظ بھ جس حرف پر چاہے اعتراض کر کے سارے کو مخلوق کثافت کر دے۔ مدعا اس کو ایسا کرنے سے روک نہیں سکتا۔ ٹھیک اسی طرح ہم بھی مرزا قادیانی کے جس الہام پر چاہیں اعتراض کریں لیکن ہم ایسا کر کے رسالہ کو لبا نہیں کریں گے بھے چند ان الہاموں کی تحقیق کریں میں جن کو مرزا قادیانی نے خود معیار صداقت مشترک کیا ہو گا۔

میں نے قادریانی مذہب کے متعلق کیا کیا محنت اور تحقیق کی ہے۔ اس کا ذکر رسالہ بہذا کے پہلے طبعات (اول، دوم، سوم) کے دیباچوں میں کر چکا ہوں۔ مختصر ان سب کا یہ ہے کہ میں نے اس بارے میں اتنی محنت کی ہے کہ خود مرزا قادریانی کے کسی مرید نے بھی نہ کی ہو گی بلکہ میں نے بھی کسی اور مذہب (آریہ وغیرہ) کی جائیج پڑتاں کے لئے اتنی محنت نہ کی ہو گی۔ اسی محنت کا نتیجہ یہ ”رسالہ الہامات مرزا“ ناظرین کے سامنے موجود ہے۔

رسالہ بہادر مرزا قادریانی کی زندگی میں تین دفعہ طبع ہو کر شائع ہوا تھا۔ ان کی زندگی میں نہ تو انسوں نے جواب دیا۔ نہ ان کے مریدوں کی طرف سے جواب نکلا۔ بعض وغیرہ اخباروں میں آمادگی کا اعلان دیکھا گیا لیکن عمل کو مشکل جان کر سادہ لوحوں کے لئے شائد محض اعلان کو کافی جانا گیا مگر ان کے انتقال کے بعد بھی جب مسلمانوں کے تقاضے نے ان کے مریدوں کو تحفہ کیا تو مجبور انسوں نے اس ترقہ کو ادا کرنا ضروری جانا۔ چنانچہ ایک رسالہ موسومہ ”آئینہ حق نما“ اس کے جواب میں شائع کیا۔ جواب کیا ہے؟۔ فتح گالیوں اور بدزبانیوں کو الگ کر کے جائے تردید کے بغضہ تعالیٰ تائید ہے جس کے لکھنے والے منشی یعقوب علی ایڈیٹر الحکم قادریان اور شائع کرنے والے خشی قاسم علی ہیں مگر چونکہ اخبار الحکم بھرپور ۱۹۱۱ء میں ایڈیٹر ساحبؑ طرف سے اعلان ہوا تھا کہ اس رسالہ کا مسودہ حکیم نور الدین خلیفہ قادریان نے نظر ثانی کر کے اصلاح فرمائی ہے۔ نیز رسالہ کے عربی حوالجات خود مظہر ہیں کہ وہ مصنف کی محنت کا شرہ نہیں بلکہ ”کوئی محبوب ہے اس پر دہنگاری میں“ اس لئے تم اسی رسالہ ”الہامات مرزا“ کے اندر اس رسالہ (آئینہ) کے جواب میں کسی ایرے غیرے کو مخاطب نہ کریں گے بلکہ بر اور است حکیم صاحب کا نام لیں گے۔ کیونکہ عام قانون ”نبی الامیر المدینۃ“ کے علاوہ یہاں خاص وجہ بھی ہے جس کا ثبوت الحکم کے مرقمہ پر چہ سے ملتا ہے۔ مجھے اس رسالہ آئینہ کے دیکھنے سے قادریانی جماعت پر پہلے کی نسبت زیادہ بدگمانی ہو گئی۔ کیونکہ میں نے اس میں دیکھا کر وہ ایسی بات کہتے ہیں جس کی بات میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ کہنے والے کا ضمیر خود اس کو ملامت کرتا ہے۔ الفاظ دل اور قلم سے

نہیں نکلتے مگر زور سے نکالے جاتے ہیں۔ یہی منع ہیں۔

”جحد و ابها و استیقنتها افسوسهم ظلمًا و علوا۔“ (النحل ١٢)

چنانچہ موقع موقعاً اس کا انعام کیا جائے گا۔

رسالہ مذکورہ (آئینہ حق نما) کیا ہے؟۔ اچھا خاصہ گالیوں اور بذریانوں کا ایک کافی مجموعہ ہے مگر ہم اس کے جواب میں کسی قسم کی بذریانی سے کام نہ لیں گے نہ لینا چاہتے ہیں۔ کیوں؟

مجھے میں اُک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں
ان میں دو وصف ہیں بد خوبی ہیں خود کام بھی ہیں
ابوالواقف شاعر اللہ!

مولوی فاضل ملقب فاتح قادریان امر تر
طبع ششم محرم ١٣٣٥ھ / جولائی ۱۹۲۸ء

پیشین گوئی متعلقہ ڈپٹی آنکھم

یہ پیشگوئی مرزا قادریان نے ۵ جون ۱۸۹۳ء کو امر تر میں عیسائیوں کے مباحثے کے خاتمه پر اپنے حریف مقابل میرزا آنکھم کی نسبت کی تھی جس کے اصل انداز یہ ہیں:

”آج رات جو مجھ پر کھلا ہے وہ یہ ہے کہ جب میں نے بہت تفرغ اور ابھال سے جتاب اللہ میں دعا کی کہ تو اس امر میں فیصلہ کرو اور ہم عاشر بدرے ہیں تیرے فیصلے کے سوا کچھ نہیں کر سکتے تو اس نے بھی یہ نشان بھارت کے طور پر دیا ہے کہ اس بھث میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق عمد اجھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔ وہ انہی دونوں مباحثے کے لحاظ سے یعنی دن ایک مہینے لے کر یعنی پندرہ ماہ تک ہادیہ میں گرایا جائے گا اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس کو سخت ذلت پہنچ گی۔ بھر طیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص بیچ پر ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہوگی اور اس وقت جب پیشین گوئی ظلمور میں آئے گی بعض انہی سو جا کئے کئے جائیں گے اور بعض لئنگزے چلنے لگیں گے اور بعض بھرے سننے لگیں گے۔” (جگ مقدس ص ۲۰۹، ۲۱۰، تراجم ۶۲۹۱، ۲۹۲)

اس پیش گوئی کے آثار و لوازمات خارجیہ مرزا قادیانی کی تقریر اور تشریح ہی میں بیان کئے جاتے ہیں۔ فرماتے ہیں :

”میں حیران تھا کہ اس بعثت میں کیوں مجھے آئے کا اتفاق پڑا۔ معمولی عجیل تو اور لوگ بھی کرتے ہیں۔ اب یہ حقیقت کھلی کر اس نشان کے لئے تھا۔ میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نہ کلی۔ یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بزرائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ایک مرزا کے اٹھانے کو تیار ہوں۔ مجھ کو ذلیل کیا جاوے، رویاہ کیا جاوے، میرے گلے میں رسہ ڈال دیا جاوے، مجھ کو پھانسی دی جاوے۔ ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کھتا ہوں کہ وہ ضرور ایسا ہی کرے گا۔ ضرور کرے گا۔ زمین آسمان ٹھیں جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹھیں گی۔“ (ایضاً ص ۲۱۰، ۲۱۱، تراجم ۶۲۹۲، ۲۹۳)

یہ پیشگوئی اپنے مضمون میں بالکل صاف ہے کسی قسم کا ایسی بیچ اس مضمون میں نہیں مطلب بالکل صاف ہے کہ ڈپی آئکم جس نے آدمی (حضرت مسیح) کو خدا بنا لیا ہوا تھا۔ اگر مرزا قادیانی کی طرح الوہیت مسیح سے منکر اور توحید محض کا قائل اور اسلام میں داخل نہ ہوا تو عرصہ پندرہ ماہ میں مر کر ہاویہ میں گرایا جائے گا مگر افسوس کہ ایسا نہ ہوا بلکہ مسیح آئکم کفر پر رہ کر میعاد مقررہ کے بعد بھی قربانہ دوسال تک زندہ رہا۔ اس کے متعلق مرزا قادیانی نے کئی ایک عذرات کئے ہیں۔

پسلا عذر : ”فریق سے مراد صرف آئکم نہیں بلکہ وہ تمام جماعت ہے جو اس

عث میں اس کی معاون تھی۔ گویہ بھی مانتے ہیں کہ آئتم سب سے مقدم ہے۔ ”

(انوار الاسلام ص ۲، خزانہ ج ۹ ص ۲)

اس توجیہ سے یہ نتیجہ نکالنا منظور ہے کہ اس پیشگوئی کو وسعت دی جائے۔ چنانچہ اس وسعت پر تفریح کرتے ہیں کہ اسی عرصہ میں پادری رائٹ نامان مر گیا۔ جس کے مرنے سے ڈاکٹر کارک گوجواس کا دوست تھا سخت صدمہ پہنچا وغیرہ وغیرہ۔

(اشتمارات انعامی ضمیر انوار الاسلام ص ۵، خزانہ ج ۹ ص ۵۹)

اس کا جواب صرف اتنا ہی کافی ہے کہ خود مرزا قادریانی ڈاکٹر کارک کے مقدمہ میں بعدالت محشریت گور دا سپور اقرار کرتے ہیں کہ: ”فرق سے مراد صرف آئتم تھا۔ ڈاکٹر کارک وغیرہ کو اس پیشگوئی سے کوئی تعلق نہیں۔“

(دیکھو روئیدا مقدمہ مرزا اوڈا ڈاکٹر کارک ۱۲، ۱۳، ۲۰ اگست ۱۸۹۷ء)

نیز مرزا قادریانی خود سالہ کرامات الصادقین کے سروق کے اخیر صفحہ پر بعبارت عربی ر تظریز ہیں :

”ومنها وعدنى ربى اذا جادلنى رجل من المنتصرين الذى اسمه عبدالله آتهم الى (ان قال) فاذا يبشرنى ربى بعد دعوته الى خمسة عشر اشهر ۱ من يوم خاتمة البحث فاستيقظت و كنت من المطمئنين .“ یعنی خدا نے آئتم کے مرنے کی بھی بخارت دی۔

(کرامات الصادقین ص ۱۵، خزانہ ج ۷ ص ۱۶۳)

اے لفظ مرزا قادریانی کی اس روکیک تاویل کو باطل کرتا ہے جو وہ کہا کرتے ہیں کہ اصل پیشگوئی میں موت کا لفظ نہیں بلکہ موت میری تفسیر ہے جس کے غلط ہونے سے اصل پیشگوئی غلط نہیں ہو سکتی۔ اصل پیشگوئی صرف ہادیہ ہے جو (بقول مرزا قادریانی) آئتم کو دنیا ہی میں نصیب ہو گیا۔ (دیکھو انوار الاسلام ص ۵، ج ۹) ہکنا وجہ فی الامل والصحیح شہر لعله من الالهاء ايضا درنقل چہ عقل!

نیز لکھتے ہیں :

”آئتم کی موت کی جو پیشگوئی کی گئی تھی جس میں یہ شرط تھی کہ اگر آئتم پندرہ میں کی معاد میں حق کی طرف رجوع کر لیں گے تو موت سے بچ جائیں گے۔“

(نزیق القلوب ص ۱۵ خزانہ ج ۱۳۸ ص ۱۱)

رسالہ میں لکھتے ہیں :

”پیشگوئی نے صاف لفظوں میں کہ دیا تھا کہ اگر وہ حق کی طرف رجوع کرے گا تو پندرہ میہنہ میں نہیں مرے گا۔“ (کشی نوح ص ۶ خزانہ ج ۱۹ ص ۶)

علاوه اس کے ہم نے ماں کفریق کا لفظ عام ہے مگر اس میں تو نہ کہ آئتم سب سے مقدم ہے جس کا تقدم خود مرزا قادریانی کو بھی مسلم ہے۔ پر آئتم کی زندگی سے پیشگوئی کسی طرح صحیح نہیں ہو سکتی۔

اس بحث کے متعلق حکیم نور الدین نے جو کچھ لکھا ہے اس کا مطلب صرف یہ ہے کہ عیسائیوں میں خود فریق کے متنے عام سمجھے جاتے تھے۔ چنانچہ مقدمہ فوجداری میں عیسائیوں کے بیانات اس امر کے مظہر ہیں۔ (آنکہ حق نہ ماس ۲۵)

یہ ایک اصولی غلطی ہے۔ ایک متنے الامی خود کرے دوسرے متنے کوئی ایسا شخص کرے جو عرف شرع میں مومن بھی نہ ہو۔ اس صورت میں کون سے متنے معتبر ہوں گے؟۔ حکیم صاحب کو اپنا واقعہ یاد رکھنا چاہئے تھا جب ماه ستمبر ۱۹۰۷ء میں آپ نے مرزا قادریانی کی تحریر آریہ سماج لاہور میں پڑھی تھی جس میں چند الام بے ترجیح بھی تھے۔ حاضرین کے اصرار کرنے پر آپ نے ان الاموں کا ترجمہ کیا تو کیسے کیسے عذر کر لئے تھے کہ یہ ترجمہ میرا ہے صاحب الام پر جتنہ ہو گا بلکہ اصل اور صحیح ترجمہ وہی ہو گا جو صاحب الام کرے گا وغیرہ۔ یہ ای اصول ہے جو مرزا قادریانی خود لکھتے ہیں :

”مسمی سے زیادہ کوئی الام کے متنے نہیں سمجھ سکتا۔“

(تمہرہ حقیقت الوجی ص ۷ خزانہ ج ۲۲ ص ۲۳۸)

پس فریق کے ایک مبنی مرزا قادریانی نے کئے ہیں۔ دوسرے عیسائیوں نے سمجھے ہیں تو حسب قاعدہ مسلم فریقین مرزا قادریانی کے فمیدہ مبنی صحیح ہوں گے۔ علاوہ اس کے فریق کے مبنی میں اگر باتی سر کرد گا ان مناظرہ بھی داخل ہوں تاہم آنکھ سب سے مقدم پہنچ مقدم تر ہے۔ چنانچہ حکیم نور الدین نے بھی خواں انوار الاسلام میں ۲ ہمارے اس دعوے کی تصدیق کی ہے۔ (آنینہ حق نہاس ۶۶)

پس جب تک پیشگوئی کا اثر مقدم فرد پر نہ ہو گاباتی افراد کو کون دیکھے گا۔

دوسراعذر: جو عام طور پر مرزا قادریانی کے مریدوں میں متداول اور زبان زد

ہے۔ یہ ہے:

”آنکھ کی موت اس لئے نہیں ہوئی کہ اس نے حق کی طرف رجوع کیا تھا اور حق کی طرف رجوع کرنے کے مبنی بتلاتے ہیں کہ آنکھ کے دل پر پیشگوئی نے اثر کیا۔ وہ اس پیشگوئی کی عظمت کی وجہ سے دل میں موت کے غم سے شرب شمر مارا مرا اپھر تارہ۔“

(اشتارات ہزاری، دوہزاری، سہ ہزاری، چار ہزاری، انوار الاسلام ص ۳، خداوند ۹ ص ۳۲)

اس مضمون کی تفصیل سے مرزا قادریانی نے مسلم غیر مسلم کے ایسے کان بھر دیئے ہوئے ہیں کہ ہمیں ان کے کلام کی توضیح یا تفسیر کرنے کی حاجت نہیں۔

اس کا جواب اول رجوع الی الحق کے مبنی چیزے عام فہم اس کلام سے سمجھے جاتے ہیں۔ یہ ہیں کہ اسلام میں داخل ہو جائے گا تو براۓ موت ہاویہ سے چلایا جائے گا۔ کونکہ یہ امر بالکل بدیکی ہے کہ ہر ایک مذہب والا دوسرے کو ناقص پر جانتا ہے اور کسی غیر کا اپنے مذہب کی طرف آجائے کا نام رجوع الی الحق رکھتا ہے۔ خاص کر، دو ان مباحثہ میں تو یہ لفظ بالکل انہیں مبنی میں مستعمل ہوتا ہے۔ اگر ہم مرزا غلام احمد قادریانی کی اسی پیشگوئی کے الفاظ پر غور کریں تو ان سے بھی یہی مبنی عصب تنطیع ہوتے ہیں۔ چنانچہ مرزا قادریانی آنکھ کی نسبت لکھتے ہیں:

”جو فریقِ عمر اجھوٹ کو اختیار کرتا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے۔“ اور اپنی

نسبت تحریر فرماتے ہیں : ”جو شخص مجھ پر ہے اور مجھ خدا کو مانتا ہے۔“ (حوالہ مذکور) اس سے صاف کبھی میں آتا ہے کہ جس امر میں فریقین (مرزا قادریانی اور آئمہ) کا مباحثہ تھا اس امر میں آئمہ اگر مرزا قادریانی کا ہم خیال ہو جائے گا تو پندرہ ماہ کے اندر کی موت سے مجھے جائے گا۔ ورنہ نہیں۔ ہمارے اس بیان کی تائید مرزا قادریانی کے ایک مترب حواری کی تحریر سے بھی ہوتی ہے جو مرزا قادریانی کے لاحظے سے گزر کر چھپ بھی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :

”مرزا آئمہ کی نسبت یہ پیشگوئی کی کہ اگر وہ جھوٹے خدا کو نہیں چھوڑے گا تو پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گر لیا جائے گا۔“ (عمل مصطفیٰ حصہ دوم ص ۵۸۵)

ان منع پر مرزا قادریانی خود بھی رسالہ انجام آئمہ میں دستخط کر چکے ہیں۔ چنانچہ

لکھتے ہیں :

”پیشگوئی میں یہ صاف شرط موجود تھی کہ اگر وہ (آئمہ) عیسائیت پر مستقیم رہیں گے اور ترک استقامت کے آثار نہیں پائے جائیں گے اور ان کے انعام یا اتوال سے رجوع الی الحق ثابت نہیں ہو گا تو صرف اس حالت میں پیشگوئی کے اندر فوت ہوں گے۔“

(اب انجام آئمہ ص ۱۳، خراش ج ۱۱ ص ۱۳)

۱۔ سیکیم صاحب لکھتے ہیں : ”حضرت مسیح موعود (مرزا قادریانی) کی کسی تحریر سے نکال کر دکھایئے کہ حضرت اقدس نے یہ کہا ہو کہ وہ (آئمہ) ترک عیسائیت کر کے ان کے ہم مذہب ہو جائے گا۔“ (جن نام ص ۷۷)

تجوب ہے کہ سیکیم صاحب نے مرزا قادریانی کی یہ عبارت نہیں دیکھی۔ اس میں دو لفاظ ہیں : (۱) عیسائیت پر ترک استقامت اور (۲) رجوع الی الحق۔ ان دونوں لفاظوں کو ملانے سے صاف ثابت ہے کہ آئمہ عیسائیت کو چھوڑ کر اسلام قبول کرے گا تو موت سے بچے گا۔

پس جبکہ مفہوم اور مطلوق پیشگوئی کا صریح ہی ہے کہ اگر آنکھ نے رجوعِ حق کیا یعنی مرزا قادریانی سے نہ ہب حق میں موافق ہو گیا اور عیسائیت کو چھوڑ دیتا تو موت کی سزا سے بچ رہے گا۔ پھر کون نہیں جانتا کہ وہ مرزا قادریانی کے موافق جیسا کچھ ہوا عیال را چہ میا۔ ہاں مرزا قادریانی بھی بلا کے پر کالے ہیں۔ آنکھ پر دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر تم نے رجوعِ خیس کیا تو قسم کھاؤ۔ ایک ہزار بلکھ تین ہزار بلکھ چار ہزار انعام پاؤ۔ لیکن مضمون قسم کا ایسا بتلاتے ہیں جو رجوع سے کوئی تعلق نہیں رکھتا بلکہ بالکل اس قصہ کے مثابہ ہے جو کسی مولوی صاحب نے کسی شدے کو فتحت کرتے ہوئے نماز کی بابت تاکید کی تھی تو شدے نے کہا کہ آپ نے ایک دفعہ دوستوں کی دعوت کی تھی تو نہک زائد نہیں ڈالا تھا؟۔ نہیں تو قسم کھایے۔ مولوی صاحب بچارے حیران ہو کر پوچھنے لگے کہ اس کلام کو میرے کلام سے کیا تعلق ہے۔ شدے نے کہا بات تکل آئی ہے۔ یہی کیفیت مرزا قادریانی کی ہے۔ کہاں رجوع الی الحق اور کہاں پیشگوئی سے موت کا ذرہ۔ مضمون قسم کا صرف یہ چاہتے ہیں کہ :

”اسلامی صداقت سے (یعنی میری پیشگوئی سے) خائف نہیں ہوئے؟۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۹۱)

ایک جگہ کی عبارت ہم ساری کی ساری نقل کرتے ہیں جو حکم ”جوابِ تختے نہیں لب لعل شکر خارا“ نہیں اور مزید ارہے۔ فرماتے ہیں :

”بعض مولوی اور نام کے مسلمان اور ان کے چیلے کہتے ہیں کہ جبکہ ایک مرتبہ عیسائیوں کی فتح ہو چکی تو پھر بار بار آنکھ صاحب کا مقابلہ پر آتا انساناً واجب نہیں تو اس کا جواب یہ ہے کہ اے بے ایمانو! شم عیسائیو! وجال کے ہمراہیو! اسلام کے اس دشمنو! کیا پیشگوئی کے دو پسلو نہیں تھے۔ پھر کیا آنکھ صاحب نے دوسرا رجوع الی الحق کے اختلال کو اپنے اتوال اور انعام سے آپ توی نہیں کیا۔ وہ نہیں ڈرتے رہے۔ کیا انہوں نے اپنی زبان سے ڈرنے کا

اے دریائے فراواں نشود تیرہ بیگ..... عارف کہ بر بند تک آب است ہنوز

اقرار نہیں کیا۔” (اشتخار انعامی تین ہزار حاشیہ میں ۵، جموعہ اشتخارات ج ۲ ص ۶۹، ۷۰)

خلاصہ یہ کہ آنکھ جو اپنے دل میں خوف زدہ ہوا کہ میں کیس مردہ جاؤں۔ چنانچہ اسی خوف میں وہ امر تر سے فیروز پور کبھی لدھیانہ بھاگتا پھرا۔ یعنی اس کا رجوع ہے لیکن دانا سمجھتے ہیں کہ خوف کو جو عموماً ہر آدمی کو ایسے موقع پر طبعاً پیدا ہوتا ہے۔ رجوع یعنی مسلمان ہونے یا بالفاظ دیگر مرزا قادریانی سے موافقت کر لینے سے کیا نسبت ہے۔ ہاں ہم مانتے ہیں کہ آنکھ کو موت کا اندیشہ ہوا ہو گا اور یقیناً ہوا ہو گا اور اس خوف سے اس نے ہر ایک تذیر سے کام لیا مگر نہ اس لئے کہ وہ آپ کی پیٹگوئی کو خدا کی طرف سے شدنی سمجھتا تھا بلکہ اس لئے کہ موت کو امر طبعی جانتا تھا لیکن موت کے تصور پر اس کو یہ بھی خیال تھا کہ آپ اور آپ کے ہوا خواہ بغلیں جائیں گے اس خیال سے وہ حتی الوسیع امور عارض کی روک تھام کرتا تھا۔ اس دعویٰ کی شہادت پر ہمارا بیان تو آپ کا ہے کوئی نہیں گے۔ آپ ہی کے مخلص مرید شیخ نور احمد مالک مطہری ایضاً ہند امر تر کی شہادت پیش کرتے ہیں۔

لاتکتموا الشہادة

”میں ایک دفعہ کھری سے آرہا تھا کہ ڈپٹی آنکھ اپنی بغیچی صاف کرا رہا تھا۔

اس مرزا قادریانی کو جب سے پنڈت لیکھرام کے مرنے پر دھمکی کے خطوط پہنچ تو ایسا انتظام کیا کہ مجال کوئی اجنبی آدمی یک بیک حضور میں پہنچ سکے۔ سیر کو جاتے وقت جب تک جماعت کثیر ساتھ نہ ہو سیر مشکل ہے۔ یہ بھی رجوع ہے۔ حالانکہ الحام ہے کہ تو ۸۰ سال یا کچھ کم و بیش زندہ رہے گا اور یہ بھی الحام ہے کہ جدھر تیرا منہ ہے اور ہی خدا کا منہ ہے بھگ گور نمنٹ کے حضور ایک درخواست بھی دی تھی کہ قادریان میں چند سپاہی میری حفاظت کے لئے مقرر کئے جائیں۔ ایسا ہی آنکھ کو بھی خوف ہوا ہو گا جس کا انسوں انہمار بھی کر دیا ہے۔

(دیکھو نور افشاں سبیر ۱۸۹۳ء)

میں نے اس سے پوچھا کہ کیا کرار ہے ہو؟۔ اس نے کہا صفائی کر ا رہا ہوں۔ مبارکوئی سانپ بھے ڈس جائے تو تم کہنے لگو کہ پیشگوئی پچی ہو گئی۔ العبد شیخ نور احمد مالک ریاض ہند پر لیں امر تسر۔"

اس بیان سے نیز آئتم کے مفہامیں مندرجہ اخبار نور انشاں ۱۸۹۳ء سے اس کے خوف کا مضمون صاف سمجھ میں آتا ہے کہ وہ آپ کی پیشگوئی کو تو ایک معمولی بازاری گپ جانتا تھا۔ البتہ موت کے جھوٹوں اعلیٰ ہونے کی وجہ سے ہر اسال تھا کہ مبارکاں کی اتفاقی موت پر آپ اپنی پیشگوئی کی صداقت سمجھ لیں۔ بھلام رضا قادریانی اگر وہ آپ کی پیشگوئی کو خدا کی طرف سے سمجھ کر ڈر جاتا تو اس کی روک تھام کیوں کرتا اور اگر شخص ایسا خوف بھی آپ کے نزدیک رجوع الی الحق یعنی فرقیت مخالف سے موافقت کرنے کے مساوی ہے تو آپ پر لے درجہ کے آریہ ہیں جو آریوں کی معمولی دھمکی پر گورنمنٹ سے امداد اور حفاظت کی درخواست کرتے تھے کہ کمیں آریہ مجھ کو مارنے والیں۔ (دیکھو رخواست اسی گورنمنٹ)

حکیم صاحب آئینہ حق نماص ۵۷ء میں لکھتے ہیں کہ آئتم نے رجوع کیا۔ اس لئے

موت سے بُرہا۔ چنانچہ آپ کے الفاظ یہ ہیں :

"جبکہ پیشگوئی میں یہ شرط ہے کہ بُرہ طیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے تو زمانے

موت سے بچایا جائے گا اس کا جن جانا اس امر کی دلیل ہے کہ اس نے رجوع کیا۔"

کیا ہی عالمانہ دلیل ہے کہ مخالف کو معتقد کی جگہ فرض کر کے لکھی گئی ہے۔ جناب

یہ اس شخص کے نزدیک صحیح ہو سکتی ہے جو مرزا قادریانی کا معتقد ہو۔ بات بات پر مر جا! صل علی کہنے کا عادی ہو لیکن جو شخص دیکھتا ہے کہ رجوع بھی محسوس نہیں ہو اور آئتم موت سے بچ بھی رہا تو کیا وہ یہ نہ سمجھے گا کہ یہ پیشگوئی سرے سے غلط ہے۔ اسے کیا مطلب کہ وہ اس کی تاویلات گھڑے۔

حکیم صاحب اہل علم کی اصطلاح میں اس کا نام مصادر علی المطلوب ہے۔ ہم مانتے

ہیں کہ سزا نے موت سے بچ جانے کا درجہ جو رجوع کی دلیل ہو سکتا ہے۔ لیکن اس صورت میں جب آپ

کسی قطعی دلیل سے یہ ثابت کر دیں کہ ان دو مفہوموں رجوع اور سزا الموت میں انتقال حقیقی ہے کہ تمیرے کسی کا داخل نہیں۔ جب تک آپ یہ ثابت نہ کریں ہمارا حق ہے کہ ہم تمیری صورت کے قائل ہوں۔ یعنی نہ اس نے رجوع کیا نہ موت سے مرا۔ بلکہ الامام سرے سے غلط تھا اور نبی صحیح ہے۔

مرزا قادریانی! ہم آپ کی خاطر یہ بھی مانے لیتے ہیں اور فرض کے لیتے ہیں کہ آخر آپ کی پیشگوئی ہی سے ڈر اور محض اسی لئے ڈر اک اس نے اس پیشگوئی کو خدا تعالیٰ الامام اور آپ کو سچا علم سمجھا۔ تاہم اس کا یہ سمجھنا رجوع الی الحق نہیں ہو سکتا اور اس قابل نہیں کہ عذاب میں تاخیر کا موجب ہو۔ افسوس آپ مجدد توبتے ہیں لیکن علم حدیث تواریخ اور سیرے بالکل غیر مانوس ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جس حدیث کو کسی کتاب سے نقل کرتے ہیں چونکہ علم میں پورا تبصر اور قادر الکلامی نہیں۔ علاوه اس کے صاحب الغرض مجنون بھی صحیح ہے۔ اس لئے عموماً تھے غلط مقامیں اس اغلوط ہوتے ہیں۔ سنئے ہم آپ کو صحیح خاری سے ایک حدیث سناتے ہیں۔ مختصر مضمون اس حدیث کا یہ ہے:

”ان سعد بن معاذ انه كان صديقاً لا مية ابن خلف و كان امية اذامر بالمدينة نزل على سعد وكان سعد اذا مَرِيمَكَة نزل على امية فلما قدم رسول الله ﷺ بالمدينة انطلق سعد معتمرا فنزل على امية بمكة فقال لامية انظر لى ساعة خلوة لعلى ان اطوف بالبيت فخرج به قريبا من نصف النهار فلقيهما ابو جهل فقال يا ابا صفوان من هذا معك فقال هذا سعد فقال له ابو جهل الا اراك تطوف بمكة آمنا وقد اوتیتم الصباء و زعمت انكم تتصرونهم وتعینونهم اما والله الولا انك مع ابى صفوان

ا۔ مثل کے طور پر امامکم منکم اور کسوف والی حدیثیں موجود۔ جن کی تفصیل طول چاہتی ہے۔

مارجعت الى اهلك سالما فقال له سعد ورفع صوته عليه اما والله لمن منعنى هذا لا منعك ما هو اشد عليك منه طريقك على اهل المدينة فقال له امية لا ترفع صوتك ياسعد على ابي الحكم سيد اهل الوادى فقال سعد عنا عنك يا امية فوالله لقد سمعت رسول الله ﷺ يقول انهم قاتلوك قال بمكة قال لا ادرى ففرع لذاك امية فزعاً شديداً فلما رجع امية الى اهله فقال يا ام صفوان الم ترى ما قال لي سعد قالت وما قال لك قال زعم ان محمد ﷺ اخبرهم انهم قاتلني فقلت له بمكة قال لا ادرى فقال امية والله لا اخرج من مكة فلما كان يوم بدر استنصر ابو جهل الناس قال ادركوا غيركم فكره امية ان يخرج فاتاه ابو جهل فقال يا ابا صفوان انك متى يراك الناس قد تخلفت وانت سيد اهل الوادى تخلفوا معك فلم يزل به ابو جهل حتى قال اما اذا غلبتني فوالله لا شترین اجود بغير بمكة ثم قال امية يا ام صفوان جهزيني فقالت له يا ابا صفوان وقد نسيت ما قال لك اخوك اليثري قال لا وما اريد ان اجوز لهم الا قربا فلما خرج امية اخذ لا ينزل منزل الا عقل بغيره فلم يزل بذلك حق قته الله ببدر۔ صحیح بخاری 'کتاب المغازی' باب ذکر النبی من یقتل ببدر ج ۲ ص ۵۶۳

”سعد بن معاذ“ اپنے دوست امية کے خلاف کے پاس مکہ میں اترا کرتے تھے جو مشرک تھا۔ ایک دفعہ سعد کو کعبہ شریف میں ابو جبل نے طواف کرتے دیکھا اور ڈانٹا کر مسلمانوں کو اپنے شر میں جگدے کر آرام سے طواف کر جاتے ہو۔ سعد نے بھی برادر کا جواب دیا۔ امية نے سعد سے کہا خاموش رہو۔ یہ اس شر کا سردار ہے۔ سعد نے امية سے کہا اللہ کی قسم میں نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے کہ کسی دن مسلمانوں کے ہاتھ سے تو نے قتل ہونا ہے۔ امية نے کہا کہ میں ؟۔ سعد نے کہا میں نہیں جانتا۔ پس امية یہ نکر سخت گھبرا یا۔

امیہ نے اللہ کی قسم کھائی کر میں تو مکہ سے بھی نہ نکلوں گا۔ جب بدر کی لڑائی کا موقع آیا تو ہو جل نے لوگوں کو جمع کیا اور امیہ سے کہا کہ اگر تیرنے جیسے رئیس کو لوگ پہنچے ہٹا ہوا دیکھیں گے تو تیرنے ساتھ وہ بھی ہٹ رہیں گے۔ آخر ہو جل کے جرس سے اس نے ہاں کی تو اس کی بیبوی نے یاد دلایا کہ تیر امدنی دوست سعد جو کچھ بخیے کہ گیا تھا تو اسے بھول گیا۔ امیہ نے کہا میں تھوڑی دور تک ان کو رخصت کرنے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ جس منزل پر ٹھرتا اپنے اونٹ کو قابو رکھتا کہ موقع پا کر جلد واپس جاسکے۔ آخر کار خدا نے اسے بدر کی لڑائی میں قتل کرایا۔

کہنے ! امیہ من خلف دل میں آئھم سے زیادہ ڈرایا نہیں ؟ اور پھر باوجود داس خوف اور دلی یقین کے حق میں کما جائے گا کہ اس نے رجوع حق کیا۔ کیا امیہ سے انذاری اس پیشگوئی مختلف ہوئی۔ سب سے اخیر ایمان سے (ان کنتم مؤمنین) کہنے کہ آپ نے اس حدیث کو بھی دیکھا اور دیکھ کر اس پر غور بھی کیا اور اس وقت سے پہلے اس کا کوئی جواب بھی سوچا ؟۔

اے ہم مانتے ہیں کہ انذاری عذاب نہ صرف ملتوی ہو جاتا ہے بلکہ مرفوع بھی ہو جاتا ہے۔ لیکن ایسے التواب یار فرع کے لئے اس عذاب سے ڈر جانا اور خاص کر ایسا رذنا جیسا کہ آئھم ڈر اہر گز کافی نہیں۔ مرزا قادری اپنی ہمیشہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم کا حوالہ دیا کرتے تھے مگر افسوس کہ اس میں بھی تجدید سے نہیں رکتے۔ اس قصہ کا مضمون بالکل ہماری تائید اور مرزا قادری کی تردید کرتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے : ”فلولا كانت قرية آمنت فنفعها إيمانها الا قوم يونس لما آمنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي في الحياة الدنيا و متعناهم الى حين . يونس ۹۸“ اس آیت میں صاف اور صریح نہ کوہے کہ حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے عذاب ٹل گیا لیکن کب ملا ؟ جب وہ ایمان لے آئے۔ پس آئھم بھی ایمان لے آیا ہوتا تو آپ کی وہ عزت جو ستمبر ۱۸۹۳ء کو ہوئی تھی کیوں ہوتی ؟۔

حکیم صاحب نے اس حدیث کے اس ترجیح کی نسبت اپنے ترجمہ کو ترجیح دی ہے جس کی کوئی وجہ ظاہر نہیں کی جس سے ہمیں بھی کوئی تعلق نہیں۔ اس کے بعد آپ اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں:

”اس ساری حدیث میں رجوع الی الحجت کی شرط کماں ہے؟“ (آئینہ حق نہاس ۸۶)

ہم حیران ہیں حکیم صاحب کے حافظہ کی بابت کماں تک شکایت کریں۔ اسی اپنی کتاب کے صفحہ ۳۱ پر عام قاعدہ لکھتے ہیں جس کا مطلب صاف ہے کہ انذاری پیشگوئیوں میں رجوع الی الحجت کی شرط نہ کورنہ ہوتا ہم ملحوظ ہوتی ہے۔ مرزا قادریانی بھی اس قاعدے کو کہی ایک جگہ لکھے چکے اور منہاج نبوۃ قرار دے چکے ہیں۔ حکیم صاحب نے تو اس مضمون پر کہی صفحات صفحہ ۳۱ سے صفحہ ۳۶ تک سیاہ کئے ہیں مگر جو نہیں صفحہ ۸۶ پر پہنچ تو یہ اصول سرے سے بھول گئے۔ کی متنے ہیں:

”لکیلاً یعلم بعد علم شيئاً . النحل . ۷۔“ (بڑھ کو علم میں ذہول ہو جاتا ہے)

مرزا قادریانی فرماتے ہیں اگر آنکھ ڈرا نہیں تو قسم کھائے چار ہزار روپیہ ہم سے انعام پائے۔ آنکھ نے غدر کیا کہ : ”انجیل متی باب ۵ میں قسم کھانے سے منع آیا ہے۔“ اس پر مرزا قادریانی نے کہی ایک ایسے حوالے اس کو نائے کہ عیساً یوں کے پیشواؤں نے عدالت میں قسمیں کھائیں۔ آنکھ نے جواب دیا کہ : ”اگر مجھے بھی حف کرانا چاہو تو عدالت میں طلب کرو۔ عدالت کے جبر سے میں بھی قسم کھالوں گا۔“ (نورانشاں ۱۸۹۳ء اکتوبر ۱۸۹۳ء)

ایسے معقول جواب سے مرزا قادریانی جیسے معقول پندوں کو کیا تسلی ہو سکتی تھی۔

آپ لکھتے ہیں : ”گویا ان کا ایمان عدالت کے جبر پر موقوف ہے۔“

(اشتخار چار ہزاری حاشیہ میں انجمود اشتخار اسٹریچ ۲۰ حاشیہ میں ۹۱)

اس سے بڑھ کر معقول جواب ڈاکٹر کلارک امر ترسی نے دیا :

”ہم لکھتے ہیں مرزا قادریانی مسلمان نہیں۔ اگر مسلمان ہیں تو جمع عام میں سور کا گوشت کھائیں۔ اگر کہیں کہ سور کا گوشت مسلمانوں کو حرام ہے اس نے اسلام کا ثبوت

کیے؟ تو ہم کہتے ہیں کہ اسی طرح بالا خیار حلف اخانا عیسایوں کو منع ہے۔ پس جب آئتم پا عیسائی ہے تو وہ اپنی عیسائیت کا ثبوت قسم سے نہیں دے سکتا جس طرح آپ اپنے اسلام کا ثبوت سور کھانے سے نہیں دے سکتے۔ ”دیکھو اشتخاری ہنزی کلارک مطبوعہ بیشن پر لس امر تر“ مگر میں پوچھتا ہوں مرزا قادریانی کو آئتم پر قسم دینے کا حق ہی کیا تھا۔ کوئی آیت یا حدیث اس بدلے میں ہے کہ کوئی کافر اگر اپنے نفس پر التزام کفر کرے اور اسلام سے انکاری ہو تو اس کو قسم دینی چاہئے جیسے قرضدار عدالت میں انکار کرے اور مدعا کے پاس ثبوت دعویٰ نہ ہو تو مدعا علیہ کو قسم دی جاتی ہے کہ میں نے اس کا کچھ نہیں دینا۔ اسی طرح کوئی حدیث اس مفہوم کی ملی ہو تو اطلاق بیش۔ جب یہ اسلام بلکہ کسی مذہب کا مسئلہ نہیں ہے کہ مذکور مذہب کو انکار مذہب پر قسم دینی چاہئے۔ تو آئتم کو قسم دینے کا آپ کو حق پہنچتا ہے۔ کاش! آپ (الیمین علی من انکر) پر قیاس کر کے آئتم سے حلف دلاتے تو بھی ایک بات ہوتی۔ گویہ قیاس بھی قیاس فاسد ہی ہو جا جس کے جواب میں آپ مغلص اور بات ہنانے والے کہہ سکتے کہ المجتهد قدیصیب و قدیخطی مگر یہاں تو غصب یہ ہے کہ اس مجدد کی تجدید نے یہاں تک ترقی کی ہے کہ حدیث سے کوئی مطلب ہی نہیں خود ہی احکام ایجاد کر سکتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”آئتم کا یہان بحیثیت شاہد مطلوب ہے شبھیثیت مدعا علیہ۔“

(اشتخار انعامی تین ہزار ص ۲، مجموعہ اشتخارات ج ۲ ص ۶۶)

پس اگر مرزا قادریانی کا کوئی مرید اس حدیث سے استدلال کر کے آئتم کو حلف دلانا تجویز کرے تو وہ مجاز نہ ہو گا کیونکہ اس حدیث کی رو سے مدعا علیہ پر وہ بھی دیوانی (لین دین) کے معاملہ میں قسم ہے اور آئتم پر تو مرزا قادریانی بحیثیت گواہ قسم دینا چاہتے ہیں۔ گویہ منطق بھی ہماری کبھی سے بالا ہے کہ آئتم گواہ ہے یا کیا؟۔

مرزا قادریانی اپنے دعویٰ پر کہ آئتم نے رجوع حق کیا تھا یہ دلیل دیتے ہیں:

”جب سے اس نے پیشگوئی سنی تھی عیسائیت کی حمایت پر ایک سطر بھی نہیں

لکھی۔ پس یہ اس کے رجوع کی علامت ہے۔” (تریاق القلوب ص ۷۹، تراجم ج ۱۵ ص ۳۵۸)

حالانکہ بالکل غلط۔ سراسر جھوٹ۔ مباحثہ کے بعد وہ حسب طاقت برابر مخالف تحریر میں شائع کرتا رہا تھا مگر آپ کے ملم کو خبر نہیں ہوئی یا اس نے دانتہ آپ کو نہیں بتایا۔ اسلام ہی کے مخالف نہیں رہا بلکہ ان تحریروں میں وہ ذات شریف (مرزا قادیانی) پر بھی صلوٰات ملیں شاتارہ۔

خلاصہ مباحثہ میں جو مباحثہ کے بعد اس کی تصنیف ہے لکھتا ہے :

”مرزا قادیانی کے ایک شاگرد مولوی نظام الدین ملتانی نے جو محابیت اپنے استاد کے بعد اس مباحثہ کے آئے تھے اثنائے گفتگو میں کہا کہ میں پورا دہری ہوں۔ اس پر راقم نے پوچھا کہ تب تو اشیاء محدود الوجود کو حد کس نے لگادی۔ جس کا جواب حضرت نے حیرانی اور طرح وہی کے سوا اور کچھ نہ دیا اور یہ بھی فرمایا کہ منزل کاملاً کشف باطنی ہی ہے۔ پس ایسے مجدوب منشوں کو ہم مسئلہ میثیث و توحید کیا سمجھا سکتے تھے۔ بجز دعا خیر کے فقط۔“

(خلاصہ مباحثہ ص ۲) www.kitabosunnat.com

نیز لکھتا ہے :

”توحید گھنٹ کے عاشقان سے پس اسوال تو یہی ہے کہ وہ کوئی ایسی شے دکھلادیں۔

اگر دکھلادیں تو ہوں جو مجموعہ متعدد صفات کے سوا کچھ اور بھی ہو۔“ (خلاصہ مباحثہ ص ۳)

ان دونوں حوالوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ آئھم مباحثہ کے بعد برادر اسلام کے خلاف لکھتا اور کتابت اور خاص مسئلہ توحید میں (جس میں مرزا قادیانی اور آئھم کا پندرہ روز مباحثہ رہا تھا) تمام مسلمانوں سے مخالف میثیث پر خوب جما ہوا تھا۔ جو صحیح اسلام کی نقیض ہے۔ پھر اسی رسالہ کے صفحہ ۸ پر اپنے اعتراضات کو اس نے آپ کے مقابل اسلام پر کئے تھے نقل کر کے آپ کے جوابات کو فضول مانتے ہوئے لکھتا ہے :

”ان امور کا خاص جواب منجانب مرزا قادیانی کے وہی ثبوت آنحضرت (مرزا قادیانی) کی تھی کہ آج سے جو ۵ جون ۱۸۹۳ء کی ہے۔ پندرہ مینے کے اندر جو فریق ہر است

ہی رہے گا۔ داخلِ جنم ہو جائے گا۔ ”

آنینہ کمالات اسلام مصنفہ آنجلاب میں گویا خدا یوں کرتا ہے :

”اے غلامِ احمد تو بھسے ہے اور میں تھسے ہوں۔ بڑح آنجلاب یعنی تو میرے دست قدرت سے نکالا ہے اور میں تیرے کمال سے جلال پاتا ہوں۔ ہم کو تو اس آنینہ میں چہرہ کسی دہریہ یا ہمس اوسٹ کا جو برادر تو ام دہریہ کا ہے نظر آتا ہے اور مجذرات ایسے شخص (مرزا قادریانی) کے مختصر ایمان ہی ہیں نہ مطمئن اطمینان جو تصدیق کذب کی کرتے۔“

(خلاصہ مباحثہ ص ۸)

اس اخیر کے فقرے میں آنکھ نے کھلے لفظوں میں مرزا قادریانی کو دجال اور جھونٹا بھی کہا ہے کیونکہ اس نے انجلیل کے اس مقام کی طرف اشارہ کیا ہے جہاں پر حضرت مسیح نے فرمایا ہے کہ :

”بہت سے جھوٹے نبی آویں گے خبردار رہنا خدا ان کی وجہ سے تمہارا امتحان کرے گا۔“ (دیکھو انجلیل متی باب ۲۲ کی آیت ۱۲)

کہنے مرزا قادریانی آپ کو دجال یا کذاب کہنا بھی آپ کے اسلام کے مخالف ہے یا موافق؟۔ پھر تجھ ہے کہ آپ کے تمام مباحثہ کو فضول سمجھتا ہے اور آپ کو کھلے لفظوں میں دجال لکھتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ اس نے خاموش رہ کر رجوع کا ثبوت دیا۔ کیا تو حید کے خلاف سٹیٹ کا قائل ہوا اور ذات شریف کو دجال کے تو بھی وہ رجوع حق ہے؟ اور کہا جا سکتا ہے کہ وہ آپ کے ممتاز مسئلہ میں اپنا خیال چھوڑ کر آپ کا ہم خیال ہو گیا؟۔ علاوہ اس کے یہ کیا دلیل ہے کہ چونکہ اس نے عیسائیت کی حمایت میں کچھ نہ لکھا اس لئے وہ عیسائی نہ تھا۔ کیا کسی مذہب کی حمایت میں تصنیف نہ کرنا اس مذہب کے ترک یا روگردانی کی دلیل ہے؟۔ کیا آپ کی جماعت کے لکھے پڑھے تمام ہی آپ کی تائید میں لکھتے ہیں تو کیا نہ لکھنے والے آپ کو چھوڑ بیٹھے ہیں؟۔ (خدا کرنے)

(افسوں ہے حکیم صاحب نے اس جواب کو دیکھا بھی نہ ہو گا۔ اس لئے اس کے

پاس سے چکے سے گز گئے۔

اس پیشگوئی نے مرزا قاریانی کو ایسا حیران کر رکھا ہے کہ انہی مطلق خبر نہیں کہ میں کیا لکھ رہا ہوں جو کچھ منہ میں آیا کہہ دیا یا معتقد ہیں: "آمنا و صدقنا فاکتبنا مع الصادقین" کرنے کو تیار ہیں۔ آپ "کشی نوح" کو یہ بائس چلاتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس (آئھم) نے عین جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روپ و آنحضرت ﷺ کو دجال کرنے سے رجوع کیا..... اور پیشگوئی کی بنا پر تھی کہ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دجال کما تھا۔ (کشی نوح ص ۶، تراجم ج ۱۹ ص ۲۶)

ناظرین! کسی ہوشیاری ہے کہ آئھم کی پیشگوئی کی بنا پر بتلائی ہے کہ اس نے آنحضرت ﷺ کو دجال کما تھا۔ حالانکہ پیشگوئی کے الفاظ میں ان منے کی طرف اشارہ بھی نہیں۔ ناظرین! شروع رسالہ میں پیشگوئی کے الفاظ بخوبی پڑھیں۔ دیکھئے کس تشرع کے ساتھ لکھا ہے کہ جو فریق عموماً جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ پندرہ ماہ تک ہاویہ میں گریا جائے گا۔ کجا عاجز انسان کو خدا بنا اور کجا آنحضرت ﷺ کو دجال کہتا۔ یہ ہے مرزا قاریانی کی حرکت نبوی جس سے ان کی بے بس نمایاں ہے۔

جس ہے: "لوكان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً۔ نساء

"۸۲

(یعنی جو کلام خدا کی طرف سے القادر و حی نہ ہوا س میں بہت بڑا اختلاف ہوتا ہے اور یہی اختلاف اس کے کذب کی دلیل ہے۔)

حیرت انگیز چالاکی!

مرزا قاریانی اپنی پیشگوئی کی توضیح یوں کرتے ہیں کہ اگر آئھم رجوع حق نہ کرے گا تو ہاویہ میں گریا جائے گا۔ لیکن اس کا رجوع حق کرنا ہاویہ میں گرائے جانے کو مانع ہے۔ گویا ان دونوں باتوں میں تضاد کا علاقہ ہے جیسے رات اور دن میں یا سیاہ اور سفید میں کہ ایک کے ہوتے

دوسرے کا ہونا ممکن نہیں بلکہ نہ ہونا ضرور ہے۔ یعنی ہادیہ اسی صورت میں ہو گا کہ رجوع نہ ہو۔ رجوع ہو تو ہادیہ نہ ہو گا۔ لس ہاظرین اس تقریر کو ذہن نشین کر کے مرزا قادری کی عبارات مندرجہ ذیل کو غور سے پڑھیں کہ مرزا قادری کس ہوشیاری سے بھت چراغ داشت دنوں صدروں (رجوع اور ہادیہ) کو ایک جگہ جمع کرتے ہیں۔ پس سنوا!

”آئھم نے اپنے اس خوف زدہ ہونے کی حالت سے جس کا اس کو خود اقرار بھی ہے جو تواریخ میں شائع ہو چکا ہے ہڑی صفائی سے یہ بیوت دے دیا ہے کہ وہ ضرور ان ایام میں پیشگوئی کی عظمت سے ڈر تارہ۔ یعنی اس نے اپنی مضطربانہ حرکات اور انعام سے ثابت کر دیا کہ ایک سخت غم نے اس کو گھیر لیا ہے اور ایک جانکاہ اندر یہہ ہر وقت اور ہر دم اس کے دامن گیر ہے۔ جس کے ڈرانے والی تمثیلات نے آخر اس کو امر ترس سے نکال دیا۔ واضح ہو کہ یہ انسان کی ایک فطرتی خاصیت ہے کہ جب کوئی سخت خوف اور گھبرائٹ اس کے دل پر غلبہ کر جائے اور غایبت درجہ کی بے قراری اور بے تابی تک نوبت پہنچ جائے تو اس کے نظر میں طرح طرح کی تمثیلات میں اس پر وارد ہونے شروع ہو جاتے ہیں اور آخر ڈرانے والے نظارے مضطربانہ حرکت کی طرف مجبور کرتے ہیں۔ اسی کی طرف توریت استثناء میں بھی اشارہ ہے کہ قوم اسرائیل کو کہا گیا کہ جب نافرمانی کرنے گا اور خدا تعالیٰ کے قوانین اور حدود کو چھوڑے گا تو تیری زندگی تیری نظر میں بے ٹھکانہ ہو جائے گی اور خدا تجھ کو ایک دھڑکا اور جی کی غناہ کی دے گا اور تیرے پاؤں کے تلوے کو قرار نہ ہو گا اور جا چاہھتا پھرے گا۔ چنانچہ بارہاڑرانے والے تمثیلات بنی اسرائیل کی نظر کے سامنے پیدا ہوئے اور خوابوں میں دکھائی دیئے جن کے ڈر سے وہ اپنے جیسے سے نامید ہو گئے اور جگونا نہ طور پر وہ شر بیشتر بھاگتے پھرے۔ غرض یہ ہمیشہ سنت اللہ ہے کہ شدت خوف کے وقت کچھ ڈرانے والی چیزیں نظر آ جایا کرتی ہیں اور جیسے جیسے بے آرائی اور خوف برحتا ہے وہ تمثیلات شدت اور خوف کے ساتھ ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ اب یقیناً سمجھو کر آئھم کو انذاری پیشگوئی سننے کے بعد یہی حالت پیش (مناء الحق ص ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰)

ا۔ آئی۔“

”یا یوں بھی کہ سکتے ہیں کہ جس طرح یونیس کی قوم کو ملائکہ عذاب کے تمثیلات میں دکھائی دیتے تھے اسی طرح ان کو بھی سانپ وغیرہ تمثیلات دکھائی دیئے مگر ساتھ ہی ضروری طور پر اس بات کو مانا پڑتا ہے کہ جس شخص کا خوف ایک نہ ہبی پیشگوئی سے اس حد تک کو پہنچ جائے کہ اس کو سانپ وغیرہ ہونا کچیزیں نظر آئیں یہاں تک کہ وہ ہر اس اور ترساں اور پریشان اور یہ تاب اور دیوانہ سا ہو کر شریشہ بھاگنا پھرے اور سراسمیوں اور خوف زدؤں کی طرح جایا بھختا پھرے۔ ایسا شخص بلاشبہ یقینی یا ظنی طور پر اس نہ ہب کا مصدق ہو گیا جس کی تائید میں وہ پیشگوئی کی گئی تھی اور یہی منع رجوع الی الحق کے ہیں اور یہی وہ حالت ہے جس کو بالضرور رجوع کے مراتب میں سے کسی مرتبہ پر محول کرنا چاہئے اور میں جانتا ہوں کہ آنحضرت صاحب کا اس پیشگوئی سے جو دین اسلام کی سچائی کے لئے کی گئی تھی جس کے ساتھ رجوع الحق کی شرط بھی تھی۔ اس قدر ذرہ کہ سانپ نظر آنا اور تیروں تکاروں والے دکھائی دینا یہ ایسے واقعات ہیں جو ہر ایک دانشمند جوان کو نظریکجاںی سے دیکھے گا۔ وہ بلا تامل اس نتیجہ پر پہنچ جائے گا کہ بلاشبہ یہ سب باشیں پیشگوئی کے پر زور نظارتے ہیں اور جب تک کسی کے دل پر ایسا خوف مستولی نہ ہو جو کمال درجہ تک پہنچ جائے تب تک ایسے نقادوں کی ہر گز نوبت نہیں آتی جو شخص مکذب اسلام ہو اور حضرت علیؑ کے دور تک ہی الحام پر مر لگا چکا ہو کیا وہ اسلامی پیشگوئی سے اس قدر ڈر سکتا ہے۔ بجز اس صورت کے کہ اپنے نہ ہب کی نسبت شک میں پڑ گیا ہو اور عظمت اسلامی کی طرف جنک گیا ہو۔“

(نیاء الحق ص ۱۶، ۱۷، اخراجیں ج ۹ ص ۲۶۳، ۲۶۵)

عبارت نہ کوہ بالا صاف اور صریح لفظوں میں بتا رہی ہے کہ آنحضرت نے رجوع کیا جیسا کہ عام طور پر مشہور ہے اور (بقول مرزا قادیانی) اس کے رجوع الحق ہونے کے منع یہ ہیں کہ اس کے دل پر جو خوف غالب ہوا جس کی وجہ سے وہ بھاگنا پھر اپس اس کا نتیجہ صاف اور صریح یہ ہونا چاہئے تھا کہ آنحضرت ہادیہ سے چار ہتھا گروہ بے چارہ باوجود ایسے رجوع کے ہو یہ سے بھی محفوظ نہ رہا۔ گویا اجتماع ضدین کا استھان اس کے حق میں واقع ہو گیا۔ اس دعویٰ کی دلیل

کہ آئتم کو مرزا قادیانی نے باوجود رجوع حق کرنے کے بھی (اپنے مصنوعی) ہاویہ میں گرانا چاہا بلکہ گراہی دیا۔ مرزا قادیانی کی عبارت مندرجہ ذیل ہے۔

غور سے سنو!

”اور توجہ سے یاد رکھنا چاہئے کہ ہاویہ میں گرائے جانا جو اصل الفاظ الامام ہیں وہ عبد اللہ آئتم نے اپنے ہاتھ سے پورے کئے اور جن مصائب میں اس نے اپنے تیس ڈال لیا اور جس طرز سے سلسلہ گھبرائٹوں کا سلسلہ ان کے دامن گیر ہو گیا اور ہول اور خوف نے اس کے دل کو پکڑ لیا۔ یہی اصل ہاویہ تھا اور سزاۓ موت اس کے کمال کے لئے ہے جس کا ذکر الہامی عبارت میں موجود بھی نہیں ہے شک یہ مصیبت ایک ہاویہ تھا جس کو عبد اللہ آئتم نے اپنی حالت کے موافق بھگت لیا۔“ (انوار الاسلام ص ۵، خزانہ حج ص ۲۵)

اور لکھتے ہیں :

”پس لے حق کے طالبو! یقیناً سمجھو کر ہاویہ میں گرنے کی پیشگوئی پوری نکلی اور اسلام کی فتح ہوئی اور عیسائیوں کو ذلت پہنچی۔ ہاں اگر مسٹر عبد اللہ آئتم اپنے پر جزع فزع کا اثر نہ ہونے دیتا اور اپنے افعال سے اپنی استقامت و کھاتا اور اپنے مرکز سے جگہ بھجو بھختانہ پھرتا اور اپنے دل پر ہم اور خوف اور پریشانی غالب نہ کرتا بلکہ اپنی معمولی خوشی اور استقلال میں ان تمام دنوں کو گزارتا توبے شک کرہ سکتے تھے کہ وہ ہاویہ میں گرنے سے دور رہا۔ مگر اب تو اس کی یہ مثال ہوئی کہ قیامت دیدہ ام پیش از قیامت۔ اس پر وہ غم کے پہاڑ پڑے جو اس نے اپنی تمام زندگی میں ان کی نظر نہیں دیکھی تھی پس کیا یہ حق نہیں کہ وہ ان تمام دنوں میں درحقیقت ہاویہ میں رہا اگر تم ایک طرف ہماری پیشگوئی کے الہامی الفاظ پڑھو اور ایک طرف اس کے مصائب کو جانچو جو اس پر وار و ہوئے تو تمہیں کچھ بھی اس بات میں شک نہیں رہے گا کہ وہ بے شک ہاویہ میں گرا ضرور گرا۔ اور اس کے دل پر وہ رنج اور غم اور بد حواسی وار و ہوئی جس کو ہم آگ کے عذاب سے کچھ کم نہیں کر سکتے۔ ہاں اعلیٰ نتیجہ ہاویہ کا جو ہم نے سمجھا اور ہماری تشریحی عبارات میں درج ہے یعنی موت وہ ابھی تک حقیقی طور پر وارد نہیں ہوئی

کیونکہ اس نے عظیم اسلام کی بیت کو اپنے دل میں دھنگا کر الٰہی قانون کے موافق المائی شرط سے فائدہ اٹھایا مگر موت کے قریب قریب اس کی حالت پہنچ گئی اور وہ درد اور دکھ کے ہاویہ میں ضرور گرا اور ہاویہ میں گرنے کا لفظ اس پر صادق آگیا۔ پس یقیناً سمجھو کر اسلام کو صحیح حاصل ہوئی اور خدا تعالیٰ کا ہاتھ بالا ہوا اور کلمہ اسلام اونچا ہوا اور عیسائیت پیچ گری۔ فالحمد لله على ذلك! (انوار الاسلام ص ۷۴، ج ۲، ص ۸)

عبارت مذکور بالا عاصف اور صریح طور پر اپنام عبارت ہے۔ ایسی کہ اسی شرح یا حاشیہ کی ضرورت نہیں۔ عبارت النص ظاہر ہوتا ہے کہ آخر ہاویہ میں گرا یوں گرا؟۔ حسب مضمون پیشگوئی رجوع حق نہ کیا ہے وہ حالاً انکہ رجوع حق کرچک تھا جو عبارت منقولہ از غیاء الحق سے ظاہر ہے۔ ہم مرزا قادریانی کے اہل علم حضرات کو علی طرز پر تقریر سناتے ہیں تاکہ ان کو معقولی اصطلاح میں اس تاثافت کا سمجھنا آسان ہو۔ مرزا قادریانی کی عبارت کا مطلب علی طریق التیاس الاستثنائی ہے :

”ان رجع عبد الله الى الحق فهو ناج من الهاوية لكنه رجع فليس بناج .“

مرزا قادریانی کے دوستو! آج تک تمام اہل معقول کا اجماع تھا کہ :

”وضع المقدم يستلزم وضلع التالي ورفع التالي يستلزم“

رفع المقدم ”

آج یہ نئی منظر کیا ہے کہ :

”وضع المقدم يرفع التالي فايدين التلازم“
کیا منطقی اصطلاحات میں بھی تجدید توہین کی؟ کیوں نہ ہو؟

اعن ازديارك في الدجى الرقباء

اذحيث كت من الظلوم ضياء

۳۰ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مومن مدصل امر تسریں میں راقم کا مباحثہ ہوا۔ فریض مرزا یہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

طرف سے مولوی سرور شاہ مباحثت تھے۔ ان سے بھی اس تاقض کامیں نے ذکر کیا۔ مجھے تو خیال تھا کہ شاہ صاحب اس کا کچھ عالمانہ جواب دیں گے۔ مگر افسوس کہ جو کچھ انہوں نے جواب دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ کے حق میں وہی مثل صادق ہے۔ جو پڑھا لکھا تھا نیاز نے ایک دم میں سارا بھلا دیا۔ آپ کی تحریر میرے پاس موجود ہے۔ چنانچہ حرف بحرف وہ یہ ہے :

”یاد رہے کہ رجوع ثابت اور رجوع کے لیام میں ہاویہ میں نہیں پڑا۔ ہاں عدم رجوع کے لیام اسی پندرہ ماہ کی میعاد کے اندر وہ ہاویہ میں گر گیا۔ غرض پہلے ۱۵ ماہ رجوع کے ہیں اور دوسرے ۱۵ ماہ عدم رجوع کے واقع میں کوئی تاقض نہیں۔ اپنی سمجھ کا تاقض ہے۔“
مرزا قادیانی کے کلام منقول سے پایا جاتا ہے کہ آئھم کے ایک ہی فعل یعنی انتقال مکانی کو وہ رجوع اور ہاویہ دوناہم رکھتے ہیں جو پندرہ میں تو میں وہ کرتا ہا پھر اس کے لئے شاہ جی کا یہ توجیہ کرتا کہ پندرہ ماہ کا پسلا حصہ رجوع کا اور دوسرا عدم رجوع کا حقیقت میں حرکت نہیں تھی اور تاویل اکلام بما لا یرضی بہ قائلہ کے سوا کچھ بھی نہیں۔

اگر کسی صاحب کو یہ شبہ ہو کہ خدا جانے مرزا قادیانی کی عبارت ثانیہ کا کیا مطلب ہے یہ کیوں نکر ہو سکتا ہے کہ باد جو درجوع تھی کرنے آئھم کے پھر بھی وہی ہاویہ میں گرایا جاتا یہ تو صاف تاقض صریح اور تلافت فتح ہے جو ادنیٰ عقل کے آدمی سے بھی بعید ہے۔ مرزا قادیانی تو مشاء اللہ ابڑے مصنف ہیں۔ اگر الہامی نہیں ان کے مصنف اور مناظر ہونے میں تو شک نہیں：“ہر کہ شک آرد کافر گردد” (یعنی کفر یا اطاغوت)۔ پھر ایسے صریح تاقض کے وہ کیوں نکر مر تکب ہونے لگے تھے جو احمد اب سے احمد بھی نہ کے کہ جس چیز کا

اب مولوی سرور شاہ نے بھی موضع مدصلع امر تبر کے مباحثت میں یہی کہا تھا کہ مرزا قادیانی پاگل ہے کہ کیس کچھ کئے اور کیس کچھ مگر ہمارا یہ خیال نہیں کہ مرزا قادیانی پاگل ہے بلکہ پاگل گر ہے۔

وجود کسی چیز کے لئے مانع ہواں کے ہوتے بھی وہ چیز حقیق ہو سکے باوجود تسلیم کر لینے کے قاعدہ۔

العدداً ما فرد او زوج کے یہ کتنا العدد فرد مع انه زوج لا يقول به احد

الا من سفه نفسه

تو ایسے صاحبوں کی دلجمی کے لئے ہم ہی نے یہ متنے مرزا قادریانی کی عبارت سے نہیں سمجھے بلکہ مرزا قادریانی کے اخض اخواص بلکہ امام الصلوٰۃ نے جو مرزا قادریانی سے بھی افضل اور مرزا قادریانی اس کے مقابلہ میں نسایت حیر اور ذلیل اب ہیں ایسے ثقہ بلکہ (مرزا) جماعت کے امام الثقات نے بھی یہی متنے سمجھے ہیں کیونکہ وہ خود آئھم کو ہادیہ تک چھوڑنے گیا تھا (علوم نہیں بوجہ معدوری خود واپس ہو لیا نہیں) غور سے سنو!

”(آئھم) پندرہ ماہ کے اندر اسلام کے خلاف ایک لفظ نہ بولا اور سراں سمجھی اور اور دہشت کی حالت میں شر بیشتر مارا پھر اکہ کسی طرح ملک الموت کے پنج سے نجات پا دے۔ اس عرصہ میں اسے بھنی دفعہ خونی فرشتے بھی نظر آئے اس کی قوت و اہمیت نے اس پر ایسا اثر کیا کہ کہیں اس کی نظر میں بٹکل اصل بجسم سانپ نمودار ہونے لگے کہیں خونی فرشتے حملہ کرتے ہوئے دکھائی دیتے غرضیکہ وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں سخت سے سخت ہادیہ کے عذاب میں گرار ہا۔“ (سریت سچ موعود حاشیہ ص ۲۵)

اب تو شہر بالکل رفع ہو گیا کہ مرزا قادریانی اپنی پیشگوئی کی تصدیق کے لئے کہاں تک کوشش کرتے ہیں۔ ایسی کہ اجتماع ضدین کی بھی انسیں پرداہ نہیں رہتی۔ طرفہ تریکہ اجتماع ضدین ہی پر قناعت نہیں بلکہ ایک ہی شے کو دو متفاہ چیزیں بتایا جاتا ہے۔ وہی آئھم کا

۱۔ دیکھوازالہ ص ۵۲، خزانہ حج ۳۷ ص ۲۷ اعتقد کی امام کی نسبت حیر اور ذلیل

ہوتا ہے۔

۲۔ بالکل جھوٹ۔

ایک فعل ہے یعنی (بقول مرزا قادریانی) پیشگوئی کے خوب سے اغطراب کرنا اسی کو رجوع حق کہا جاتا ہے اور اسی کا نام ہادیہ رکھا جاتا ہے پھر اسی کمال علمی پر سلطان القسم کا لقب اور مددی زمان اور سُکن دوران کا اذْعَا؟۔

مَتْ كَرِيسْ أَرْزُو خَدَائِي كِي
شَانْ هِيْ تِيرِي كَبْرِيَّيْ كِي

مرزا یہو! اور مرزا قادریانی کے اخْصَ الخواص متریو! علم کے مدعيو! علماء کرام کو جاہل اور کندہ ناتراش کرنے والو! انصاف سے خدا کے لئے شنی و فرادی ہو ہو کر سوچو! اے ”لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً . نساءٌ ۖ۸۲“ کے صدق میں کچھ نٹک ہے یا مرزا قادریانی کے کمال علم و دینت میں کوئی شبہ باقی ہے؟۔

تمہیں تعمیر اس بت کی جو ہے میری خط لگتی
ارے لوگو! ذرا انصاف سے کہیو خدا لگتی

اظہار تعجب: عفیجہ پندرہ کتاب ہذا سے یہاں تک کے مضمون نما حکیم صاحب نے کچھ جواب نہیں دیا۔

ایک اور طرز سے

بھی اس پیشگوئی کی تکذیب ہوتی ہے۔ قaudہ کلیہ جس کو مرزا قادریانی نے بھی ازالہ اوبام ۸۷۵ خزانہ ۳۱۲ پر بڑے زور و شور سے بیان کیا ہے اور حضرت مسیح کے دوبارہ نہ آنے کو اسی قaudہ پر مرتب سمجھا ہے جس کا بیان اہل علم کی اصطلاح میں یوں کیا جاتا ہے: ”الشیء اذا ثبت بلوازمه“ یعنی جب کوئی چیز وجود پذیر ہوتی ہے تو اس کے

اے قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ جو کلام غیر اللہ کی طرف سے ہو اس میں بہت اختلاف ہوتا ہے۔

لوازم اس کے ساتھ ہوتے ہیں جس کو مرزا قادریانی کے الفاظ میں یوں کہہ سکتے ہیں کہ : ”مکن نہیں کہ آفتاب نکلے اور اس کے ساتھ روشنی نہ ہو۔“

(از الابدام ص ۸۷۵ خزانہ حج ۳۲ ص ۲۱۲)

پس بعد تسلیم اس قاعدہ عقليہ کے ہم اس پیشگوئی کے لوازم کی پڑھائی کرتے ہیں۔ کچھ شک نہیں کہ مرزا قادریانی نے بھی اس پیشگوئی کے لوازم بتائے تھے۔ یعنی :

”جو شخص بحیرہ اور بیچ خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب یہ پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض اندھے سو جا کھے اب کئے جائیں گے اور بعض لکڑے چلنے لگیں گے اور بعض بھرے منے لگیں گے۔“

(جنگ مقدس م ۲۱۰ خزانہ حج ۶۲ ص ۲۹۲)

پس ہم لازم اول ہی کو دیکھتے ہیں کہ کماں تک اس کا ظہور ہوا کچھ شک نہیں کہ چھوٹ کی عزت سے مرزا قادریانی کی اپنی اور اپنی جماعت کی عزت تھی۔ سواس پیشگوئی کے موقع پر جیسی کچھ ظہور میں آئی خدادش ن کی بھی نہ کرے۔ ہر ایک قوم کی طرف سے ایک نہیں کئی کئی اشتہارات اخبار و رسائل جات نکلے جن میں مرزا قادریانی کی عزت اور آدمیت کے کلمات طیبات بھرے ہوئے تھے۔ سب کو نقل کرنا تو قریب محال ہے۔ ان میں سے چند بطور مشتمل نمونہ از خوارے نقل کر کے باقی کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ اہلی امر ترکی طرف سے جو اشتہارات نکلے تھے ان میں سے ایک یہ ہے :

مرزا قادریانی اور آنکھ کی لڑائی میں اسلام کی صداقت

انا نحن نزلنا الذکر و اناله لحافظون

آج ہم اس آیت کی تصدیق پاتے ہیں کہ خدا اپنے دین اسلام کی کیسی تائید کرتا ہے

جو لوگ اس دین کی آز میں ہو کر اس دین کو بگاڑنا چاہتے ہیں ہمیشہ ذلیل و خوار ہوتے ہیں۔
 چنانچہ مرزا قادریانی کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہوا کہ تمام مخلوق کی نظروں میں
 ذلیل اور رسوایا ہوا کہ آخر تم امر تسری باوجود پیرانہ سالی کے پندرہ میسینے کی مدت میں (جس میں
 کئی فصول ہیضہ بھی ہوئیں) نہیں مرے۔ نہ صرف آخر بکھر اور ایک اور صاحب بھی (جن
 کی موت کے بعد مرزا قادریانی نے ان کی بیوی سے نکاح کرتا تھا جس کی مدت حسب شادہ
 القرآن مرزا قادریانی ۲۰ اگست کو پوری ہو گئی ہے) نہیں مرے:

تھے دو گھری سے شیخ جی شیخی بھگارتے

وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھری کے بعد
 کیا آج کوئی نہیں جو مرزا قادریانی کا ساتھ دے؟۔ حکیم نور الدین کمال ہیں؟۔
 احسن امر وہی کمال ہیں؟۔ ریاض ہند کے نوجوان ایڈٹر جو مارے خوشی کے پھولے نہ ساتے
 تھے کمال ہیں؟۔ وہ سیاکوٹ کے مخدور پیغمبر کمال ہیں؟۔ خواجہ صاحب لاہوری کمال
 ہیں؟۔ سچ ہے اور بالکل سچ ہے: ” ولو تقول علينا بعض الاقاویل . لاخذنا منه
 بالیمین ”

اہلی لدھیانہ نے جو استمار دیئے ان میں سے ایک دو یہ ہیں:

مدد ہے مبارک کو یہ آسمانی
 ہوئی جس سے ہے ذلت قادریانی

قول صائب

ہنائے ہے صاحب نظرے گوہر خود را
 عیسیٰ نتوال گشت بتتصدیق ٹرے چند
 ارے او خود غرغش خود کام مرزا
 ارے منحوس نا فرجام مرزا

غلائی چھوڑ کر احمد بہا تو
 رسول حق یا استحکام مرزا
 سمجھ وہ مددی موعود من کر
 بمحاجے تو نے کیا کیا دام مرزا
 ہوا عہت نصاری میں باخرا
 مسیحیان کا یہ انجام مرزا
 میں پندرہ بڑھ چڑھ کے گزرے
 ہے آخرم زندہ اے ظلام مرزا
 تری تکذیب کی شش وقر نے
 ہوا مدت کا خوب اتمام مرزا
 ڈیبا قادیاں کا ہم تو نے
 کہیں کیا اے بد وبدناام مرزا
 کہاں ہے اب وہ تیری پیشگوئی
 جو تھا شیطان کا الام مرزا
 اگر ہے کچھ بھی غیرت ذوب مر تو
 بظاہر اس میں ہے آرام مرزا
 بشیر آیا تھا کیا کم کر گیا تھا
 ترا اعزاز اور اکرام مرزا
 کیا تھا اس نے تجھ کو زندہ درگور
 دیا تھا تجھ کو سخت الزام مرزا
 ولیکن تو نہ آیا باز پھر بھی
 یہ اس شوخی کا ہے انعام مرزا

نہ کہتا کچھ اگر من پھڑ کر تو
 ندامت کا نہ پیتا جام مرزا
 گلے میں اب ترے رسا پڑے گا
 یہ رو ہو گا پیش عام مرزا
 مرزا بھی کم سے کم اتی تو ہو گی
 کر ہو جائے تجھے سرسام مرزا
 ہے سولی اور پچانسی کار سرکار
 رعایا کا نہیں یہ کام مرزا
 مسلمانوں سے تجھ کو واسطہ کیا
 پڑا کملہ نبی تام مرزا
 کہ اک بھائی ہے مرشد بھنگیوں کا
 اور اک بھزوں کا بے اندام مرزا
 کما اسلامیوں نے خلف پا کر
 ہے کاذب خارج از اسلام مرزا
 تو ہے اک انبیائے بعل میں سے
 سلف کو دے رہا دشام مرزا
 زمین و آسمان قائم ہیں اب تک
 ترے وہ ٹل گئے احلام مرزا
 برائیں سے مجھے تونے مسلمان
 کبھی ایسے بھی تھے یام مرزا
 محمد اللہ کر چھپ کر فتح و توضیح
 کھلے تیرے چھپے امام مرزا

در توبہ ہے وا ہو جا مسلم
سی سعدی کا ہے پیغام مرزا

ولہ الیضا

غضب تھی تھج پر سنگر چھٹی سبتر کی
نہ دیکھی تو نہ نکل کر چھٹی سبتر کی
ہے قاریانی ہی جھوٹا مرا نہیں آخر
یہ گونج انھا امر تر چھٹی سبتر کی
ترے حریف کو فیردز پور سے لائی
یہ ریل ہے جو ترازو چھٹی سبتر کی
ذلیل و خوار ندامت چھپا رہے تھے کہ تھا
ترے مریدوں پر محشر چھٹی سبتر کی
یہ لدھیانہ میں مرزا یوں کی حالت تھی
کہ جینا ہو گیا ذوکھر چھٹی سبتر کی
سو ابرس کے تھے امیدوار سب مالوں
مرید اعرج واعور چھٹی سبتر کی
میخ مددی کاذب نے من کی کھائی خوب
یہ کستے پھرتے تھے گھر گھر چھٹی سبتر کی
ہے رویاہ مثل مسلم واسود
طاحده کا وہ رہبر چھٹی سبتر کی
یہ قاریانی کی تذلیل کس لئے تھی؟ نہ تھا
مبلاہ کا اثر گر چھٹی سبتر کی

عیانیوں کی طرف سے جواشیدار نکلان میں سے ایک یہ تھا:
 ایسی مرزا کی گت بائیں کے
 سارے الام بھول جائیں کے
 خاتمه ہوئے گا نبوت کا
 پھر فرشتے کبھی نہ آئیں کے

رسول قادریانی کو پھر الام

نہ باز آیا تو کچھ بخے سے اب بھی
 بڑھاپے میں ہے یہ جوش جوانی
 نچاوے ریپھ کو جیسے قلندر
 یہ کہہ کر تری مرجادے ٹالی
 اے سن او رسول قادریانی
 لعین ویحیا شیطان ٹالی
 نچاویں کے تھو کو بھی اک ناج ایا
 کی ہے اب دل میں مصمم ٹھانی
 پنجہ آخرم سے مشکل ہے رہائی آپ کی
 توڑ ہی ڈالیں گے وہ نازک کلائی آپ کی
 آخرم اب زندہ ہیں آکر دیکھ تو آنکھوں سے خود
 بات یہ کب چھپ سکے ہے اب چھپائی آپ کی
 کچھ کرو شرم وحیا تاویل کا اب کام کیا
 بات اب بنتی نہیں کوئی بھائی آپ کی
 جھوٹ کو بچ اور بچ کو جھوٹ بتانا صریح

کون مانے ہے بھلا یہ کج ادائی آپ کی
 جھوٹ ہیں باطل ہیں دعوے قادریٰ کے بھی
 بات سمجھی ایک بھی ہم نے نہ پائی آپ کی
 حق ہے صادق اور صادق حق کا سب الام ہے
 ہو گئی شیطان سے ثابت آشنائی آپ کی
 ہو گیا ثابت ہے بب اقوال بد سے آپ کے
 کر رہا شیطان ہے بے شک رہنمائی آپ کی
 اپنے نیچے سے نہیں شیطان تمہیں دینا نجات
 اس کو کب منظور ہے اکدم جدائی آپ کی
 تم ہو اس کے لور وہ اب ہے تمدا یار غار
 رات دن کرتا وہی ہے رہنمائی آپ کی
 ہم نہ کہتے تھے کہ شیطان کا کما مانو نہ یار
 کس بلا میں اس نے دیکھو جان پھنسائی آپ کی
 ہر طرف سے لغت اور پھٹکار اور دھنکار ہے
 دیکھو کسی ناک میں اب جان آئی آپ کی
 خوب ہے جبریل اور الام والا وہ خدا
 اُندو سب خاک میں کسی ملائی آپ کی
 ہے کماں اب وہ خدا جس کا تمہیں الام تھا
 کس لئے کرتا نہیں مشکل کشائی آپ کی
 اب ہتاو ہیں کماں اب آپ کے عورہ مرید
 جو گلی کوچوں میں کرتے تھے بڑائی آپ کی
 کرتے ہیں تعظیم جھک جھک کر تو حاصل اس سے کیا

ڈوم، سخن، دہریئے، سخنیے آپ کی
آپ نے دنیا کے ٹھنگے کا نکلا ہے یہ ڈھنگ
جانتے ہیں ہم یہ ساری پارسائی آپ کی
کچھ کرو خوف خدا کا کیا خش کو دو گے جواب
کام کس آئے گی یہ دولت کمائی آپ کی
ڈھیٹ اور بے شرم بھی عالم ہوتے ہیں مگر
سب پہ سبقت لے گئی ہے بے حالی آپ کی
کر کے منہ کالا گدھ پر کیوں نہیں ہوتے سوار
فیصلے کی شرط ہے مانی مٹائی آپ کی
واڑھی سر اور موچھ کا چنا بڑا دشوار ہے
کرہی ڈالے گا جامات اب تو تائی آپ کی
آپ کے دعوؤں کو باطل کر دیا حق نے تمام
اب بھی تائب ہو اسی میں ہے ہملائی آپ کی
اب بھی تست ہے اگر کچھ عاقبت کی فکر ہے
ہاتھ کب آئے گی یہ ملت گنوائی آپ کی
خت مگراہوں میں سمجھے سج کی شان کو
راہِ حق اور زندگی سے ہے لڑائی آپ کی
خاتمہ باخیر ہو گا اور ہو گے سرخرو
ہو گئی اب بھی سچ سے گرفتائی آپ کی

اللشتر

اب دام مکر اور کسی جا بھائیے
میں ہو چکی نماز مسئلے اٹھائیے

ان اشتاروں کی بھی چند اس حاجت نہیں۔ مرزا قادری خود ہی مانتے ہیں کہ پیشگوئی کے خاتمہ پر تمام مخالفوں نے خوشی منائی اور مرزا قادری کی تذیلیں میں کوئی سرہنہ چھوڑ دی۔ چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں :

”امروں نے پشاور سے لے کر الہ آباد اور بیمیٹی اور گلکھہ اور دور دور کے شرروں تک نسایت شوٹی سے ناچنا شروع کیا اور دین اسلام پر ٹھنڈھے کئے اور یہ سب مولوی یوسوپی صفت اور اخباروں والے ان کے ساتھ خوش اور باخوبی میں با تھے ملائے ہوئے تھے۔“

(سراج نیر من ۲۵ دنخراں نج ۱۲ مص ۵۳)

مرزا یو! یوخذ المرء باقرا رہ اے پر غور کرو اور ان دنوں کی عزت و ذلت کو سوچو کہ کس کے نصیب تھی؟۔ بلکہ کوئی اب بھی اگر تم سے آئھم والی پیشگوئی کا ذکر کرے تو تمہارے دل پر کیا کچھ ذلت اور ندامت کے خطرات گزرتے ہیں۔ سچ بتانا خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر بتانا کہ جس طرح عیسائیت تسلیث پر گنتگو کرنے سے ہی چراتے ہیں۔ تم اس پیشگوئی کو ملا تے ہو یا نہیں۔ ہم یہ تو نہیں کہتے کہ تم بالکل ہی چپ چاپ ہو جاتے ہو حاشا و کلام ایسے کمال؟۔ فونو گراف کیا اور آواز مد خولہ کے پورا پہنچانے سے خاموشی کیا؟۔ ظاہر میں توبت کچھ کہتے ہو بلکہ اپنے پیر کی پوری وکالت کرتے ہو مگر ہمارا یہ سوال ظاہری مناظرہ سے نہیں بلکہ اندر وہی کیفیت سے ہے جس کو تم اور علیم بذات الصدور کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ فا فهم!

حکیم صاحب سے اس معقول تقریر کا جواب اور کچھ تونہ من سکا۔ ہاں یہ فرمایا اور کیا خوب فرمایا:

”اے سلیم الفطرت دانشمند! ذرا غور کرو کہ اگر محض ناعاقبت انداش اور سلامتی کے دشمن خبیث الفطرت معاندین کی گالیاں کسی مامورو مرسل کی تکذیب کا موجب ہو سکتی

اے آدمی اپنے اقرار سے کپڑا جاتا ہے۔

ہیں تو انصاف سے کوئی کیا پھر دنیا میں کوئی بر است باز ہو سکتا ہے۔ وغیرہ۔” (آئینہ حق نماص ۸۸)

حکیم صاحب! آپ تو مولوی کے علاوہ حکیم اور مشہور طبیب بھی ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایسی باتیں کہتے ہیں جو کوئی صحیح الدلایل نہ کہہ سکے۔ بے شک کافروں اور حق کے مخالفوں سے حضرات انجیاء اور اولیاء علیم السلام سخت سے سخت بد کلامیاں گالیاں اور بد زبانیاں سننے رہے مگر سوال یہ ہے کہ انہوں نے کب کما تھا کہ فلاں کام ہونے سے ہماری عزت ہو گی۔ پھر اسی کام پر ان کی بے عزتی ہوئی۔ حکیم صاحب قضیہ مخصوصہ اور ہے اور کلیہ اور ہے۔ ہماری مراد تو اس خاص وقت سے ہے جو بقول مرزا قادریانی ان کی عزت کا وقت تھا۔ عزت کے وقت میں ذلت کے ہونے سے بخندیب نہیں تو پھر کیا ہے؟۔ سنئے قرآن مجید نے اس کے مقابلے ایک پیشگوئی یوں فرمائی ہے:

”يومئذ يفرح المؤمنون بنصرالله . روم ٤“^۵

جس روز روی ایرانیوں پر غالب آؤں گے اس روز مسلمان بھی اللہ کی مدد سے خوش ہوں گے۔ کیا اس روز مسلمان بوجہ تقدیر خوش نہیں ہوئے تھے؟۔ اگر خوش نہ ہوتے بلکہ کس وجہ سے مسلمانوں کو ناخوشی حاصل ہوتی تو یہ پیشگوئی صحیح ہو سکتی؟۔ ہرگز نہیں۔

حکیم صاحب! آپ تو طبیب ہیں۔ یوں تو کوئی ایک مریض آپ کے زیر علاج مرے ہوں گے۔ تاہم آپ پر کوئی اعتراض نہیں لیکن آپ کسی ہماری کی نسبت یہ کہہ دیں کہ یہ ضرور اچھا ہو گا اس روز میری عزت دو بالا ہو جائے گی۔ اتفاق سے وہ مر جائے اور اہل میت جائے عزت کے آپ کی گت بنا دیں۔ کارٹون نکالیں یہ کریں وہ کریں تو بتائیے اس واقعہ پر بھی آپ کہہ سکتے ہیں کہ طبیبوں کے زیر علاج سینکڑوں ہزاروں مریض مرنے ہیں۔ اگر اس واقعہ سے مجھ پر اعتراض ہے تو مجھ سے پہلے کوئی طبیب بھی قابل اور لا تُق ثابت نہیں ہو سکتا۔ اگر آپ یہ عذر کریں تو شر کے پر ائمہ مدارس کے لوڈے بھی آپ پر نہیں گے اور کسی گے کہ حکیم صاحب کو معلوم نہیں کہ کسی واقعہ پر اپنی عزت کی پیشگوئی کرنی اور بات ہے اور عام طور پر مخالفوں سے تکلیف اور ذلت اٹھانی اور بات ہے۔ غالباً ہر عاقل بالغ ان دو

مضمونوں میں تمیز کر سکتا ہے۔ الا من سفه نفسه!

اور ایک اور طرز سے

بھی پیشگوئی کی تکمیل یہ ہوتی ہے۔ مرزا قادیانی اپنے الحام یا وحی یا نبوت اور رسالت کو انبیاء کے منہاج اور طرز پر بتایا کرتے ہیں۔ لیکن ضرور ہے کہ مرزا قادیانی کی پیشگوئیاں یا انہی انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرز پر ہوں۔ ہم دعویٰ سے کہتے ہیں کہ جو پیشگوئی انبیاء علیمِ السلام نے کی خاص کردہ پیشگوئی جو بطور مقابلہ کے ہو گی اس کا ظہور ایسے طریق سے ہوا ہے کہ کسی موافق یا مختلف کو اس کے وقوع میں کبھی تردُّد نہیں رہا۔ گو بعض جہال نے عناد سے ان کو ساحر، مجنون، رمال، جفری وغیرہ کہا ہو۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ان کی پیشگوئیاں بالخصوص مقابلہ میں کی ہوئیں تو ایسی وقوع پذیر ہوتی تھیں کہ ان کے وقوع میں مطلق تردُّد رہتا تھا۔ مثلاً غلبہ روم کی خبر فتح بر کی پیشگوئی وغیرہ ہجھو قسم کوئی پیشگوئی ایسی نہ ملے گی جس کے وقوع میں کوئی کافر بھی متردُّد رہا ہو۔ بخلاف اس کے آپ کی پیشگوئیوں کا یہ حشر ہے کہ غیر تو غیر خود اپنے مرید اور فدائی معتقد بھی دل سے منکر۔ بعض تو وائگی انتظام کر جاتے ہیں اور بعض اپنی زبان کی بیچ سے کئی دنوں بعد بصد مشکل کچھ کچھ آپ کی طرف تاکتے تاکتے لحاظ میں پھنس کر فوٹو گراف کی طرح آپ ہی کی بولی بولنے لگ جاتے ہیں۔ اس جگہ ہم ایک معزز اور قابل شخص کے خط پیش کرتے ہیں۔ یعنی میاں محمد علی خان صاحبِ رئیس مالیر کو ظہر جوانیوں نے اس پیشگوئی کے خاتمه پر (مرزا قادیانی کو) پہنچا تھے جن میں سے ایک یہ ہے :

بسم اللہ الرحمن الرحيم!

مولانا ناصر مسلم مکم اللہ تعالیٰ

السلام علیکم!

آج یے ستمبر ہے اور پیشگوئی کی میعاد مقررہ ۵ ستمبر ۱۸۹۲ء تھی گو پیشگوئی کے

الفاظ کچھ ہی ہوں لیکن آپ نے جو الحام کی تشرع کی ہے۔ وہ یہ ہے :

”میں اس وقت اقرار کرتا ہوں کہ اگر پیشگوئی جھوٹی تکلی یعنی وہ فریق جو خدا کے نزدیک جھوٹ پڑھے وہ پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بزرائے موت ہادیہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک سزا کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذیل کیا جائے روسیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رساداً لا جائے، مجھ کو پھانی دیا جائے، ہر ایک بات کے لئے تیار ہوں اور میں اللہ جل شانہ کی قسم کھا کر کتا ہوں کہ ضرور وہ ایسا ہی کرے گا، ضرور کرے گا، ضرور کرے گا۔ زمین و آسمان ٹل جائیں پر اس کی باتیں نہ ٹلیں گی۔“

اب کیا یہ پیشگوئی آپ کی تشریع کے موافق پوری ہو گئی؟۔ نہیں ہرگز نہیں۔ عبد اللہ آنکھ اب تک صحیح و سالم موجود ہے اور اس کو بزرائے موت ہادیہ میں نہیں گرا یا گیا۔ اگر یہ سمجھو کر پیشگوئی المام کے الفاظ کے موجب پوری ہو گئی جیسا کہ مرتضیٰ اخشن طاحب نے لکھا ہے اور ظاہری متن جو سمجھے گئے وہ ٹھیک نہ تھے۔ اول تو کوئی بات ایسی نظر نہیں آتی کہ جس کا اثر عبد اللہ آنکھ صاحب پر پڑا ہو۔ دوسری پیشگوئی کے الفاظ بھی یہ ہیں:

”اس سعیت میں دونوں فریقوں میں سے جو فریق غما جھوٹ کو اختیار کر رہا ہے اور سچے خدا کو چھوڑ رہا ہے اور عاجز انسان کو خدا بنا رہا ہے وہ انہی دنوں کے مبانی کے لحاظ سے یعنی فی دن ایک ماہ لے کر یعنی ۱۵ ماہ تک ہادیہ میں گرا یا جائے گا اور اس کو سخت ذلت پہنچے گی بشرطیکہ حق کی طرف رجوع نہ کرے اور جو شخص سچے ہے اور سچے خدا کو مانتا ہے اس کی اس سے عزت ظاہر ہو گی اور اس وقت جب پیشگوئی ظہور میں آئے گی بعض انہی سو جھاکے کئے جائیں گے بعض لئنگرے چلنے لگیں گے بعض بیرے سننے لگیں گے۔“

پس اس پیشگوئی میں ہادیہ کے معنے اگر آپ کی تشریع کے موجب نہ لئے جائیں اور صرف ذلت اور رسولی لی جائے تو بے شک ہماری جماعت ذلت اور رسولی (حکیم صاحب! چاہے؟) کے ہادیہ میں گر گئی اور عیسائی نہ ہب سچا (عیسائی اس نہیں ہب اسی حالت میں سچا سمجھا

اس یہ عبارت راقم خط کی ہی طرف سے ہے۔

جائے اگر یہ پیشگوئی سمجھی جائے) جو خوشی اس وقت عیسائیوں کو ہے وہ مسلمانوں کو کہاں؟۔ پس اگر اس پیشگوئی کو سچا سمجھا جائے تو عیسائیت ٹھیک ہے کیونکہ جھوٹے فریق کو رسوائی اور سچے کو عزت ہو گی۔ اب رسوانی مسلمانوں کو ہوئی (مسلمانوں کو نہیں بھر مرزا یوں کو۔ مصف) میرے خیال میں اب کوئی تاویل نہیں اسے ہو سکتی۔ دوسرے اگر کوئی تاویل ہو سکتی ہے تو یہ بڑی مشکل بات ہے کہ ہر پیشگوئی کے سمجھنے میں غلطی ہو۔ لڑکے کی پیشگوئی میں تقاضوں کے طور پر ایک لڑکے کا نام بشار رکھا وہ مر گیا۔ تو اس وقت بھی غلطی ہوئی اب اس معمر کہ کی پیشگوئی کے اصلی مفہوم کے نہ سمجھنے نے تو غصبِ ڈھایا۔ اگر یہ کہا جائے کہ احمد میں حق کی بھارت دی گئی تھی آخر بحکمت ہوئی تو اس میں ایسے زور سے اور قسموں سے معمر کہ کی پیشگوئی نہ تھی اور اس میں لوگوں سے غلطی ہو گئی تھی اور آخر پھر جب مجتمع ہو گئے تو حق ہوئی کیا کوئی ایسی نظر ہے کہ اہل حق کو بالقابل کفار کے ایسے صریح وعدے ہو کہ اور معید حق دباضل ٹھرا کر ایسی بحکمت ۲۔ ہوئی ہو مجھ کو توبہ اسلام پر شہر پڑنے شروع ہو گئے لیکن الحمد للہ کہ اب تک جہاں تک غور کرتا ہوں اسلام بالقابل دوسرے ادیان کے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ لیکن آپ کے دعاویٰ کے متعلق تو بہت ہی شبہ ہو گیا۔ پس میں نہایت بھرے دل سے الجواہر تا ہوں کہ آپ اگر نی الواقع سچے ہیں تو خدا اکرے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں اور اس زخم کے لئے کوئی مرہم عنایت فرمادیں کہ جس سے شفی کلی ہو۔ باقی جیسا لوگوں نے پہلے ہی مشہور کیا تھا کہ اگر یہ پیشین گوئی پوری نہ ہوئی تو آپ یہی کہہ دیں گے کہ ہادیہ سے مراد موت نہ تھی۔ الہام کے مفہوم سمجھنے میں غلطی ہوئی۔ برآہ مریانی بدلاکل تحریر فرمائیں درہ آپ نے مجھے ہلاک کر دیا۔ ہم لوگوں کو کیا منہد کھائیں۔ برائے استفادہ نہایت ولی رنج سے یہ

ا۔ نہیں معلوم! خان صاحب نے اب کس تاویل پر بھروسہ کر کے قادریاں میں

ڈیرے ڈال رکھے ہیں۔

۲۔ کوئی نہیں۔

تحریر کر رہا ہوں۔“

(اصحاب احمد بن حنبل محدثین میں مولفہ صلاح الدین قادریانی آئینہ حق نامہ (۱۰۰، ۸۰، ۸۱) میں مذکور ہے)

”جو کچھ کمپر اہٹ اور بے چینی اس خط سے ثابت ہوتی ہے۔ ناظرین اندازہ کر سکتے ہیں علاوہ اس کے اس موقع پر ہمیں زیادہ پیشگوئی کی ضرورت بھی نہیں۔ مرزا قادریانی خود ہی اپنے مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۶۷، ۶۸، ۷۰ میں اس عنوان اشتہار انعامی تین ہزار میں اپنے متصویں کی پیشگوئی کے صدق اور آنحضرت کے رجوع سے مکرانہ سوال کرتے تھے تسلی دیتے ہیں اور رسالہ انعام آنحضرت کے ص ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴ میں اس عنوان اشتہار انعامی ج ۱۱، ۱۲، ۱۳ میں اس پیشگوئی کی وجہ سے بعض مرید برگشته ہو گئے چونکہ آپ کو بھی اس کا اعتراف ہے۔ لہذا ہمیں فہرست بتلانے کی چند اس حاجت نہیں۔ ہماری غرض اس سے بھی جتنا کہ آپ نے اقرار کیا ہے پوری ہو سکتی ہے۔ کیونکہ اس طرز میں ہم صرف اس پسلوپر ہیں کہ پیشگوئی کا دو قواعد ایسے طرز اور طریق سے نہیں ہو اکہ مخالف موافق سب کو اس کے دو قواعد کا یقین ہوتا۔ گو بعد اس یقین کے مخالف اپنی مخالفانہ طرز سے اور موافق اپنے مخالفانہ طریق سے اس کے دو قواعد کی تعبیر کرتے گریہاں تو یہ غصب ہے کہ پیشگوئی کے دو قواعد کا یقین ہی نہیں۔ مخالفوں کو تو کیا ہوتا متصویں کو بھی یہاں تک تردد تھا بلکہ گمان غالب ہے کہ اب بھی ہو گا۔ خود حکیم نور الدین صاحب نے ایک دوست کو خط لکھا تھا کہ میرے نزد یہ کیف یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ مگر چونکہ ہم نے مرزا قادریانی کی طرح ایک سال بھر کی پیشگوئی کر کے ان کے پیچھے دم نہیں لگائی۔ اس لئے ہم ان سے حلف لینا نہیں چاہتے۔ وہ اس امر پر دل ہی دل میں غور کریں۔ ہمارا مطلب تو مرزا قادریانی کے اعتراف مذکور ہی سے حاصل ہے کہ یہ پیشگوئی حضرات انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرح دو قواعد پذیر نہیں ہوئی ہے کہ کسی مخالف یا موافق کو اس کے دو قواعد میں شک نہ رہتا۔ گو مخالفانہ مانتے گر اس کے دو قواعد کے قائل ہوتے۔ مثلاً آنحضرت علی الاعلان اس حق کی طرف رجوع کرتا جس کے لئے مرزا قادریانی کا اس سے مناظرہ ہوا تھا یا پندرہ ماہ کے اندر مر جاتا۔ ہماری اس تقریر پر کہ کچھ پیشگوئی وہ ہوتی ہے جس کے

وقوعہ میں کسی دوست یادشن کو بھی شہنشہ رہے۔ خود مرزا قادریانی سراج نمیر میں دخڑا کر چکے ہیں۔ جمال لکھتے ہیں:

”اگر پیشگوئی فی الواقعہ ایک عظیم اشان بیت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔“ (سراج نمیر ص ۱۵، خزانہ حج ۱۲ ص ۷۶)

اس پیشگوئی نے جیسا کچھ دلوں کو مرزا قادریانی کی طرف کھینچا ہے عیال راچہ بیان ایسا کہ لینے کے دینے پر گئے تھے کہی قسم کی مغالطہ آمیز تحریروں نے مشکل بعض مریدوں کو مجالس میں یہ کہنے کی جرأت ہوئی تھی کہ آخر تم نے رجوع کیا ہے۔ اس لئے چ گیا۔ اگر رجوع نہیں کیا تو قسم کیوں نہیں کھاتا؟۔ حالانکہ وہ خود ہی دل میں جانتے تھے کہ آخر تم پر قسم کی کوئی صورت نہیں وہ قسم نہ کھانے کی وجہ شرعی بتلاتا ہے کہ انجلیں متی باب ۵ میں قسم سے منع آیا ہے مگر ہمارے نزدیک اصل بات یہ ہے کہ مرزا قادریانی کی ایک سال پیشگوئی کی خیال سے جو قسم کھانے پر اس کے پیچھے لخت کے طوق کی طرح ڈال کر لوگوں کی توجہ کامل ایک سال تک پھیرنی چاہتے تھے وہ اس سے چھتا تھا۔ وہ بھی آخر ڈپٹی رہ چکا تھا۔ اس نے اس قسم کے کئی ایک مقدمات طے کئے ہوں گے۔ وہ جانتا تھا کہ مرزا قادریانی کی یہ غرض ہے کہ جو رسے میں نے جھوٹے کے لئے تجویز کیا تھا وہ ایک سال تک ملتوی رہے اور اگر مرزا قادریانی صرف قسم کی بات اسے کہتے تو شاید انجلیں متی باب ۵ کی کوئی تاویل سوچ کر وہ قسم کھا جاتا۔ رہا یہ کہ مرزا قادریانی کو قسم دینے کا کیا حق تھا؟۔ اس کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

اس طرز کے جواب میں تو حکیم صاحب ایسے الجھے ہیں کہ ان کو خبر نہیں میں کیا کہہ رہا ہوں۔ نہایت انسوس ہی نہیں حرمت کا مقام ہے کہ ایک ایسا عالی خیال عالم جس پر مرزا قادریانی اور مرزا ای جماعت فخر کرے جو ساری قوم میں عالمانہ حیثیت سے خاص امتیاز رکھتا ہو وہ بھی ایسی بیکی بیکی باتمیں کرے یا نے تو مقام حرمت نہیں تو کیا ہو گا؟۔

آپ فرماتے ہیں:

”کوئی اس بھلے ماں (مصنف الحہمات مرزا) سے پوچھئے کہ اگر وہ (خالقین انبياء)

اس (پیشگوئی) کو خدا کی طرف سے سمجھتے اور اپنے سامنے بعینہ پورا ہوتے ہوئے دیکھتے تو انکار اور تردد کیوں رہا؟۔ کیوں انہوں نے راستی سے اسلام قبول نہ کر لیا؟۔ ”(آئینہ ص ۹۹)

کوئی صاحب ہمارے کلام میں یہ دکھادیں کہ ہم نے یہ کمال کہا ہے کہ بخاری نے انبیاء حضرات علیم السلام کی پیشگوئیوں کو خدا کی طرف سے سمجھتے تھے یا انہیاء کو چے ماںی مانتے تھے۔ ہم نے جو کما وہ ناظرین کے سامنے ہے جس کو ہم کرر نقل کرتے ہیں:

”جو پیشگوئی حضرات انبیاء علیم السلام نے کی خاص کروہ پیشگوئی جو بطور مقابلہ کے ہو گی اس کا ظہور ایسے طریق سے ہوا ہے جو کسی مخالف یا موافق کو اس کے وقوع میں کبھی تردد نہیں رہا۔“

کتاب بذریعہ کے گزشتہ اور اس پر ہماری ساری عبارت دیکھی جائے اور غور کیا جائے کہ ہمارا مدعا کیا ہے تو آسانی سے یہ بات ذہن نشین ہو سکے گی کہ حکیم صاحب جو کہتے ہیں خود ان کا ضیر ان کو ملامت کرتا ہو گا۔ ہمارا مدعا اس پیشگوئی کے وقوع سے ہے لیکن اس کا وقوع ایسے طور سے ہونا تھا کہ ہر موافق مخالف مان جاتا۔ موافق اس کے مطابق ان کو صاحب السلام جانتے۔ مخالف رمال اور ساحر و غیرہ نام رکھتے مگر وقوع میں اختلاف نہ ہوتا۔

اس سے آگے جو حکیم صاحب نے فرمایا وہ اس سے بھی مزیدار ہے۔ آپ فرماتے

ہیں کہ :

”بیر حال منہاج نبوت پر اگر پیشگوئیاں ایسے طور پر پوری ہو اکرتی ہیں کہ کافر کو بھی تردد نہیں ہوا کرتا تو میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ یونس کی قوم کے لئے جو عذاب کی پیشگوئی تھی وہ کیوں نکر پوری ہوئی اور حضرت یونس کو کیوں کہنا پڑا: ”لن ارجع کذابا۔“ (آئینہ حق نہاد ص ۹۹)

واقعی یہ خیال بڑا ہی مشکل ہے کہ شاید ہی کسی اہل علم سے حل ہو سکے۔ کیوں نہ آفراحت حکیم صاحب ذوالوجہین یعنی دو علوم (علم شرع اور علم طب) کے عالم ہیں تو پھر کیوں نہ ایسے سوال کریں۔ اے جناب! حضرت یونس علیہ السلام کی قوم سے کیا وعدہ تھا؟۔

اس کا ثبوت کہاں ہے؟۔ وہی وعدہ تھا جو عام طور پر کفار سے ہوا کرتا ہے کہ در صورت کفر پر اصرار کرنے کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ یہی ان سے تھا مکروہ کفر پر مصروف رہے۔ عذاب نہ آیا۔ قرآن مجید غور سے سنتے:

”لولا كانت قريه آمنت فنفعها ايمانها الا قوم يونس . لما آمنوا كشفنا عنهم عذاب الخزي فى الحيوة الدنيا و متعناهم الى حين . سورة يونس آيت ۹۸“

”کیوں نہ کوئی قوم اسکی ہوئی جو ایمان لاتی اور اس کو ایمان اس کا نفع دیتا سا قوم یونس کے جب وہ ایمان لائے تو ہم نے ان سے وہ عذاب جو در صورت اصرار علی الکفر ان پر وارد ہونے والا تھا نیا میں ان سے ہٹا رکھا اور ایک وقت مقررہ تک ان کو امن و عافیت سے بہرہ دی رکیا۔“

حکیم صاحب! فرمائیے اس میں کیا فائدہ کور ہے؟۔ کیا وعدہ ہے؟ اور کہاں ملا ہے؟۔ اسلامی لڑپچھر میں یہ بات بالکل بدیکی ہے کہ سزا کفر، کفر پر ہوتی ہے جب وہ عذاب آنے سے پیشتر ہی ایمان لے آئے تو سزا کیسی؟۔ اے کاش! آپ بھی یہیت مدیں اس عذاب لورا اس کے ملنے کی ذرہ تفصیل بھی کئے ہوتے تاکہ معلوم ہو سکا کہ آپ کامانی الصبر کیا ہے؟۔ حضرت یونس علیہ السلام کا قول: ”لن ارجع کذاباً۔“ معلوم نہیں کہاں ہے۔ قرآن کے کس مقام پر ہے۔ حدیث کی کس کتاب میں ہے اور اس کا مطلب کیا ہے اور آپ کو مفید کیا؟۔

حکیم صاحب! کستے ہوئے ذرہ مفید غیر مفید کو تو سمجھ لیا کریں۔ حکیم صاحب کا اس سے آگے کلام اس سے بھی لطیف تر ہے۔ فرماتے ہیں کہ:

”پھر حدیثیہ میں کیا ہوا۔ قرآن مجید تو خود کہتا ہے: ”يَصْبِكُمْ بَعْضُ الَّذِي يَعْدُكُمْ .“ یہاں بعض کا لفظ بتاتا ہے کہ ساری پیشگوئیاں پوری نہیں ہوتی ہیں۔ بعض متوفی یا

منسوخ ہو جاتی ہیں۔ ”(س ۹۹)

حکیم صاحب! آپ تو مشاء اللہ! قرآن مجید کے مدرس ہیں پھر کیا وجہ ہے کہ آپ ایسی فاش غلطی کرتے ہیں۔ منئے آیت مذکورہ کا مطلب بتانے سے پہلے میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ خدا تعالیٰ اگر کسی نبی کو الہامی پیشگوئی دیتا ہے۔ کیوں دیتا ہے؟۔ جواب ہوتا ہے۔ مخالفوں پر جنت پوری کرنے کو۔ پھر یہ کیا اتمام جنت ہے کہ جس پیشگوئی کو خدا کا نام لے کر سنایا تھا اور جس کے اندر پر اپنے مشن کی صداقت موقوف رکھی تھی وہ خود ہی غلط یا بقول آپ کے ملتی ہو گئی چہ خوش کیا مخالفین اس الہامی کی جنت کو مان لیں گے۔ یہ نہ کہیں گے کہ جناب اب تو آپ لاکھ الامام سنائیے ہم نہیں سنیں گے۔ جبکہ ایک دفعہ آپ کا کمال غلط ہوا اور عام نگاہ میں آپ جھوٹے ثابت ہوئے تو دوسرا باتوں میں بھی آپ کا کیا اعتبار؟۔ یہی مضمون جناب مرزا قادریانی نے خود لکھا ہے۔ غور سے منئے:

”جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔“
(پرشہ معرفت ص ۲۲۲، خزانہ حج ۲۳ ص ۲۲۲)

چونکہ حکیم صاحب نے اس آیت کو باوجود غلط تفہی کے بہت سی جگہ لکھ کر ”سمانج نبوت“ اسی کو قرار دیا ہے کہ انبیاء کی بعض باتیں سچی ہوتی ہیں اور بعض نہیں ہوتیں۔ اس لئے حکیم صاحب کی غلطی رفع کرنے کو ہم اس آیت کا مطلب بتاتے ہیں۔

یہ آیت دراصل اس شخص کا قول ہے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں فرعون کی قوم میں سے تھی طور پر مسلمان ہوا تھا۔ پوری آیت یوں ہے:

”ان يك كانبأ فعليه كذبه، وان يك صادقاً يصبكم بعض الذى يعدكم. ان الله لا يهدى من هو مسرف كذاب، غافر“
وہ مومن کرتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام اگر جھوٹا ہے تو اس کا گناہ اسی پر ہے اور اگر وہ صحیح ہے تو جن جن سزاویں سے وہ تم کو ڈر راتا ہے ان میں سے بعض تو اسی دنیا میں تم کو پہنچ جائیں گی ابے شک اللہ تعالیٰ بے ہودہ اور کذابوں کو ہدایت نہیں کیا کرتا۔

حضرات انبیاء علیہم السلام جو عذاب کے وعدے دیا کرتے ہیں وہ وہ قسم پر ہوتے ہیں۔ کچھ تو اسی دنیا کے متعلق ہوتے ہیں کچھ آخرت کے متعلق جیسے فرمایا: ”لهم فی الدنیا خزی و لھم فی الآخرة عذاب عظیم۔ بقرہ ۱۱۴“ یعنی ان مفسدوں کے لئے دنیا میں بھی ذلت و خواری ہے لور آخرت میں بھی بڑا عذاب ہے۔

اس آیت اور اس جیسی بہت آیات نے صاف طور پر بتایا ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے مواعید دنیا اور آخرت دونوں ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس میں کیا شک ہے کہ دنیا میں جو عذاب آتا ہے وہ مجموع عذاب کا بھی ہی ہوا کرتا ہے۔ اس لئے یہ مومن اپنی قوم فروعینوں کو کہتا ہے کہ اگر یہ موئی سچا ہو ا تو تم کو دنیا ہی میں وہ عذاب جو دنیا کے متعلق ہے پہنچ جائے گا۔ آخرت کا عذاب آخرت میں ہو گا۔ واللہ میرے بدن پر رعشہ ہو جاتا ہے جب میں سنتا ہوں کہ قادریٰ منش کے لوگ اس کے بھی قاتل ہیں کہ خدا کے وعدے غلط ہوا کرتے ہیں یا ہوں ان کے ملوک یا ملائیں جاتے ہیں پھر ایسے خدا کیا اعتبار کر مددوں سے جو نیک کاموں پر انعام دینے کے وعدے کرتا ہے وہ پورے نہ کرے اور ایسے الہامیوں کا کیا اعتبار؟۔ آہ! حکیم صاحب کوشائد خبر نہیں کہ موجودہ کلیہ کی نفعیں سابقہ جزیہ ہوتا ہے جس حال میں مرزا قادریٰ خود مانتے ہیں کہ

www.kitabosunnat.com

”بعض خواب اور المام بد کاروں حرام کاروں بلکہ فاختہ عورتوں کے بھی بچے ہو جاتے ہیں۔“

(تحفہ گولزویہ ص ۲۸، خزانہ حج ۷، ص ۱۶۷)

تو جس صورت میں بچے الہامیوں بلکہ نبیوں کے الحاتمات کا حال بھی یہی ہو کر بعض بچے اور بعض غلط پھر ان حرام کاروں اور بعض نبیوں میں معاذ اللہ فرق ہی کیا رہا؟۔ اللہ ناظرین! آپ جیران ہوں گے کہ قادریٰ منش کی کیسی دلیری ہے کہ حضرات انبیاء پر بھی یہ جرات سے ایسی بات کہتے ہیں۔ میں اس کی وجہ آپ لوگوں کو بتاؤں:

ایک بڑا ہی عورت کبڑی تھی۔ اس سے کسی نے پوچھا ہوئی میں! تو چاہتی ہے کہ تو اچھی ہو جائے یا چاہتی ہے کہ لور عورت میں بھی تیری طرح کبڑی ہو جائیں۔ اس نے بڑی

قابلیت سے جواب دیا کہ میں تو یہی چاہتی ہوں کہ سب میری طرح ہو جائیں تاکہ میں بھی ان کی ولی ہی نہیں اڑاؤں جس طرح یہ مجھ پر ہنسنے ہیں۔ لیکن حال مرزا قادریانی اور حکیم صاحب کا ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ سلسلہ رسالت اور خاندان نبوت پر بھی وہی الزام لگایا جائے جو ہم پر لگایا جاتا ہے تاکہ یہ کہہ سکیں کہ ہم بھی تو آخر ای سلسلہ کے ایک فرد ہیں مگر نہیں جانتے:

چراغ راکہ ایزد برفسروزد

بآں کش تف زند ریشش بسووند

حکیم صاحب! سنئے ہمارا خدا آپ کے خیالات کی یوں تردید کرتا ہے:

”فَلَا تَحْسِنُ اللَّهُ مُخْلِفٌ وَعْدَهُ رَسُولُهُ إِنَّ اللَّهَ عَزِيزٌ ذُو الْأَنْتَقَامِ۔“

ابراہیم ۴۷ ”خدا کو اپنے رسولوں کے ساتھ وعدہ خلاف ہرگز مت سمجھو۔ اللہ تعالیٰ بڑا غالب بدله لینے والا ہے۔“

نکتہ تفسیریہ: اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے نبی بصیریہ نون ثقلیہ فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو وعدہ خلافی کرنے والا خصوصاً حضرات انبیاء علیهم السلام کے ساتھ ہرگز خیال مت کرو۔ یہ کہہ کر فرمایا اللہ غالب ہے اس کا کیا تعلق؟۔ اس کا تعلق یہ ہے کہ وعدہ خلافی کرنا عاجزوں کا کام ہے۔ خدا تعالیٰ نے اس کی علت کی طرف اشارہ کر کے اپنے اندر اس کی نقیض کا ثبوت دیا ہے۔ اس نے فرمایا میری ذات تو اس ضعف لور کمزوری سے پاک ہے۔ میں تو سب پر غالب بلکہ سب سے بدله لینے پر قادر ہوں۔ پھر میں کیوں وعدہ خلافی کروں۔ اس سے ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کو وعدہ خلاف سمجھنا کفر ہے کیونکہ وعدہ خلافی مستلزم ہے ضعف لور کمزوری کو۔ جس سے خدا کی شان بلعد ہے۔

حکیم صاحب کا ایک سوال ہنوز باقی ہے جس کو وہ اپنے خیال میں بہت ہی مشکل

جانتے ہیں۔ فرماتے ہیں:

”ہم آپ کے کیتے کو تسلیم کر لیں گے۔ اگر آپ حدیبیہ یا ارض مقدس کے وعدہ موسیٰ یا سنت علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق اس زمانہ کے کفار کی شہادتیں پیش کرو کر انہوں نے ان پیشگوئیوں کے ذوق پر اعتراف کر لیا تھا۔“ (آئینہ حق نامہ ص ۹۹)

اس سوال کے تین حصے ہیں۔ واقعہ حدیبیہ، واقعہ موسیٰ، واقعہ عیسوی۔ چونکہ ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے ہم تو اسلامی کتابوں ہی سے جواب دیں گے۔ حدیبیہ کا واقعہ اسلامی ہے جس کا اصل قصہ یہ ہے۔

آنحضرت ﷺ نے خواب دیکھا کہ میں کعبہ شریف کا طواف کرتا ہوں۔ ہنوز کہ شریف رحیمؑ ہوا تھا کہ آنحضرت علیہ السلام نے شوقی بطور خود سفر کی تیاری کر دی جب مقام حدیبیہ قریب مکہ کے پہنچنے تو کفار مکہ نے داخل مکہ ہونے سے روکا۔ آخر کار معاهدہ ہوا کہ آئندہ سال ہم مسلمان آئیں گے۔ چنانچہ آئندہ سال گئے اور حسب مضمون خواب باطمینان خاطر طواف کیا۔ قرآن شریف کھلے الفاظ میں اس کی تصدیق کرتا ہے:

”لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق۔ فتح ۲۷“

”خدا نے اپنے رسول کا سچا خواب بالکل حج کر دیا۔“

ناظرین! جس مضمون کو قرآن مجید سچا کئے کسی ایماندار مسلمان کی جو قرآن مجید کو کلام الٰہی مانتا ہو شان ہے کہ اس کو غلط کر سکے؟: ”الا من سفه نفسه۔“ اس کا جواب یہی ہے کہ قرآن مجید نے اس کی تصدیق کی ہے اور اس!

ہاں اگر یہ سوال کھلکھلتا ہو کہ جس سال حضور ﷺ پہلے تشریف لے گئے اسی سال کیوں نہ پورا ہوا۔ سواس کا جواب یہ ہے کہ حضور جو تشریف لے گئے تو اس خود شوقیہ لے گئے خواب اور الحمام کا مضمون یہ نہ تھا کہ طواف اسی سال ہو جائے گا۔ اس کا فیصلہ حضور کی زندگی ہی میں ہو چکا ہے جب بعض صحابہ کرامؓ نے دلوںہ شوق میں کچھ کہا تو دوسروں سے جواب دیا گیا حضور علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اسی سال ہم کر لیں گے؟۔ نہیں۔ (زاد العاد)

ارض مقدس کا وعدہ جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوا تھا وہ خامس طور پر

حضرت موسیٰ سے نہ تھا بھبھنی اسرائیل سے تھا۔ وہ بھی کوئی موقت اور محدود نہ تھا بلکہ عام تھا جس کی بابت حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو شوق دلاتے رہے لیکن جب انہوں نے حسب تعلیم موسوی تیاری نہ کی تو ارشاد خداوندی پہنچا:

”فَانْهَا مُحْرَمَةٌ عَلَيْهِمْ أربعين سَنَةً يَتَبَاهُونَ فِي الْأَرْضِ فَلَا تَأْسُ

عَلَى الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ . مائدهہ ۲۶“

اب وہ ارغش مقدس ان کو چالیس سال تک نہ ملے گی۔ اس مدت کے اندر اسی زمین میں پھریں گے پھر تو ان بد معاشوں کے حال پر افسوس نہ کیجئو۔

مضمون صاف ہے کیا کوئی ایماندار اس کو خلاف وعدہ کئے گا؟۔ ہرگز نہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیشگوئیوں کے متعلق معلوم نہیں آپ کے دل میں کیا ہے۔ اے کاش! آپ کوئی مثال پیش کر کے اسلامی شہادت سے اس کا ثبوت چاہتے تو بتایا جاتا ہے مجمل بلکہ ممکن سوال کا جواب کیا ریا جا سکتا ہے جو آپ کر رہے ہیں جب ہم شہادت قرآن مجید ثابت کر پکھے کہ خدا تعالیٰ جو اپنے رسولوں کو اطلاع دیتا ہے وہ ہرگز خلاف نہیں ہو سکتی تواب کسی اور شہادت کی حاجت کیا؟:

آنکس کے بقرآن وخبر زونرہی

اینیت جوابش کے جوابش ندھی

ایک اور طرز سے

بھی اس پیشگوئی میں تناقض ہے۔ مرزا قادریانی نے آنکھم کا رجوع تو یعنی جلسہ مباحثہ ہی میں ثابت کیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

”اس (آنکھم) نے یعنی جلسہ مباحثہ میں ستر معزز آدمیوں کے روپ و آنحضرت ﷺ کو دجال کرنے سے رجوع کیا اور نہ صرف یہی بلکہ اس نے پندرہ میں نیک اپنی خاموشی اور خوف سے اپنار جوئی ثابت کر دیا۔“ (کشتی توحیح ۶، خزانہ توحیح ۱۹، ص ۶)

عبارت مذکورہ بالا سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آئتم نے جلسہ مباحثہ میں وہ رجوع کر لیا تھا جس کے کرنے پر اسے ہادیہ سے مجھ جانا تھا مگر ہم دیکھتے ہیں کہ مرزا قادریانی نے باوجود اس کے رجوع کے اس پر رحمہ کیا اور حق اس کو ہادیہ میں بھی ڈال دیا جیسا کہ انوار اسلام صفحہ ۵۷، خزانہ حج ۹۶ ص ۵۰۷ کی عبارت منقول ہاظرین دیکھ پچے ہیں۔ پہلی طرز تناقض میں تو ہم نے یہ ثابت کیا ہے کہ آئتم کا ایک ہی فعل یعنی گھبرانے اور سفر کرنے کو مرزا قادریانی رجوع بتلاتے ہیں اور اسی کو ہادیہ قرار دیتے ہیں جو حقیقی تناقض ہے جو یہ میں موصوع بھی واحد ہے مگر اس طرز میں یہ نہیں۔ اس میں فعل دو ہیں یعنی ہول مرزا قادریانی دجال کرنے سے تو اس کا رجوع ہے اور اپنی حفاظت کے لئے سفر کرنا اس کا ہادیہ ہے۔ (واہرے روحانی سُنّت تیر اس بُکھٰ ہی روحانی ہے) جس پر ایک ادنیٰ سمجھ بوجھ کا آدمی بھی سوال کر سکتا ہے کہ اگر آئتم نے جلسہ ہی میں رجوع کر لیا تھا تو پھر وہ ہادیہ سے کیوں نہ چارہ۔ حالانکہ بقول مرزا قادریانی وہ پندرہ مینوں تک اس رجوع پر قائم بھی رہا جیسا کہ آپ مرقوم بالاعبارت لکھ پچے ہیں۔

حکیم صاحب نے اس طرز کا کوئی جواب نہیں دیا۔

ایک اور سوال: بھلا مرزا قادریانی اگر آئتم نے جلسہ ہی میں سڑاً میوں کے سامنے دجال کرنے سے توبہ کی تھی اور یہی اس کا رجوع تھا اور اسی بنا پر پیشگوئی بھی تھی تو پھر آپ نے اسی وقت اپنی سچائی اور مسیحائی کا ثبوت کیوں نہ دیا۔ کیوں حق اس روز بذ کا انتظار کیا جس کا وہ ہم گزرنے سے روئگئے کھڑے ہوتے ہیں جس کا مختصر نقشہ یہ تھا:

غصب تھی تجھ پر سُکر چھٹی سُبتر کی

نہ دیکھی تو نے نکل کر چھٹی سُبتر کی

اور کیوں حق طول طویل اشتہارات میں فضول جھگڑا بڑا ہالیا اور قسم تک نوبت

پہنچائی کیوں نہ انسی۔ زر آموں کو گواہی میں پیش کر دیا جن کے روپ و اس نے رجوع یا توبہ کی

تمی بھرے اس وقت تو اس واقعہ کا ذکر نہ کیا اور آج نو دس سال کے بعد یہ منصوبہ گھر لیا۔ مرزا قادری کی ہوشیاری کی بھی کوئی حد ہے؟ پندرہ ماہ میں جب آنکھم نہ مرا تو اس کو کبھی رجوع ہجن سے ملزم ٹھہرایا اور کبھی ہاویہ میں پہنچایا اور پیشگوئی سے بعد ایک سال دس ماہ مراؤ بھی اپنی پیشگوئی کی تصدیق بتاتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

”چونکہ مسٹر عبداللہ آنکھم صاحب ۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو مقام فیروز پور فوت ہو گئے ہیں۔ اس لئے ہم قرین مصلحت سمجھتے ہیں کہ پہلک کو وہ پیشگوئیاں دوبارہ یاد دلائیں جن میں لکھا تھا کہ آنکھم صاحب اگر قسم نہیں کھائیں گے تو اس انکار سے جوان کا اصل مدعا ہے یعنی باقی ماندہ عمر سے ایک کافی حصہ اپنایاں ان کو ہرگز حاصل نہیں ہو گا بلکہ انکار کے بعد ان کی بے باکی کی علامت ہے جلدی اس جہاں سے اٹھائے جائیں۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔“

(انجام آنکھم ص 'خرائن ح' ص ۱)

کیا ہی عجیب منطق ہے۔ کیا مرزا قادری آپ نے کہیں حکماء کا قول (۲-لولا الحمق لبطلت الدنيا) تو نہیں سن لیا کہ تمام جہاں کے لوگوں کو احمد ہی سمجھ جائے ہیں۔ غصب کی بات ہے کہ یہ کیا پیشگوئی ہے کہ ایک بوڑھے عمر سیدہ کی بابت جو پندرہ ماہ میں مشکل چاہو ایسی بے تعین پیشگوئی کی جائے کہ وہ جلد مر جائے گا پھر وہ کیوں صحیح نہ ہو۔ پچھلے دونوں ایک پنڈت جی نے مرزا قادری کی طرح چند پیشگوئیاں مشترک کی تھیں۔ تو اخبار جامع العلوم مراد آباد کے زندہ دل ایڈیٹر نے بھی پنڈت جی کے حق میں مقابلہ کی چند پیشگوئیاں جزوی تھیں جن میں سے ایک دو یہ تھیں کہ پنڈت جی روٹی کھائیں گے تو اقہ سیدھا اتر کر ان کے حق سے اتر کر معدے میں جا کر گرے گا۔ صبح پنچانہ جائیں گے تو پنچانہ کے ساتھ ہی ان کا پیشتاب بھی نکل جائے گا۔ وغیرہ وغیرہ۔

۱۔ باکل جھوٹ اس کا یہ مدعائے تھا۔

۲۔ اگر احمد نہ ہوں تو دنیا بر باد ہو جائے۔

ٹھیک اسی طرح مرزا قادریانی کی پیشگوئی ہے کہ عنقریب آخر تم مر جائے گا۔ غالباً اگر آخر کئی سال بھی زندہ رہتا تو مرزا قادریانی اس پیشگوئی میں جھوٹے نہ ہوتے اور گمان غالب رہے کہ آیت : ”انهم یرونہ بعيداً ونراہ قرباً۔ معارج ۶“ پڑھ دیتے ایسی پیشگوئی پر بحث کرتے ہوئے ہمیں شرم آتی ہے کہ ہم کیا کہیں جس شخص نے : ”اب فاصنع ماشئت“ ہی پر عمل کرنے کا عزم بال مجرم کر لیا ہوا اور جس کا یہ قول ہو : ”قاضی نے ہر ای میں نہ باری“ اس سے ہم کیوں نکل پورے اتر سکتے ہیں لیکن اتنی گزارش کرنے سے نہیں رک سکتے کہ جس صورت میں قسم کھانے پر آخر تم کو ایک سال تک مشکل مہلت دیتے تھے تو بغیر قسم کھانے اس سے بھی کم مدت بتائی گو صاف لفظوں میں اس بے کم نہیں کہی گئی فتویٰ عبارت سے یہی مفہوم ہوتا ہے۔ مرزا قادریانی کے الفاظ ملاحظہ ہوں :

”اگر (آخر تم صاحب) قسم نہ کھاویں تو پھر بھی خدا یہے مجرم کو بے سزا نہیں چھوڑے گا وہ دن نزدیک ہیں دور نہیں۔“

(اشتخار انعامی چار بزار ص ۱۱، مجموعہ اشتخارات ج ۲ ص ۱۰۶، آئینہ حق نام ص ۱۱۲)

اس عبارت کے نتیجے میں حکیم صاحب لکھتے ہیں :

”ا نہیں (آخر تم) کو بتایا کہ دوسری صورت (قسم نہ کھانے) میں تو ایک سال سے

بھی کم میں فوت ہو جائے گا۔“ (آئینہ حق نام ص ۱۱۳)

حکیم صاحب! بہت خوب۔ آئیے اب تاریخ ملا کر دیکھیں :

تایاہ روئے شود ہر کہ درو غش باشد

حکیم صاحب فرماتے ہیں۔ مرزا قادریانی نے اشتخار انعامی چار بزار میں ڈاف لکھ دیا تھا کہ در صورت قسم نہ کھانے کے آخر تم سال سے بھی کم مدت میں فوت ہو گا۔ (آئینہ ص ۱۱۴) بہت خوب آئیے آپ کی اور آپ کے پیرو مرشد کی راست گوئی دراست بازی اہم اسی

اس بے حیلیاں ہر چہ خواہی کن۔

سے بتاتے ہیں۔

جس اشتخار کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء کا مطبوعہ ہے اور آنکھم کی موت ۷ جولائی ۱۸۹۶ء کو ہے۔ (دیکھو رساں انجام آنکھم ص ۱۱، خزانہ حج ۱۱ ص ۱) آئیے پر اندری کے کسی لڑکے سے حساب کرائیں کہ ۷ اکتوبر ۱۸۹۳ء سے ۷ جولائی ۱۸۹۶ء تک ایک سال نوماہ ہوتے ہیں یا کم؟۔ حکیم صاحب! کس من سے آپ کہتے ہیں کہ آنکھم کی موت حسب پیشگوئی واقعہ ہوتی۔ کیا قادیانی میں حساب داں کوئی نہیں؟ آئے جناب ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کے جملہ اعوان و انصار مل کر بھی (ولوکان بعضہم بعض ظہیرا) زور لگادیں تو یہ ثیر حمی کل سید حمی نہ ہو گی۔ دیکھئے آپ کے پیر و مرشد بلکہ نبی اور رسول نے کیا کیا مغل کھلانے جب دیکھا کہ پندرہ ماہ کی میعاد میں تو آنکھم مرائیں۔ حالانکہ اترار بھی تھا اور پیشگوئی محدود تھی۔ تاہم آپ (مرزا قاریانی) فرماتے ہیں اور کیا ہی خوب فرماتے ہیں:

”اگر کسی کی نسبت یہ پیشگوئی ہو کہ وہ پندرہ میینے تک مجدوم ہو جائے گا۔ پس اگر وہ جائے پندرہ کے پرسویں میینے مجدوم ہو جائے اور تاکہ اب اور تمام اعضاء گر جائیں تو کیا وہ مجاز ہو گا کہ یہ کہے کہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی۔ نفس واقع پر نظر چائے۔“

(حقیقت الوجی حاشیہ ص ۱۸۵، خزانہ حج ۲۲، حاشیہ ص ۱۹۳)

اب سلطان انکلم کی اردو کیا فصح ہے۔

حکیم صاحب! کیا یہ تمکھی ہے یا محض چالاکی؟ انصاف سے کہئے گا۔ آہ! کس قدر جرأت اور حیا سے دور ہے کہ ایک بات کو بطور پیشگوئی محدود الوقت کے شائع کیا جائے جب وہ پوری نہ ہو تو مجدوموں کی طرح عذر لنگ کیا جائے۔ ائے جناب پندرہ کی جائے میں ماہ نہیں بلکہ پندرہ کی جائے (۷۳) ماہ میں مرا ہو۔ یعنی اصل پیشگوئی سے زائد میعاد اور پرگزرنی ہو تو اس صورت میں بھی آپ پیشگوئی کی صداقت ہی گاتے جائیں گے؟۔ (شاید)

حکیم صاحب! حکموں سے ایسی غلطی کی نظر ساہنے زمانہ میں نہیں ملتی:
 ہوا تھا کبھی سر قلم قاصدوں کا
 یہ تیرے زمانہ میں دستور نکلا
 جہاں تک ہم سے ہو سکا اس پیشگوئی کے متعلق ہم نے بہت ہی اختصار سے کام لایا
 ورنہ ستمبر ۱۸۹۳ء سے تو مرزا قادری کا کوئی رسالہ یا اشتخار اس کے ذکر سے خالی نہیں لیکن
 شگر ہے کہ بجز چند مقالات کے جن میں پچھلی تحریر پہلی تحریر سے تعارض اور تضاد ہے باقی
 کل رسائل اور اشتخارات قریب قریب ایک ہی مضمون سے بھرے پڑے ہیں جو سلطان
 القلم کی سلطنت پر دلیل قاطع اور برہان ساطع ہے:

اللہ رے ایسے حسن پہ یہ بے نیازیاں
 بعد نواز! آپ کسی کے خدا نہیں
 اس پیشگوئی نے مرزا جی کو ایسا جیران کر رکھا ہے کہ بلا مبالغہ انہیں کہتے کہتے یہ تمیز
 بھی نہیں رہتی تھی کہ میں کیا کہہ رہا ہوں۔ باوجود سالہ سال گزر جانے کے وہ سخت جیرانی
 میں رہے۔ رسالہ بڑا کے طبع اول سے بعد کی تحریر میں پہلی تحریر دل سے بھی زیادہ مزیدار
 ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:

”پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ فریقین میں سے جو شخص اپنے عقیدہ کی رو سے
 جھوٹا ہے وہ پسلے مرے گا۔ سودہ (آنکھ) مجھ سے پسلے مر گیا۔“

(کشی نوح ص ۶، خزانہ حج ۱۹ ص ۶)

کیا ہی ناؤاققوں کی آنکھوں میں مٹی کا سر مڈا لاہے۔ مرزا جی کی اس بات کے توہم
 بھی قائل ہیں کہ پہنسوں کو پھسانے رکھنے میں آپ کو کمال تھا۔ دیکھئے تو کس ہوشیاری اور
 صفائی سے لکھ رہے ہیں کہ پیشگوئی میں یہ بیان تھا کہ جھوٹا پسلے مرے گا۔ ناظرین درق الٹ
 کر پیشگوئی کے الفاظ بغور پڑھیں کہ ان میں کوئی بھی ایسا لفظ ہے جس کے یہ متن یا اشارہ ہو کہ
 جھوٹا پچ سے پسلے مرے گا۔ بڑے مزے کی بات ہے کہ پیشگوئی کے متعلق کی عبارت جس

میں موت کا لفظ ہے۔ اس کی تو یہ تاویل کی نئی کہ ہماری تشریع تھی۔ اصل امام کے لفظ نہ تھے۔ اگر وہ غلط ہو گئی تو بلا سے ہمارا فرم غلط ہو تو ہوں امام غلط نہ ہو۔ بقول شخصی "جان بھی لا کھوں پائے"..... مگر یہاں پر کس آب و تاب سے فرمادے ہے ہیں کہ پیشگوئی میں یہ بیان (ناظرین بیان کے لفظ کو دیکھئے اور مرزا جی کے ہاتھ کی صفائی کی داد دیجئے) تھا کہ جھوٹا پچ سے پہلے مرے گا۔ گویا پندرہ میںوں کی کوئی تجدید ہی نہیں۔ دراصل تقدم تا خر پر مدار ہے حالانکہ پیشگوئی میں پندرہ میںوں کی تعداد اور تجدید ہے۔ چہ خوش :

ہم بھی تاکل تیری نیرگی کے ہیں یاد رہے
او زمانے کی طرح رنگ بدلتے والے
آخر اس بحث کے ہم اپنا خیال مرزا جی کی نسبت کچھ ظاہر نہیں کرتے۔ بلکہ انہیں
کے فرمودہ پر اعتقاد رکھتے ہیں :

"اگر یہ پیشگوئی جھوٹی نکلی یعنی وہ فریق جو خدا تعالیٰ کے نزدیک جھوٹ پر ہے۔ وہ
پندرہ ماہ کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے بزرائے موت ہاویہ میں نہ پڑے تو میں ہر ایک مرزا
کے اٹھانے کے لئے تیار ہوں۔ مجھ کو ذیل کیا جائے، رو سیاہ کیا جائے، میرے گلے میں رسائی
ڈال دیا جائے..... تمام شیطانوں اور بد کاروں اور لعنتیوں سے زیادہ مجھے
لعنی قرار دو۔"

(جنگ مقدس م ۲۱، خراں ج ۶ ص ۲۹۳)

مرزا جی کے مریدوں کی میہومان کے کیسے کچھ معتقد ہیں کہ جن لفظوں میں انسوں
نے ہم کو اعتقاد رکھنا سکھایا ہے ہم اس پر ایسے جھے ہیں کہ بس بس۔ کیا کوئی آپ کے مصنوعی
مریدوں میں ہے جو ہمارا مقابلہ کرے؟۔ یاد رکھو :

مجھ سا مشاق جہاں میں کہیں پاؤ گے نہیں
گچہ ڈھونڈو گے چراغ رخ زیبا لے کر

دوسری پیشگوئی پنڈت لیکھرام کے حق میں

اس پیشگوئی کے متعلق اشتمار ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء مندرجہ ذیل ہے:

لیکھرام پشاوری کی نسبت ایک پیشگوئی

” واضح ہو کہ اس عاجز نے اشتمار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں جو اس کتاب کے ساتھ شامل کیا گیا تھا۔ اندر میں مراد آبادی اور لیکھرام پشاوری کو اس بات کی دعوت کی تھی کہ اگر وہ خواہش مند ہوں تو ان کی تقاضہ قدر کی نسبت بعض پیشگوئیاں شائع کی جائیں۔ سو اس اشتمار کے بعد اندر میں نے تو اعراض یا اور کچھ عرصہ کے بعد نوت ہو گیا لیکن لیکھرام نے بڑی دلیری سے ایک کارڈ اس عاجز کی طرف روانہ کیا کہ میری نسبت جو پیشگوئی چاہو شائع کر دو۔ میری طرف سے اجازت ہے۔ سواس کی نسبت جب توجہ کی گئی تو انہوں جل شانہ کی طرف سے یہ المام ہوا: ” عجل جسد لہ خوار لہ نصب وعداب۔ ” یعنی یہ صرف ایک بے جان گھووسا! ہے جس کے اندر سے مکروہ آواز نکل رہی ہے اور اس کے لئے ان گستاخوں اور بد زبانیوں کے عوغ میں سر اور رنج اور عذاب مقدار ہے جو ضرور اس کو مل رہے گا اور اس کے بعد آج جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء روزہ و شبہ ہے اس عذاب کا وقت معلوم کرنے کے لئے توجہ کی گئی تو خداوند کریم نے مجھ پر ظاہر کیا کہ آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے چھ برس کے عرصہ تک یہ شخص اپنی بد زبانیوں کی سزا میں یعنی ان بے ادبیوں کی سزا میں جو اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کے حق میں کی ہیں عذاب شدید میں مبتلا ہو جائے گا۔ سواب میں اس پیشگوئی کو شائع کر کے تمام مسلمانوں اور آریوں اور عیسائیوں اور ہمگر فرقوں پر ظاہر کر دو ہوں کہ اگر اس شخص پر چھ برس کے عرصہ میں آج کی تاریخ سے کوئی ایسا عذاب نازل ہو جو معمولی تکفیلوں سے نہ ہو اور خارق عادت اور اپنے اندر الہی بیت رکھتا ہو تو سمجھو کر میں خدا کی طرف سے نہیں اور نہ اس کی روح سے میرا یہ نظر ہے اور اگر میں اس پیشگوئی میں کاذب نکلا تو ہر ایک سزا کے بھگتنے کے لئے تیار ہوں اور اس بات پر راضی ہوں کہ مجھے گلے میں

رسہ ڈال کر کسی سولی پر کھینچا جائے اور باد جود میرے اس اترار کے یہ بات بھی ظاہر ہے کہ کسی انسان کا اپنی پیشگوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسائیوں سے بڑھ کر رسائی اس ہے۔ زیادہ اس سے کیا لکھوں۔” (مراجع منیر ص ۱۲، ۱۳، خداونج ۱۲ ص ۱۵)

اس اشتمار میں صاف مرقوم ہے کہ پنڈت لیکھرام پر کوئی خارق عادت عذاب نازل ہے ہو گا۔ مذکورہ عبارت ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ ان میں کوئی لفظ بھی ایسا ہے کہ اس سے یہ مفہوم ہو سکے کہ لیکھرام کے مرنے کی پیشگوئی ہے بلکہ خارق عادت عذاب کی ہے جو زندگی کا ثبوت ہے۔ موت اور خصوصاً ایسی موت کہ جو پنڈت لیکھرام پر آئی بیت ناک عذاب کہنا مرزا ہی کا کام ہے۔ پس اس اشتمار کے مطابق تو فعلہ بالکل آسان ہے کہ پنڈت لیکھرام مموجب تحریر مرزا جی کسی خارق عادت عذاب میں بجا نہیں ہو بلکہ ایک چھرے سے مرا ہے۔ ایسی واردات عموماً ہوتی ہیں۔ یہ ش تو کوئی بیت ناک عذاب ہے اور نہ خرق عادت موت۔ اس لئے یہ موت پیشگوئی بذا کی مصدقہ نہیں۔ ہاں مرزا جی نے رسالہ کرامات النساء قین میں ایک الہام لیکھرام کی موت کا بھی درج ہوا ہے جس کے مختصر الفاظ یہ ہیں:

”فبشرنى ربى بموته ۳ فی سنت سنت“ یعنی خدا تعالیٰ نے مجھے بشارت دی ہے کہ وہ چھ سال کے اندر ہلاک ہو جائے گا۔

(کرامات الصادقین ص ۱۵، خداونج ۷ ص ۱۶۳)

اس کا جواب بالکل سل ہے کہ اصل الہام میں جو لیکھرام کی بات شائع ہوا ہے موت کا لفظ نہیں بلکہ صرف خرق عادت عذاب کا ذکر ہے۔ اگر کہیں کہ یہ الہام بھی تو میرا ہی

اب ہمارا بھی اس پر صاد ہے۔

۱۔ خارق عادت وہ کام ہوتا ہے جو عام طور پر نہ ہو جسے مجرہ کہتے ہیں۔

۲۔ سنت سنت عربی علم کی خوبی کی رو سے غلط ہے۔ سنت کے جائے سنتین

چاہئے۔

بھریہ کیا انصاف ہے کہ میرے ایک الہام کو دوسراے الہام کی تفسیر یا تو ضمیر سے بیان جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ عبارت الہام نہیں ہے بلکہ الہام کی حکایت بالفاظ دیگر ہے۔ اصل الہام جو اس حکایت کا مجھی عند ہے اس میں موت کا ذکر نہیں۔ پس وہی مقدم ہے۔

اور اگر ہم اس عبارت مندرجہ کرامات الصادقین کو انہی معنے میں سمجھیں جن میں مرزا جی اس کو لے رہے ہیں کہ یہ بھی الہام یا الہام کی تشریع ہے تو بھی کچھ شک نہیں کہ یہ موت جو چھ سال کے اندر ہونے والی تھی اسی خرق عادت رعب دار اور بیت ناک عذاب سے ہوئی چاہئے تھی۔ کیونکہ پہلے اشتمار میں یہ قید لگائی گئی ہے جو کسی طرح تبدیل نہیں ہو سکتی۔ لیکن، ہم دیکھتے ہیں کہ لیکھرا م ایک ایسی موت سے مرا ہے جس سے عموماً لوگ مرتے ہیں اور ان کی موت کوئی خرق عادت نہیں جانتا۔ اور تو اور ایک زمانہ میں کاملے پانی میں واپس آئے ہند اسی چھری کے شکار ہوئے تھے۔ تھوڑے روز ہوئے شر لا ہور کے انار کلی بازار میں ایک ادنی سے فتیرے ایک لمحہ میں ایک انگریز کا چھری سے خون کر دیا۔ چند یام کا عرصہ ہوا ہے کہ ہمارے بازار میں لوگوں کے چلتے پھرتے ایک ہندو نوجوان لڑکے کا اس کے کسی حریف نے چھری سے کام تمام کر دیا۔ پھر لطف یہ کہ ہاتھ بھی نہ آیا۔ راولپنڈی اور پشاور میں تو آئے دن ایسی وارداتیں دن دہائیے ہوتی ہیں۔ ۱۹۲۶ء میں مقام دہلی آریوں کے لیڈر سوائی شر دہاند دن دہائیے قتل ہوئے۔ غر غس اسی قسم کے واقعات سینکڑوں نہیں ہزاروں پولیس کی روپرثوں میں مل سکتے ہیں۔ مگر لطف یہ ہے کہ ایسی موتوں کو کوئی بھی خرق عادت نہیں کرتا۔

مرزا نبیو! خرق عادت کے یہی معنے ہیں کہ اس نئم کے واقعات ہر روز ہوتے ہوں

اگر یہی معنے ہیں تو ہم مانتے ہیں کہ :

”تمہارا بھی بھس تیرا نے اور لوہا ڈونے میں کامل ہے۔“

ہر کر شک آرد کافر گرود

مرزا جی نے اس پیشگوئی کے متعلق ایک اور کمال کیا ہے جس میں ہمیں ایک

بزرگ اپ کے کلام کی تصدیق ہوتی ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ مرزا جی قرآن شریف کے معانی اور مطالب ہی کو نہیں بلکہ کتب سابقہ کو بھی اپنی من گھڑت تادیلوں کے تابع کرنا چاہتے ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

”یہ الام کہ：“ عجل جسد لہ خوار لہ نصب و عذاب۔ ”یعنی لیکھرام گنو سالہ سامری ہے اور اسی گنو سالہ سامری کی طرح اس کو عذاب ہو گا یہ نہایت پر معنی الام ہے جو گنو سالہ سامری کی مشاہدت کے پیرا یہ میں نہایت اعلیٰ اسرار غیب کے بیان کر رہا ہے۔ مجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ گنو سالہ سامری یہودیوں کی عید کے دن میں مکڑے مکڑے کیا گیا تھا جیسا کہ توریت خروج باب ۳۲ آیت ۵ سے ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے : ”ہارون نے یہ کہہ کر منادی کی کہ کل خداوند کی عید ہے۔ ”سو ایسا ہی اسلامی عید کے دن کے قریب یعنی ۶ مارچ ۱۸۹۷ء کو لیکھرام قتل ہوا۔“ (استثناء (اردو) ص ۱۱، خزانہ حج ۱۲۱۹)

اس بیان میں مرزا جی نے یہ صفائی کی ہے کہ توریت کے حوالہ سے ثابت کرنا چاہا ہے بلکہ اپنے خیال میں کر ہی دیا ہے کہ گنو سالہ سامری عید یہود کے روز مبارکیا مگر جب مرزا جی کے بتائے ہوئے مقام کو دیکھتے ہیں تو وہاں اس کا ذکر بھی نہیں پاتے بلکہ جس عید کو آپ نے گنو سالہ سامری کے ذرع ہونے کا دن لکھا ہے وہ دن اس کی پرستش اور سو فتنی قربانیوں کے جز حاوے کا تھا۔ اس سے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جواب بھی پہاڑ پر تھے خدا تعالیٰ کے بتانے سے خبر ہوئی تو وہ آئے۔ ان کے واپس آنے میں بھی کئی روز لگ گئے۔ چنانچہ مقام نذکور کی کسی قدر عبارت ہم نقل کر کے باقی کے لئے ناظرین سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ خود اسی مقام نذکور یعنی خروج ۳۲ باب کے فقرہ نمبر ۲ سے اخیر تک پڑھ جائیں۔ وہ یہ ہے :

”اُس نے ان کے ہاتھوں سے لیا اور ایک بخوبی اڑھا کر اس کی صورت دکا کی۔ اسے درست کی اور انہوں نے کہا کہ اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے ملک

اب مولا نا ابو سعید محمد حسین صاحب بنالوی مرحوم نماز کرتے تھے مرزا ہر یہ ہے۔

سے نکال لایا اور جب ہارون نے یہ دیکھا تو اس کے آگے قربان گاہ بنائی اور ہارون نے یہ کر کر منادی کی کہ کل اس خداوند کے لئے عید ہے اور وے صح کو اٹھے اور سو نعمتی قربانیاں چڑھائیں اور سلامتی کی قربانیاں گذرانیں اور لوگ کھانے پینے کو بھیتھے اور کہتے کہ اٹھے تب خداوند نے موی کو کما اتر جا۔ کیونکہ تیرے لوگ جنہیں تو مصر سے چھڑ لایا تراپ ہو گئے ہیں وہ اس راہ سے جو میں نے انسیں فرمائی جلد پھر گئے ہیں۔ انہوں نے اپنے لئے ذا حالا ہوا بھروسہ ابھیا اور اسے پُر جا اور اس کے لئے قربانی ذرع کر کے کما کر اے اسرائیل یہ تمہارا معبود ہے جو تمہیں مصر کے لئے سے چھڑ لایا۔ پھر خدا نے موی سے کما کر میں اس قوم کو دیکھتا ہوں کہ ایک گروہ کش قوم ہے۔ خروج ۳۲ باب کی ۳ سے انک ۲۔

یہ عبارت اپنا مطلب بتانے میں صاف ہے مگر نہیں معلوم مرزا جی کا قرآن شریف پر تو کوئی حق شغد بھی تھا بائبل پر کیا ہے؟ نہیں نہیں میں نے غلط کما آخرست نے بھی تو آپ کی خبر باتی ۳۔ ۲ ہے؟۔ مرزا جی کے مقربو! اس علم سمجھو دیانت پر بھی ان کو مجدد اور حکم مانتے ہو：“ام تأمکم احلامکم بهذا ام انتم قوم طاغون۔ طور ۳۲” اگر ہم اس فقرہ ”عجل جسدکه خوار“ کو آپ کی حکمتیب پر گواہ بنا جائیں تو ہم اسکے ہیں کیونکہ باعتبار صریح مفہوم اور عرف عام اہل اسلام اس سے سمجھا جاتا ہے کہ یکھر ام بر عید کے دنوں میں قتل ہو گا مگر وہ ہوا تو عید الفطر کے دنوں میں جو گائے اور گنوسالے کے ذرع ہونے کا دن ہی نہیں۔

۱۔ ناظرین! یہی عبارت قادریانی مت نے غت روید کر کے نقل کی ہے بخوردیکھئے۔
۲۔ حکیم نور الدین قادریانی نے اس عبارت سے چند سطریں آگے کی اور نقل کر کے ہم پر تحریف کا الزام لگایا ہے اور وجہ تحریف کچھ نہیں بتائی۔ حرانی ہے ایسے مولانا اور بے ثبوت الزام۔

۳۔ دیکھو انجیل متی باب ۲۳، آیت ۱۱۔

اس مقام کو مرزا قادریانی نے اپنے حنفی میں مان چکے ہیں دیکھو کشی نوچ
ص ۵، خزانہ حج و اص ۵۔ نظرین مقام مذکور ملاحظہ کر کے فیصلہ کریں کہ ہماری مراد صحیح
ہے یا مرزا قادریانی کی۔

مرزا جی! ہاتھ لاما استاد۔ کیوں کیسی کی!

مرزا جی نے اس پیشگوئی کے متعلق کہی ایک الام ایسے بتائے ہیں جن کا پلے سے
ان کو بھی علم نہ تھا۔ جن کی تمثیل بالکل اس چالاک عطار کی سی ہے جو الامہ ساری میں ایک ہی
بول سے ہر ایک قسم کے شرمت دیا کرتا تھا۔ گوچند شربتوں کو وہ پلے سے ذہن میں سوچ
لیتا ہو گا کہ یہ یہ شرمت اس بول سے نکالوں گا مگر بعض ٹریدار ایسے شربتوں کے بھی
آجاتے ہوں گے جو اس کے ذہن میں اس وقت نہ ہوتے ہوئے ہوں گے۔ لیکن وہ غیر اسی بول
سے سب کو نباہ دیتا تھا۔ یہی حال مرزا جی کی پیشگوئیوں کا ہے۔

آپ فرماتے ہیں :

”اگرچہ خدا تعالیٰ کی کلام کے بارے کی بھید جانے والے گنو سالہ سامری کا نام رکھنے
سے اور پھر اس عذاب کا ذکر کرنے سے سمجھ سکتا ہے کہ ضرور ہے کہ لیکھرام کی موت بھی
اپنے دن کے لحاظ سے گنو سالہ سامری کی جاہی کے دن سے مشابہ ہو گی۔ مگر پھر خدائے تعالیٰ
نے اپنے الام میں اس اجمال پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صریح لفظوں میں فرمادیا کہ ستعرف یوم
العید والعید اقرب یعنی لیکھرام کا واقعہ قتل ایسے دن میں ہو گا جس سے عید کا دن ملا ہوا
ہو گا اور یہ پیشگوئی ہے کہ عید کے دن کے قریب لیکھرام کی موت ہو گی۔“

(استثناء ص ۱۲، خزانہ حج و اص ۱۲۰)

مرزا جی کے لگر کی روٹیاں کھانے والے یا ان کے مرید تو کہے کو پوچھیں گے
کیونکہ ان کا تواصول ہی یہ ہے :

حاصہ داداں روپسوئی کعبہ چوں آئیم چوں
روپسوئی خانہ خمار دارد پیرما

مگر ہم نے تو : اب " یا تونکم ببدع من الحديث بمالم تسمعوا انتم ولا آباءکم . درمنثور ج ۶ ص ۱۵ " کی حدیث سنی ہوئی ہے۔ اس نے جب تک بالحلہ تعالیٰ ہم مرزا جی کی بوتل کی تمام شربتوں کا پتہ اور ماہیت اور اجزاء معلوم نہ کر لیں ہمیں کیوں نکر چین ہو۔

والعید اقرب یہ مصرعہ جس قصیدے کا ہے وہ کرامات الصادقین میں مرقوم ہے جس میں لیکھ رام کا کہیں نام و شان بھی نہیں بلکہ اس کے لکھتے وقت مرزا جی کو بھی اس کا خواب و خیال نہ ہو گا۔ ہم ناظرین کی تسلی اور مرزا قادریانی کی بوتل کی پڑتاں کرنے کو اس قصیدے میں سے چند اشعار نقل کرتے ہیں۔ جن سے اس مصرعہ کے معنے اور سیاق و سبق معلوم ہو جائیں گے :

الا	ایها	الواشی	الام	تکذب
وتکفر	من	ہومومن	وتونب	
وأليت	انی	مسلم	ثم	نکفر
فاین	الحیا	انت	امرء	اواعرب
الا	اننى	تبروانت	مذهب	
الا	اننى	اسد	وانك	ثعلب
الا	اننى	فى	كل	حرب
فكدى	بمازورت	فالحق	يغلب	
وبشرنى	ربى	وقال	مبشراً	
ستعرف	يوم	العيد	والعيد	اقرب

اس ارشاد ہے کہ اخیر زمانہ میں کذاب لوگ پیدا ہوں گے وہ ایسے بتیں تم کو نہیں
گے جو تم نہ تمہارے سلف نے سنی ہوں گی۔

ارده	فكيف	ربى	ونعمتني
وهذا	والخلق	الله	يعجب
وسوف	ترى	انى	صدق
ولست	بفضل	الله	ماانت
			تحسب

(کرامات الصادقین ص ۲۳ دخراں نج ۷ ص ۹۶)

اشعار مذکورہ بتارہ ہے ہیں کہ یہ کلام کسی ایسے شخص کے جواب یا خطاب میں ہے جو
مرزا کا منکر ہے۔ یعنی خود مسلمان ہے اور مرزا کو کافر کرتا ہے۔ اس کو مرزا جی ڈانتے ہیں کہ :
”تبے حیا ہے۔ پنجھو ہے۔ میں تیک ہوں۔ تو ملک ساز ہے۔ میں شیر ہوں۔ تو لوہنیز
ہے۔ میں ہر ایک لڑائی میں غالب ہوں۔ مجھے خدا نے بشارت دی ہے اور کہا ہے کہ تو عید کو
پہچانے گا اور عید قریب ہے۔ میرے خدا نے مجھے نعمتیں دی ہیں۔ لوگ تعجب کرتے ہیں تو
دیکھ لے گا کہ میں سچا ہوں اور جیسا تیر اگماں ہے۔ دیسا نہیں ہوں۔“
اس سے آگے قریب کر کے صاف اور صریح لکھتے ہیں :

۱۔ وَقَاسِمْتُمْ أَنْ الْفَتاوِيَ صَحِيحَةً
وَعَلَيْكُمْ فِذْرُ الْكَذِبِ أَنْ كُنْتُ تَكْذِبُ
۲۔ وَهُلْ لَكُمْ مِنْ عِلْمٍ وَنَصْ مُحَكَّمٌ
عَلَيْكُمْ كَفْرُنَا أَوْ تَخْرِمِنَا وَتَتَعَبُ

(کرامات الصادقین ص ۲۳ دخراں نج ۷ ص ۹۶)

۱۔ تو نے ان لوگوں کو قسم کھا کر بتایا کہ یہ نتوی (جو مرزا جی پر لگائے گئے ہیں)
صحیح ہیں۔ اگر جھوٹا ہے تو جھوٹ کا باطل تجھ پر ہے۔
۲۔ کیا تیرے پاس قطعی علم یا مضمون نص ہمارے کفر پر ہے یا تو محض انکل اور
تکلف کرتا ہے۔

صاف بات ہے کہ اس قصیدے میں نہ لیکھرام کا ذکر ہے نہ آخرت کا بلکہ صریح خطاب علماء مکفرین کو ہے۔ ہاں اگر علماء مکفرین تمام کے تمام یا کم سے کم ان کے سرگردہ ہی عید کے روز شادست بباب ہوتے تو بھی مرزا جی کو کچھ کہنے کی منجائش ہوتی مگر یہاں تو اتنی بھی نہیں خدا کے فضل سے سرگردہ مکفرین شش العلماء میڈل نائیڈ محمد نزیر حسین دام فیوضہ آج (دسمبر ۱۹۰۱ء) تک ایک سو دس سو دس کی عمر میں سلامت بہ کرامت موجود ہیں اور مرزا جی کو پورے اسی بر س کا بھی یقینی الحام نہیں اس۔

ناظرین یہ ہے مرزا جی کی عطاری کی بوتل جس میں نے الہامی شربت جس تاثیر اور جس مرغ کا چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں اور دل میں جانتے ہیں کہ جہاں احتنوں سے خالی نہیں۔ اس پیشگوئی پر دونوں طرح سے وہ جرح بھی ہو سکتی ہے جو آخرت والی پیشگوئی پر کی گئی ہے یعنی کہ اس پیشگوئی کے لوازم نہیں پائے گئے جن کو آپ نے اس پیشگوئی کے لئے سراج منیر میں تسلیم کیا ہوا ہے کہ :

”اگر پیشگوئی فی الواقع ایک عظیم الشان ہبہت کے ساتھ ظہور پذیر ہو تو وہ خود خود دلوں کو اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔“

(سراج منیر ص ۱۵، خزانہ نجاح ص ۱۲)

پس اگر یہ پیشگوئی ہبہت ناک عظیم الشان نشان کے ساتھ ظہور پذیر ہوئی ہوتی تو اپنا اثر بھی ساتھ رکھتی۔ حالانکہ نہیں۔ دو م یہ کہ انبیاء کی پیشگوئیوں کی طرح اس کا بھی ظہور قطعی و یقینی نہیں ہوا کہ کسی مخالف و موافق کو شبہ نہ رہتا بلکہ اس کے کذب پر بعض لوگ قسم کھانے کو تیار تھے جن کے جواب آپ نے آج تک نہیں دیئے۔

اس پیشگوئی کے متعلق حکیم صاحبؒ جو من سکا دہ صرف یہ ہے کہ الحام میں لیکھرام کو عجل (گون سالہ) کہا گیا اور اس کے لئے خوار اور نصب کا ثبوت ہے خوار مقتول کی آواز

۱۔ آہ! آج (۱۹۲۰ء میں) ہم دونوں کو نہیں دیکھتے۔

کو کہتے ہیں۔ نصب کا لفظ بھی موت بالقتل پر دلالت کرتا ہے۔ عذاب سے بھی موت ثابت ہوتی ہے۔ وغیرہ
(آنینہ حق نہاس ۱۲۸)

خداجانے قادری مشن دنیا کو کیا جانتا ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے :

سمجھ رکھا ہے ظالم نے پھنسا دل کب نکلا ہے
عقل مخدرے کو کہتے ہیں۔ خوار، بیل، گائے اور مخدرے کی آواز کو کہتے ہیں۔
(ملاحظہ ہو قاموس، صراح، منتی الارب، صحاح جوہری، مفردات راغب وغیرہ) نصب بھی
عذاب کو کہتے ہیں اس کو بھی قتل وغیرہ لازم نہیں۔ اہل جنت کے حق میں فرمایا ہے : ”لا
یمسهم فیها نصب۔ حجر ۴۸“ اہل جنت کو کسی قسم کی تکلیف نہ پہنچے گی۔ عذاب سے
بھی قتل ثابت نہیں۔ پھر ثابت کس سے ہے ؟۔

عجیب چالاکی قابل افسوس !

حکیم صاحب نے کتاب لسان العرب جلد ۵ ص ۳۲۵ کے حوالہ سے (بیغم
خور) ثابت کیا ہے کہ :

”خوار کا لفظ انسان پر اس وقت استعمال کرتے ہیں جب کوئی مقتول قتل ہونے کے
وقت گنو سالہ کی طرح چلاتا ہے۔“ (آنینہ ص ۱۲۳)

مطلوب آپ کا یہ ہے کہ یکھرام کی بات جو عجلًا جسدًا له خوار آیا ہے یہ
خوار ہی قتل پر اشارہ کرتا ہے۔ کس صفائی سے پورا حوالہ دیا ہے حالانکہ کتاب مذکور میں یہ
مفہوم کیسی بھی نہیں حوالہ مذکور نہ ملنے کی صورت میں حکیم صاحب پر خیانت اور کذب کا
الزام رہے گا اور اگر حوالہ صحیح ثابت ہو جائے تو بھی حکیم صاحب مع اپنی جماعت کے ہے کبھی
کے الرا م سے بری نہیں ہوں گے۔ کیونکہ مرزا کی الام میں جو خوار کا لفظ آیا ہے وہ انسان کے
لئے نہیں ہے بلکہ (گنو سالہ) کے لئے ہے اور عجل بطور استعارہ (مشل زید اسد) انسان
(یکھرام) کے لئے ہے۔ اے کاش! آپ فتن معالی و میان کو ملحوظ رکھتے تو یہ غلطی آپ سے

سر زدہ ہوتی اے۔

فیصلہ ہو گیا۔ حکیم صاحب اور آپ کے اتار! آئے میں آپ سے اس بارے میں
نیصلہ کرلوں بھر طیکہ آپ سید گیرا انصاف کو اختیار کریں۔ پس غور سے سننے آپ نے مرزا
صاحب کی کتاب سراج منیر م ۱۰، خزانہ ۱۲ امس ۱۳ سے یہ عبارت نقل کی ہے:

”پنڈت لیکھرام پشاوری کی قضا و قدر وغیرہ کے متعلق غالباً اس رسالہ میں بقید
تاریخ دوست کچھ تحریر ہو گا۔“ (آئینہ م ۷)

اس عبارت کو نقل کر کے آپ نے برازور دیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں:

”خدا کے لئے غور کرو کیا اس میں صاف طور پر ظاہر نہیں کیا گیا کہ لیکھرام کی قضا
و قدر لور موت فوت کے متعلق بقید تاریخ دوست ایک پیشگوئی شائع ہو گی.....
لیکھرام نے دیدہ دلیری سے کہا کہ میرے حق میں جو چاہو شائع کرو۔ میری طرف سے
اجازت ہے جس پر پیشگوئی ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء کو شائع ہوئی۔“ (آئینہ م ۷)

بس اب مطلع صاف ہے آپ ہم کو فروری ۱۸۹۳ء والے اشتمار سے لیکھرام کی
موت بقید تاریخ اور بقید وقت دکھائیں۔ ہم اس کو مان جائیں گے۔ حکیم صاحب اور خلیفہ
صاحب راست بازی اس کا نام ہے کہ جو حکایت کریں اس کا محکم عنہ بھی بتائیں یہ نہیں
کہ محض دعویٰ ہی دعویٰ ہو اور بہوت کچھ نہ ہو۔ غالباً آپ کو اشتہار نہ کو رکی اس عبارت پر
نظر ہو گی:

”آج کی تاریخ سے جو ۲۰ فروری ۱۸۹۳ء ہے یہ شخص..... لیکھرام چھ

۱۔ اخبار اہل حدیث مورخہ ۲۵ جولائی ۱۹۱۳ء میں بذریعہ کھلی چھی کے حکیم
صاحب سے یہ حوالہ طلب کیا تھا اس کا جواب بھی نہیں دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ حوالہ مذکور و کھا
بھی نہیں سکتے۔ اس مقام کی عدالت سمجھنے میں ان کو غلطی ہوئی۔ ولیس هذ اول قارورۃ
کسرت فی القادیان!

برس کے عرصہ کے اندر عذاب شدید میں جتنا ہو جائے گا۔ ”

(سراج منیر ص ۱۲، آئینہ ص ۷، اخراج ص ۱۵)

مگر اے جناب! اگر یہ اور سابقہ عبارت ملک کی عام زبان (اردو) میں ہے تو کوئی اردو و ان منصف بتلا سکتا ہے کہ اس عبارت کا مطلب یہ ہے جو مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ ”یکھرام جن کی قضاقدار کے متعلق..... بقید وقت و تاریخ تحریر ہو گا۔“

(اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء، مجموع اشتہارات ج اس ۹۸، مندرجہ آئینہ ص ۷)

اس عبارت کا مطلب صاف ہے کہ جس تاریخ اور جس وقت یکھرام کی موت دانیع ہونے والی ہو گی اس تاریخ کا نام اور اس وقت کا ذکر صاف لفظوں میں ہو گا یہ نہیں کہ آج سے چھ برس تک وقت ہو گا۔ چہ خوش! حالانکہ مرا بھی چار برس تک کیونکہ فروری ۱۸۹۳ء میں پیشگوئی شائع ہوئی اور مارچ ۷ء میں وہ فوت ہوا۔ اگر یہ خیال ہو کہ چھ سال کے اندر ہی اندر مرا چھ سے تو آگے نہیں بڑھا چاہے چار سال تک مراتوان کو سوچنا چاہئے کہ اگر یہی قاعدہ ہے تو چھ سال کیا دس سال کے اندر مرا بھی کہہ سکتے ہیں۔ دس کیا یہیں کے اندر مرا نہیں کیا ایک صدی کے اندر مرا کہنے پھر چھ ہی کی کیا خصوصیت ہے۔ خیر ہمیں اس سے مطلب نہیں چھ سال کے اندر مرا یا چار سال کے اندر مرا ہمیں تو یہ غرض ہے کہ مرزا جی کی کسی تحریر سے یکھرام کی موت بقید تاریخ اور وقت دکھاوے تجھے۔ یہی دو حرفہ فیصلہ ہے:

بس اک نگاہ پر ٹھرا ہے فیصلہ دل کا

مختصر یہ کہ پنڈت یکھرام کی بابت خارق کی عادت عذاب کا وعدہ تھا۔ موت کا اس میں کوئی لفظ نہیں بغیر خرق عادت عذاب کے اس کی موت نے ثابت کر دیا کہ یہ پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی۔

حضرات انبیاء علیہم السلام کے مخالفوں پر جو موت آتی اور ان کی پیشگوئی پچھی ثابت ہوتی تھی تو اس کی وجہ یہ تھی کہ ان کی پیشگوئی ہی ایسی ہوتی تھی: ”لیه لکن الظالمین۔“ (ہم (خدا) ظالموں کو ہلاک کر دیں گے۔) چونکہ وہ ان کے ہلاک کرنے کی ہوتی تھی اس

لئے وہ سچی ہوتی اور مرزا صاحب کی پیشگوئی میں خرق عادت عذاب کا ذکر ہے اس لئے بغیر
خرق عادت عذاب کے یہ پیشگوئی غلط ہوتی۔ الحمد للہ!

تیسرا پیشگوئی

مرزا الحمد بیگ ہو شیار پوری اور اس کے داماد
مرزا سلطان محمد کے متعلق

الہامات مرزا کے طباعات سابقہ میں مرزا سلطان محمد اور محمدی تہم کے متعلق
پیشگوئی ایک جاد کھائی گئی ہے۔ مگر اس طبع میں معقول وجہ سے ان دونوں کو الگ الگ کر دیا
ہے۔ ناظرین مطلع رہیں۔

نوٹ: محمدی تہم آسمانی منکوحہ والی پیشگوئی دراصل متعہود اصلی ہے اور مرزا
سلطان محمد والی پیشگوئی اس کی تحریمید اور دراصل دفعہ مانع ہے۔ کیونکہ آسمانی نکاح کا بہت مانع
سلطان محمد ہوا اور اخیر تک رہا۔ اس لئے بخلاف اصول فطرت مانع کے اٹھانے پر توجہ کا ہونا
ضروری تھا۔ چنانچہ مرزا صاحب کی توجہ اس مانع کی طرف ایسی ہوئی کہ اس بے چارے دلماکو
اپنی غصب آمیز نگاہ کا شکار بنایا۔ یہ اس کی قست تھی کہ ج کرنگل گیا۔ پوچھ کر مرزا سلطان محمد
صاحب کے متعلق جو اشتہار ہے اسی میں منکوحہ آسمانی کا ذکر بھی ہے۔ لہذا وہ ایک جگہ نقل
ہو سکتا ہے۔ جو یہ ہے:

ایک پیشگوئی پیش ازو قوع کا اشتہار

پیشگوئی کا جب انجام ہو پیدا ہو گا
قدرت حق کا عجب ایک تماشا ہو گا
جمحوٹ اور جج میں جو ہے خرق وہ پیدا ہو گا
کوئی پاجائے گا عزت کوئی رسوا ہو گا

اب یہ جاننا چاہئے کہ جس خط کو ۱۸۸۸ء کے نورافشاں میں فریق مخالف نے چھپو لیا ہے وہ خط محض ربانی اشارہ سے لکھا گیا تھا۔ ایک مدت دراز سے بعض سر کردہ اور قریبی رشتہ دار مکتب الیہ کے جن کی حقیقی ہمیشہ زاد کی نسبت درخواست کی گئی تھی۔ نشان آسمانی کے طالب تھے اور طریقہ اسلام میں انحراف اور عناد رکھتے تھے۔ اور اب بھی رکھتے ہیں۔ چنانچہ آگست ۱۸۸۸ء میں چشمہ نور امر ترمی میں ان کی طرف سے اشتمار چھپا تھا۔ یہ درخواست کی۔ اس اشتمار میں مندرج ہے ان کوئے محض مجھ سے بلکہ خدا اور رسول سے بھی دشمنی ہے اور والد اس دختر کا باباعث شدت تعلق قرابت ان لوگوں کی رضا جوئی میں محاوار ان کے نقش قدم پر دل و جان سے فدا اور اپنے اختیارات سے قاصر و عاجز بلکہ انہیں کافر مانبردار ہو رہا ہے اور اپنی لڑکیاں انہیں کی لڑکیاں خیال کرتا ہے اور وہ بھی ایسا ہی سمجھتے ہیں اور ہر باب میں اس کے مدارالمہماں اور بطور نفس ناطق کے اس کے لئے ہو رہے ہیں تب ہی تو نقارہ جا کر اس کی لڑکی کے بارہ میں آپ ہی شہرت دے دی یہاں تک کہ عیسائیوں کے اخباروں کو اس قصہ سے بھر دیا۔ آفرین بریں عقل و دانش۔ ماموں ہونے کا غوب ہی حق ادا کیا۔ ماموں ہوں تو ایسے ہوں۔ غرض یہ لوگ مجھ کو میرے دعویٰ المام میں مکار اور دروغ گو خیال کرتے ہیں اور اسلام اور قرآن پر طرح طرح کے اعتراضات کرتے تھے اور مجھ سے کوئی نشان آسمانی مانگتے تھے تو اس وجہ سے کئی رفعہ ان کے لئے دعا بھی کی گئی تھی۔ سودہ دعا قبول ہو کر خدا تعالیٰ نے یہ تقریب قائم کی کہ والد اس دختر کا ایک اپنے ضروری کام کے لئے ہماری طرف ملچھی ہوا۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ: ”تا بردہ کی ایک ہمیشہ ہمارے ایک چیخاز او بھائی غلام حسین نام کو بیاہی گئی تھی۔ غلام حسین عرصہ پچیس سال سے کہیں چلا گیا اور مفقود الغیر ہے اس کی زمین ملکیت جس کا حق ہمیں پہنچتا ہے تا بردہ کی ہمیشہ کے نام کا غذات سرکاری میں درج کر دی گئی تھی اب حال کے بعد و بست میں جو ضلع گرو اسپور میں جاری ہے تا بردہ یعنی ہمارے خط کے مکتب الیہ نے اپنی ہمیشہ کی اجازت سے یہ چاہا کہ وہ زمین جو چار ہزار بیانیخ بزار روپیہ کی قیمت کی ہے اپنے بیٹے محمد یگ کے نام بطور ہبہ منتقل کر دیں۔ چنانچہ ان کی

ہشیرہ کی طرف سے یہ بہہ نامہ لکھا تھا۔ چونکہ وہ بہہ نامہ جزو ہماری رضا مندی کے کے بے کار تھا۔ اس لئے مکتوب الیہ نے تمام ترجیروں اخسار ہماری طرف رجوع کیا۔ تاہم اس بہہ پر راضی ہو کر اس بہہ نامہ پر دستخط کر دیں اور قریب تھا کہ دستخط کر دیتے۔ لیکن یہ خیال آیا کہ جیسا کہ ایک مدت سے بڑے بڑے کاموں میں ہماری عادت ہے جناب اللہ میں استغفار کر لینا چاہئے۔ سو یہی جواب مکتوب الیہ کو دیا گیا پھر مکتوب الیہ کے متواتر اصرار سے استغفار کیا گیا وہ استغفار کیا تھا گویا آسمانی نشان کی درخواست کا وقت آپنچا تھا جس کو خدا تعالیٰ نے اس پیرایہ میں ظاہر کر دیا۔ اس خدا بائے قادر مطلق نے مجھے فرمایا کہ اس شخص کی دختر کلاں کے نکاح کے لئے سلسلہ جنبائی کر اور ان کو کہہ دے کہ تمام سلوک و مردوں تم سے اسی اب شرط سے کیا جائے گا اور یہ نکاح تمہارے لئے موجب برکت اور ایک رحمت کا نشان ہو گا اور ان تمام برکتوں اور رحمتوں سے حصہ پاؤ گے جو اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۸ء میں درج ہیں۔ لیکن اگر نکاح سے انحراف کیا تو اس لڑکی کا انجام نہایت ہی براہو گا اور جس کی دوسرے ثقہ ۲ سے بیانی جائے گی وہ روز نکاح سے اڑھائی سال تک اور ایسا ہی والد اس دختر کا تین سال تک فوت ہو جائے گا اور ان کے گھر پر تفرقہ اور تنگی پڑے گی اور درمیانی زمانہ میں بھی اس دختر کے لئے کہنی کر اہت اور غم کے امر پیش آئیں گے۔ پھر ان دنوں میں جو زیادہ تصریح اور تفصیل کے لئے بار بار توجہ کی گئی تو معلوم ہوا کہ خدا تعالیٰ نے جو مقرر کر کھا ہے وہ مکتوب الیہ کی دختر کلاں کو جس کی نسبت درخواست کی گئی تھی ہر ایک روک دور کرنے کے بعد انجام کا راسی عاجز کے نکاح میں لاوے گا اور بے دینوں کو مسلمان بنادے گا اور گراہوں میں ہدایت پھیلایا دے گا۔ چنانچہ عربی المام اس بارہ میں یہ ہے: ”کذبوا بایتنا وکانوا بها یستهزوں فسيكفيکهم الله ويردها اليك لا تبديل لكلمات الله ان ربك فعال لما يريد انت معنى وانا معك“

اے کیا ہیں عجیب موقع تھا۔ بیل کو کون کیس میں خصی نہ کریں گے تو اور کہاں کریں گے۔

۲۔ ناظرین عبارت ہذا کو ملاحظہ کرئے۔ یہی کام کی بات ہے۔

عسٹی ان بیبعثک ریک مقاماً معمودا۔ ”یعنی انہوں نے ہمارے نشانوں کو جھٹلایا اور وہ پسلے سے نہی کر رہے تھے۔ سو خدا تعالیٰ ان سب کے مدارک کے لئے جو اس کام کو روک رہے ہیں تمہارا مدگار ہو گا اور انجام کاراس لڑکی کو تمہاری طرف واپس لائے گا۔ کوئی نہیں جو خدا اکی باتوں کو ہال سکے۔ تم ارب وہ قادر ہے کہ جو کچھ چاہے وہی ہو جاتا ہے۔ تو میرے ساتھ میں تم رے ساتھ ہوں اور عنقریب وہ مقام تجھے ملے گا جس میں تم کی تعریف کی جائے گی اے۔ یعنی گواول میں الحق اور نادان لوگ بدباطنی اور بد ظنی کی راہ سے بد گوئی کرتے ہیں اور نالائق باتیں منہ پر لاتے ہیں لیکن آخر کار خدا تعالیٰ کی مدد و کیمہ کر شر مندہ ہوں گے اور سچائی کے کھلنے سے چاروں طرف سے تعریف ہو گی۔ ”آج تک تو جیسی ہوئی ہے نمایاں ہے۔ مصنف) (مجموعہ اشتہارات ج ۱۵۳، ۱۵۶، ۱۵۹)

یہ اشتہار اپنا مضمون بتلانے میں بالکل واضح و لائج ہے کسی مزید توضیح یا تشریع کی حاجت نہیں رکھتا۔ صاف بتا رہا ہے کہ تاریخ نکاح سے تین سال تک دونوں (احمد بیک اور اس کا داماد) فوت ہو جائیں گے۔ البتہ تاریخ معلوم کرنے کے لئے کہ نکاح کب ہوا اور کب تک ان دونوں کی موت کی تاریخ ہے۔ مرزا جی کی دوسری ایک تحریر سے شہادت لینے کی ضرورت ہے۔

”رسالہ شہادت القرآن ص ۹۷ ”خزانہ ج ۲۶ ص ۵۷“ میں مرزا جی خود ہی اس کی میعاد بتلاتے ہیں کہ ۲۱ ستمبر ۱۸۹۳ء سے قریباً گیارہ میئنے باقی رہ گئی ہے۔ پس مسحوب اقرار مرزا جی ۲۱ اگست ۱۸۹۳ء کو مرزا سلطان محمد داماد مرزا الحمد بیگ کو دنیا میں رہنے کی اجازت نہ تھی مگر افسوس کہ وہ مرزا صاحب کے سینہ پر موگک دلت ہوا آج کیم اگست ۱۹۰۳ء تک زندہ ہے۔ تھی ہے: ”کذب المنجمون ورب الکعبہ“ (مرزا کے مرنے کے چالیس بعد ۱۹۳۸ء میں فوت ہوا۔ فقیر اللہ و سالیا)

۱۔ چھٹی ستمبر ۱۸۹۵ء کے روز تعریف ہوئی تھی۔

مرزا صاحب اپنی زندگی میں تو سلطان محمد کی موت کی بات امیدیں دلاتے رہے ہیں تک کہ رسالہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس پیشگوئی کے دو جزو بتا کر ایک جزو متعلق موت مرزا احمد بیگ والد مسماۃ کا پورا ہوا لکھ کر دوسراے جزو یعنی خاوند مکوحہ آسمانی کی موت کی بات لکھتے ہیں :

”یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جز (موت سلطان محمد) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بد تر ٹھردوں گا۔“ (ضییر انجام آخرت میں ۵۲ خزانہ حج ۱۱ ص ۳۸۸)

مرزا سلطان محمد کی زندگی کی وجہ سے جب چاروں طرف سے مرزا صاحب قادریانی پر اعتراضات ہوئے تو ان کا ایک ایسا صاف بیان شائع کیا جس سے صاف بیان نہیں ہو سکتا۔ فرمایا :

”میں بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیشگوئی دلماڈ احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے اس کی انتظار کرو اور اگر نہیں جھوٹا ہوں تو یہ پیشگوئی پوری نہ ہو گی اور میری موت آجائے گی۔“ (انجام آخرت حاشیہ میں ۳۲ خزانہ حج ۱۱ ص ۳۱)

ناظرین! اس سے بھی زیادہ کوئی بیان واضح ہو سکتا ہے کہ خود صاحب الامر اقرار کرتا ہے کہ میری موت اگر اس کی زندگی میں آئی تو میں جھوٹا سمجھا جاؤں۔

اور سنئے مرزا قادریانی ہاں مدعا صاحب الامر ربائی فرماتے ہیں :

”یاد رکھو کہ اس پیشگوئی کی دوسری جزو (موت دلماڈ احمد بیگ) پوری نہ ہوئی تو میں ہر ایک بد سے بد تر ٹھردوں گا۔“ (رسالہ ضییر انجام آخرت میں ۵۲ خزانہ حج ۱۱ ص ۳۸۸)

بس یہ دو توں اقرار مع پیشگوئی کے مرزا صاحب کی صداقت یہاں جانپنے کو کافی ہیں مگر ہمارے مرزا ائمہ دوست بھی کچھ ایسے بخند کار ہیں کہ کوئی عذر بنا کا لے کر تے ہیں۔

مرزا سلطان محمد کا ایک خط شائع کرتے ہیں جس کا ضمنون یہ ہے کہ میں مرزا صاحب قادریانی کو بزرگ جانتا ہوں۔ اس خط کو اس دعویٰ کی سند میں پیش کیا کرتے ہیں کہ سلطان محمد دل سے مرزا صاحب کا معتقد ہو گیا تھا۔ اس لئے وہ نہ مرا۔

اس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں کہ مرزا صاحب کے اپنے بیانات کے سامنے یہ تحریر کوئی وقعت نہیں رکھتی ممکن ہے مخالف نے بطور استهزاء یا معمولی اخلاقی نرمی سے یہ فقرہ لکھ دیا ہو۔

ناظرین! آپ ذرا غور کیجئے کہ مرزا سلطان محمد تو اس نے مرزا قادریانی کی زد میں آیا تھا کہ اس نے مرزا جی کی آسمانی منکوحہ سے نکاح کر لیا تھا اور کر کے پھر حسب منتشر مرزا قادریانی صاحب چھوڑا بھی نہ یہ کیا حسن اعتقاد ہے کہ منکوحہ کو روک رکھا اور مانع ہمارہ جس کا یہ مطلب ہے کہ جرم پر اصرار ہے زبان سے عقیدت کا انہصار کیا فائدہ دے سکتا ہے؟

اس کے علاوہ اس کی اپنی ایک تحریر ہمارے پاس ہے جس کی نقل یہ ہے:

”جناب مرزا غلام احمد صاحب قادریانی نے جو میری موت کی پیشگوئی فرمائی تھی میں نے اس میں ان کی تصدیق کبھی نہیں کیا نہ میں اس کی پیشگوئی سے کبھی ڈرا میں ہمیشہ اور اب بھی اپنے بورگان اسلام کا پیر درہا ہوں۔“ (سلطان محمد بیگ ساکن پی ۲۲/۳/۳)

مرزا سلطان محمد صاحب کو خدا جزاۓ خیر دے کیسا شریفانہ کلام کیا مختصر مضامون میں سب کچھ بھر دیا۔ پیشگوئی سے ڈرانیں۔ پیشگوئی کی تصدیق تمیں کی۔ کیا ہی شریفانہ انداز میں سب کچھ کہہ گیا مگر بازاری لوگوں کی طرح بد کلامی نہیں کی۔

اجمی دوستو! مرزا سلطان محمد آج کم میں پٹی ضلع لاہور میں زندہ ہے۔

مزید تشغیل کے لئے اس سے ملوادر مرزا صاحب آنجمنی کا ان کو پیغام پہنچاؤ کرے:

میرے مجتوں! تیرا کیا حال ہوا میرے بعد

چو تھی پیشگوئی

منکوحہ آسمانی محمدی بیگم بنت مرزا احمد بیگ ہو شیار پوری

کے نکاح مرزا میں آنے کے متعلق

اس پیشگوئی کے متعلق ابتدائی بیان مرزا صاحب کا کتاب ہذا میں درج ہو چکا ہے۔

اس کی سمجھیل میں مرزا صاحب کا مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ ہو۔ آپ فرماتے ہیں :

”اس پیشگوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیشگوئی فرمائی ہے کہ ”یتزووج ویولد لہ“ یعنی وہ سچے موعود بیوی کرے گا اور نیز وہ صاحب اولاد ہو گا۔ اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرتا عام طور پر مقصود نہیں۔ کیونکہ عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔ اس میں کچھ خوبی نہیں بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے جو بطور نشان ہو گا اور اولاد سے وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیشگوئی موجود ہے۔ گویا اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل مسکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرمادے ہیں کہ یہ باتیں ضرور پوری ہوں گی۔“

(ضییر انجام آخر حاشیہ ص ۵۳، خزانہ حج ۱۴۲۷ھ)

ہاظرین! اب کس کی مجال ہے کہ بعد فیصلہ نبوی اس پیشگوئی کی نسبت کوئی بر اخیال ظاہر کرے بلکہ ہر مومن کا فرض ہے کہ فیصلہ نبویہ علی صاحبہا افضل الصلة والتحیہ پر آمنا وصدقنا فاکتبنا مع الشاهدین کہہ کر ایمان لائے۔ اس لئے ہم تو ایمان لے آئے کہ سچے موعود کی علامت بے شک یہ ہے کہ مرزا صاحب کے حق میں ایسا ہوا بھی؟۔

آہ! مرزا صاحب اور ان کے مرید زندگی میں تو اس کی امید یہی دلاتے رہے اور یہی کہتے رہے کہ ہو اکیا فریقین (نئے مسکوح) زندہ ہیں پھر نامیدی کیا۔ نکاح ہو گا اور ضرور ہو گا۔ لیکن جوں مرزا صاحب کا بڑا غالب آتا گیا اس امر میں مرزا صاحب کو نامیدی غالب آئی گئی تو آپ نے اس کے انجام پر نظر رکھ کر ایک نئی طرح ڈالی جو آپ کی کتاب حقیقت الوحی سے ہم ہاظرین کو دکھاتے ہیں۔

فرماتے ہیں :

”احمد بیگ کے مرنے سے برا خوف اس کے اقادب پر غالب آگیا میاں تک کہ بعض نے ان میں سے میری طرف عجز و نیاز کے خط بھی لکھتے کہ دعا کرو۔ پس خدا نے ان کے

اس خوف اور اس قدر غبرہ نیاز کی وجہ سے پیشگوئی کے وقوع میں تاخیر ڈال دی۔

(حقیقت الوجی ص ۱۸، خزانہ حج ۲۲ مص ۱۹۵)

یہاں تک تو ہمارا کوئی نقصان نہیں تھا تا خیر پڑ گئی تو خیر حکم دیر آئید درست آئید

۔ انجام تھیر ہوتا تو ہم بھی معرض نہ ہوتے مگر یہاں تو حالت ہی دگر گوں ہے کہ مرزا صاحب کو خود ہی اس پیشگوئی کے وقوع میں ایسا ترد ہوا کہ اسی کتاب حقیقت الوجی کو شائع کرنے سے پہلے اسی کتاب کے دوسرے مقام پر آپ نے اس تاخیر کے ساتھ ”فتح“ بھی لگایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

”یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت کا نکاح آسمان پر میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہمہ بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی جو اسی وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ : ”ایتها المرأة توبى توبى فان البلاء على عقبك“ پس جب ان لوگوں نے شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فتح ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تمہارہ حقیقت الوجی ص ۱۳۲، خزانہ حج ۲۲ مص ۵۷۰)

ناظرین! یہاں پر تو پہلے کی نسبت ایک لفظ اور بڑھایا ہے۔ پہلے جوالہ میں صرف تاخیر تھی اب فتح بھی بڑھادیا ہے۔ مگر دور گلی کو نہیں چھوڑا۔ آہ کس آن بان سے کہتے ہیں نکاح فتح ہو گیا یا تاخیر میں پڑ گیا۔ پورا یقین نہیں۔

حضرات! آپ لوگ جو عرصہ سے اس نکاح کے ولیم کی دعوت کے منتظر ہوں گے اس عبارت میں فتح نکاح کا لفظ سن کر ہلکا ہو گئے ہوں گے اور آپ لوگوں کے منہ سے شاید یہ شعر نکلا ہو گا :

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال

اب آرزو یہ ہے کہ کبھی آرزو نہ ہو

حکیم نور الدین قادریانی نے اپنے رسائل آئینہ میں یہی عبارت نقل کر دیتی کافی۔ کبھی

ہے۔ اسی عبارت سے مرزا غلام احمد قادریانی اپنے مخالفوں کو ڈانتے ہیں کہ تم لوگ کیسے ہو کہ

ایسے خدا کو مانتے ہو جو وعدہ عذاب ٹال نہیں سکتا۔ ہمارا خدا تو جو چاہے کر سکتا ہے۔ وعدہ کس کے پورانہ کرے تو بھی کوئی اس کو پوچھنے والا نہیں دغیرہ۔ مگر ان سے کوئی یہ نہیں پوچھتا کہ یہ نکاح تو عذاب نہ تھا بلکہ یہ نکاح تو بقول آپ کے ان کے حق میں بڑی خیر و برکت کا موجب تھا اس کو عذاب سے کیوں تبیر کرتے ہیں اور اس کو ملاتے کیوں ہیں۔ کیا نبی کی حرم محترمہ بجا عذاب ہے؟۔

اور سنئے! چونکہ بقول آپ کے پیغمبر خدا ﷺ نے اس نکاح کو سچے موعود کی علامت قرار دیا تھا۔ (ملاحظہ ہو رسالہ ضمیمہ انجام آخر تم حاشیہ ص ۵۳، خزانہ حج ۱۱ ص ۷۳) تو چونکہ مرزا غلام احمد قادریانی اس نکاح کے بغیر ہی انتقال فرمائے ہیں۔ کیا ہمارا حق ہے کہ بوجہ ہم مقررہ علامت نہ پائے جانے کے مرزا غلام احمد قادریانی کی نسبت اپنا اعتقاد یوں ظاہر کریں:

رسول قادریانی کی رسالت

حالت ہے جہالت ہے بطلالت

اس پیشگوئی نے قادریانی مشن کے بڑے بڑے میردوں کو متوا لاہار کھاہے وہ ایسی بیکی بیکی باتمیں کرتے ہیں کہ اس دیوانگی میں ان کو نہ تضاد کا علم رہتا ہے نہ تاقض کا۔ ایک بڑے جو شیلے نوجوان مگر قادریانی مشن کے بڑے کارکن (قاضی اکمل) لکھتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب نے اس الامام کے سمجھنے میں غلطی کھائی۔ (دیکھو رسالہ تخفیذ الاذہان حج ۸ شمارہ ۵ بابت ماہ مئی ۱۹۱۳ء ص ۲۲۲) لیکن ہمارے مخاطب جناب حیم صاحب نے اس نکاح کی بابت نہ غلطی کا اعتراف کیا۔ اس فتح کا اطمینان فرمایا بلکہ کمال خوشی ہے کہ نکاح صحیح رکھا مگر نہ رکھنے سے بدتر۔ آپ ان آیات کو نقل کرتے ہیں جن میں خدا تعالیٰ نے زمانہ رسالت کے موجودہ بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ ہم نے تمہارے ساتھ یہ کیا وہ کیا۔ حالانکہ ان کے بزرگوں کے ساتھ کیا تھا۔ ان آیات کو لکھ کر فرماتے ہیں:

”اب تمام اہل اسلام کو جو قرآن کریم پر ایمان لائے اور لاتے ہیں ان آیات کا یاد

دلانا مفید سمجھ کر لکھتا ہوں کہ جب مخاطبہ میں مخاطب کی اولاد مخاطب کے جانشین اور اس کے مثال دا غل ہو سکتے ہیں تو احمد بیگ کی لڑکی کیا داخل نہیں ہو سکتی اور کیا آپ کے علم فرائض میں بہات الہنات کو حکم نہیں مل سکتا؟ اور کیا مرزا کی اولاد مرزا کی عصہ نہیں۔ میں نے بارہا عزیز میاں محمود کو کہا کہ اگر حضرت کی وفات ہو جائے اور یہ لڑکی نکاح میں نہ آئے تو میری عقیدت میں تزلزل نہیں آئتا۔ پھر کی وجہ بیان کی والحمد لله رب العالمین!

حکیم صاحب کی عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرزا سے نکاح نہیں ہوا تو مرزا صاحب کے در لڑکے، لڑکے دز لڑکے، لڑکے در لڑکے، لڑکے در لڑکے تاقیامت اور ادھر ہر منکوحہ کی لڑکی در لڑکی، لڑکی در لڑکی، لڑکی در لڑکی تاقیامت ان میں کبھی نہ کبھی رشتہ ضرور ہو جائے گا۔ وہ! کیا کہنے ہیں۔ بات تو خوب سو جھی۔

حکیم صاحب! آپ کی کوشش سے بات تو نہ جاتی کہ اس کا کیا علاج ہو کہ جناب مرزا صاحب جن کی تصدیق کے لئے آپ یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔ اس نکاح کو خاص اپنی علامت صداقت بتا رہے ہیں اور حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ کے دستخط بھی اس علامت پر کراچکے ہیں۔ (ضییرہ انجام آنکھم حاشیہ ص ۵۳، خزانہ حج ۱۱، ص ۲۳۲) اس لئے وہ آپ کی چلنے نہیں دیں گے۔ رہی آپ کی عقیدت۔ سواس کی بابت تو یہی جواب ہے جس صورت میں آپ جیسوں کا نہ ہب ہے:

پھرے زمانہ پھرے آسمان ہوا پھر جا
بتون سے ہم نہ پھریں ہم سے گو خدا پھر جا
تو آپ کی عقیدت کا متزلزل نہ ہونا کونسا کمال ہے۔ قرآن مجید میں پہلے ہی پارے
میں اس کی تصدیق ملتی ہے: (ختم اللہ علیٰ قلوبہم)!

مرزا کی دستو! یہی قلقدہ ہے جو تم یورپ تک پہنچانا چاہتے ہو؟ (اف)

مرزا صاحب پر اس بارے میں اعتراض ہوا تو آپ نے اس کو اعتراض اور جواب

کے عنوان سے ذکر کیا ہے۔ غور سے سننے!

”اعتراض پنجم: مسماۃ محمدی یعنی کو دوسرا شخص نکاح کر کے لے گیا اور وہ دوسری جگہ بیا ہی گئی۔ الجواب: وحی الہی میں یہ نہیں تھا کہ دوسری جگہ بیا ہی نہیں جائے گی بلکہ یہ تھا کہ ضرور ہے۔ اول دوسری جگہ بیا ہی جائے سو یہ ایک پیشگوئی کا حصہ تھا کہ دوسری جگہ بیا ہی جانے سے پورا ہوا۔ الحام الہی کے یہ لفظ ہیں: ”سیکفیکهم اللہ ویردہا الیک۔“ یعنی خدا تیرے ان مخالفوں کا مقابلہ کرے گا اور وہ جو دوسری جگہ بیا ہی جائے گی خدا بھر اس کو تیری طرف لائے گا۔ جانتا چاہئے کہ رد کے معنے عربی زبان میں یہ ہیں کہ ایک چیز ایک جگہ ہے اور وہاں سے چلی جائے اور پھر واپس لاکی جائے۔ پس چونکہ محمدی اقتارب میں بلکہ قریب خاندان میں سے تھی یعنی میری چیاز اور ہمیشہ کی لڑکی تھی اور دوسری طرف قریب رشتہ میں ناموں زاد بھائی کی لڑکی تھی یعنی احمد بیگ کی۔ پس اس صورت میں رد کے معنے اس پر مطابق آئے کہ پہلے وہ ہمارے پاس تھی اور پھر وہ چلی گئی اور قصبه پی میں بیا ہی گئی اور وعدہ یہ ہے کہ پھر وہ نکاح کے تعلق سے واپس آئے گی۔ سو ایسا ہی ہو گا۔“

(اطہم ج ۹، نمبر ۲۳، ۱۹۰۵ء میں کالم ۲)

خلیفہ صاحب آپ کی خلافت یہی فتوے دیتی ہے کہ اپنے رسول ہاں اپنے سعی موعدوں ہاں مددی مسعود اور کرشن گوپال جی کی تصریحات کے خلاف آپ تاویل کریں۔ آہ! افسوس ڈوٹے کو شکل کا سارا۔

حکیم صاحب! یہ تو بتائیے کہ ہمارا اعتراض یا سوال میشن مرزا یہ یا خلافت نوریہ پر مانا کر آپ کی تاویل صحیح ہو بہت خوب! ہمارا آپ پر اعتراض تو نہ ہو بلکہ نبوت مرزا یہ پر ہو گا اور اس کی بناء اُن کی تصریحات لور تصریحات ہوں گی۔ اور اس!

حکیم صاحب علماء کا عام اصول ہے تاویل الکلام۔ بمعاً برضی بہ قائلہ باطل (کسی کلام کی ایسی تاویل کرنی جو مکمل کے خلاف نشاء ہو غلط ہے) فرمائے آپ کی دیانت امانت راست بازی یہی شادت دیتی ہے کہ آپ مرزا صاحب کی پیشگوئی کی ان کے خلاف

تادیل کرتے ہیں۔ افسوس!

ہمارے خیال میں یہ پیشگوئی الگ صاف ہے کہ زیادہ لکھنے سے ہمارا قلم رکتا ہے۔ اس لئے ناظرین کے حوالے کرتے ہیں۔ ہاں اتنا کہنے سے نہیں رک سکتے کہ مرزا صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق جتنی کوششیں کیں شاید ہی کسی کام کے لئے کی ہوں۔ بہت سے خطوط مختصمن تر غیب و ترہیب مسماۃ کے دارثوں کو لکھنے مگر افسوس کوئی بھی کارگرنہ ہوا۔ بیشہ یہی کہتے چلے گئے:

جدا ہوں یار سے ہم اور نہ ہوں رقیب جدا
ہے اپنا اپنا مقدر جدا نقیب جدا

طفیل! گو یہ پیشگوئی مرزا جی کے الفاظ میں غلط ہوئی تاہم وہ ایک معنی سے پے ہیں۔ کون نہیں جانتا کہ عورتوں کو سوکن کے ساتھ جور نج ہوتا ہے وہ طبی ہے۔ اس لئے غالباً نہیں بالکل یقیناً یہ بات ہے کہ مرزا صاحب کی حرم محترم اپنی سوکن کے نہ آنے کے لئے دست بدعا ہوں گی۔ خدا نے ان کی دعا قبول فرمائی۔ اس لئے یہ کہنا بے جانہ ہو گا کہ ولایت گھر کی گھر میں رہی۔ خاوند نہیں تو بیوی ہی ولی سی۔

مرزا جی کے دوستو! مرزا جی کی الہامی شکست کی باعث زیادہ تر ان کی حرم محترم ہیں کوئی اور نہیں۔ کیا چ ہے:

نگاہِ نکلی نہ دل کی چورِ زلفِ عزیزِ نکلی
اوہ رلا لاملا مٹھی کھول یہ چوری یہیں نکلی

نوت: خاص اس پیشگوئی کے متعلق ہمارا ایک مستقل رسالہ ہے جس کا نام ہے ”نکاح مرزا“ اس میں یہ پیشگوئی مفصل مذکور ہے۔ (یہ بھی احصاب قادریانیت کی جلد ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔ فلحمدللہ! فقیر)

پانچویں پیشگوئی

مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب، مالوی مر جوم اور ملا محمد نقش مالک اخبار جعفر زمی لاهوری اور مولوی ابو الحسن تبتی کے متعلق!

یہ پیشگوئی آخر تم وغیرہ کی پیشگوئیوں سے کہیں بڑھ چڑھ کر ہے۔ کیونکہ اس پیشگوئی سے مرزا جی اور ان کے مخالفوں کا انقلابی فیصلہ ہے۔

ناظرین! اشتمار مندرجہ ذیل پڑھیں۔ مرزا جی لکھتے ہیں:

”میں نے خدا تعالیٰ سے دعا کی ہے کہ وہ مجھ میں اور محمد حسین میں آپ فیصلہ کرے اور وہ دعا جو میں نے کی ہے یہ ہے کہ اے میرے ذوالجلال پر و دگار اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذیل اور جھوٹا اور مفتری ہوں جیسا کہ محمد حسین مالوی نے اپنے رسالہ الشامعۃ اللہ میں بار بار مجھ کو کذاب اور جمال اور مفتری کے لفظ سے یاد کیا ہے اور جیسا کہ اس نے اور محمد نقش جعفر زمی اور ابو الحسن تبتی نے اس اشتمار میں جو ۰۰ نومبر ۱۸۹۸ء کو چھپا ہے میرے ذیل کرنے میں کوئی دقتہ اٹھانیں رکھا۔ تو اے میرے مولا اگر میں تیری نظر میں ایسا ہی ذیل ہوں تو مجھ پر تیرہ ماہ کے اندر ریختنے ۱۵ اد سپتمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک ذلت کی مار وار دکر، اور ان لوگوں کی عزت اور وجہت ظاہر کرو اور اس روز کے جھکڑے کو فیصلہ فرم۔ لیکن اگر اے میرے آقا! میرے مولا! میرے شمش! میری ان نعمتوں کے دینے والے جو تو جاتا ہے اور میں جانتا ہوں تیری جناب میں میری کچھ عزت ہے تو میں عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ان تیرہ میتوں میں جو ۱۵ اد سپتمبر ۱۸۹۸ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء تک شمار کئے جائیں گے شیخ محمد حسین اور جعفر زمی اور تبتی مذکور کو جنوں نے میرے ذیل کرنے کے لئے یہ اشتمار لکھا ہے ذلت کی ماہ سے دنیا میں رسو اک۔ غرض اگر یہ لوگ تیری نظر میں چھے اور متین اور پرہیز گار اور میں کذاب اور مفتری ہوں تو مجھے ان تیرہ میتوں میں ذلت کی مار سے جباہ کرو اور ان تیری جناب میں بجھے وجہت اور عزت ہے تو میرے لئے یہ نشان ظاہر فرم اکار ان تینوں کو

ذلیل اور رسوالور : ” ضربت علیہم الذلة . کما مصدق اکر۔ آئین ثم آمین !
یہ دعا تھی جو میں نے کی۔ اس کے جواب میں الہام ہوا کہ میں ظالم کو ذلیل اور
رساکروں گا اور وہ اپنے ہاتھ کاٹے گا اس لور چند عربی الہامات ہوئے جو ذلیل میں درج کئے
جائتے ہیں :

” ان الذين يصدون عن سبیل اللہ سینا لهم غضب من ربهم
ضرب الله اشد من ضرب الناس . انما امرنا ای اردنا شيئاً ان نقول له
کن فیکون . اتعجب لامری انی مع العشاق انی انا الرحمن
ذو المجد والعلی یعصّ الظالم علی یدیه ویطرح بین یدی . جزاء سیئة
بمثلاها وترهقهم ذلة . مالهم من الله من عاصم فاصبر حتى یاتی الله
بامرہ ان الله مع الذين اتقوا والذین هم محسنوں . ”

یہ خدا تعالیٰ کافیلہ ہے جس کا ماحصل ہی ہے کہ ان دونوں فریق میں سے جن کا
ذکر اس اشتہار میں ہے یعنی یہ خاکہ ایک طرف اور شیخ محمد حسین اور جعفر زملی اور مولوی
ابوالحسن تھی دوسری طرف خدا کے حکم کے بیچے ہیں۔ ان میں سے جو کاذب ہے وہ ذلیل
ہو گا۔ یہ فیصلہ چونکہ الہام کی بناء پر ہے اس لئے حق ۱۲۰ سے لئے ایک کھاکھلانشان
ہو کر ہمایت کی راہ ان پر کھولے گا۔ اب ہم ذلیل میں شیخ (جوئن) محمد حسین کا وہ اشتہار
لکھتے ہیں جو جعفر زملی اور ابوالحسن تھی کے نام پر شائع کیا گیا ہے۔ تا خدا تعالیٰ کے فیصلہ کے
وقت دونوں اشتہارات کے پڑھنے سے طالب حق عبرت اور نصیحت پکڑ سکیں اور عربی

..... ہاتھ کاٹے گا سے مراد یہ ہے کہ جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے
نا جائز تحریر کا کام لیا وہ ہاتھ اس کی حرمت کا موجب ہوں گے۔ وہ افسوس کرے گا کہ کیوں یہ
ہاتھ ایسے کام پر چلے۔ (مرزا قادریانی)

۱۲۔ بے شک اس الحکم الحاکمین نے ایسا ہی کیا۔ الحمد للہ !

الہامات کا خلاصہ مطلب یہی ہے کہ جو لوگ بچے کی ذلت کے لئے بذبانی کر رہے ہیں اور منسوبے باندھ رہے ہیں۔ خدا ان کو ذلیل کرے گا اور میعاد پندرہ دسمبر ۱۸۹۸ء سے تمہارے مینے ہیں۔ جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے اور ۲۳ دسمبر ۱۸۹۸ء تک جو دون ہیں وہ تو پہ اور رجوع کے لئے ملت ہے۔ فقط! (اشتار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۵۴۰)

یہ عبارت جس زورو شور سے لکھی گئی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے کسی مزید پوچش یا تشریع کی حاجت نہیں۔ عبارت ذکر کردہ اپنا مطلب صاف اندازہ کر رہی ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب اور ان کے دونوں رفیقوں پر خدا جانے کس قسم کا خرق عادت عذاب نازل ہو گا۔ کیا ان کی گستاخی جو خداوندان کی بھی نہ کرے۔ کوئی بڑی ہی سخت آفت آنے والی تھی جس کی بابت مرزا جی نے رسالہ راز حقیقت میں تیرہ مینوں تک بڑے صبر سے اپنے مریدوں کو آخری فیصلہ کے انتظار کرنے کا حکم دیا تھا لور سخت تاکید کی تھی کہ اس فیصلہ کے خلف رہیں۔ رسالہ راز حقیقت میں فرماتے ہیں:

”میں اپنی جماعت کے لئے خصوصیہ اشتہار شائع کرتا ہوں کہ وہ اس اشتہار کے نتیجہ کے منتظر ہیں کہ جو ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء کو بطور مبالغہ شیخ (مولوی) محمد حسین ٹالوی اشاعۃ المسنہ اور اس کے دور فیقوں کی نسبت شائع کیا گیا ہے جس کی میعاد ۱۵ جنوری ۱۹۰۰ء میں ختم ہو گی۔ اور میں اپنی جماعت کو چند لفظ بطور تفصیح کرتا ہوں کہ وہ طریق تقویٰ پر پنج ماہ کریا وہ گوئی کے مقابلے پر یادہ گوئی نہ کریں اور گالیوں کے مقابلے میں گالیاں نہ دیں۔“ ہبہت کچھ ٹھنڈھا اور فہمی نہیں گے جیسا کہ وہ سن رہے ہیں مگر چاہئے کہ خاموش رہیں اور تقویٰ اور نیک بختی کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فینیکے کی طرف نظر رکھیں۔ اگر وہ چاہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی نظر میں قابل تائید ہوں تو صلاح اور تقویٰ اور صبر کو ہاتھ سے نہ جانے دیں۔ اب اس عدالت کے سامنے مسل مقدمہ ہے جو کسی کی بر عایت نہیں کریں اور گستاخی کے طریقوں کو نہ پسند نہیں کرتی۔ جب تک اتنا عدالت کے کرے سے باہر ہے۔ اگرچہ اس کی بدی کا بھی موافقہ ہے مگر اس شخص کے جرم کا موافقہ بہت سخت ہے جو عدالت کے سامنے کھڑے

ہو کر بطور گستاخی اور شکاب جرم کرتا ہے اس لئے میں تمیں کتابوں کے خدا تعالیٰ کی عدالت کی توہین سے ڈرو اور نزی اور تواضع اور صبر اور تقویٰ اختیار کرو اور خدا تعالیٰ سے چاہو کہ وہ تم میں اور تمہاری قوم میں فیصلہ فرمادے۔ (راز حقیقت ص ۱۲، تجزیہ آنچ ۱۳ ص ۱۵۳، ۱۵۴)

اس نے صاف سمجھ میں آتا تھا کہ ان تیرہ میتوں کے بعد مرزا جی سے مخالفوں کا تعطی فیصلہ ہو جائے گا۔ ایسا کہ کسی دوست دشمن کو چوں و چڑا کرنے کی متجہائش نہ رہے گی۔ وہ فیصلہ کیا ہو گا مثل فتح مکہ کے آخری فیصلہ ہو گا۔ مگر افسوس کہ یہ پیشگوئی بھی بقول شفیع:

تھے دو گھنٹی سے شیخ جی۔ شیخ بھارتے

وہ ساری ان کی بیٹھنی جھٹڑی دو گھنٹی کے بعد

کوہ کندن و کاہ بر آوردن کی مصداق ہوئی۔ چنانچہ آج (ستمبر ۱۹۱۳ء) کو تیرہ سال ہونے کو ہیں مگر مولوی محمد حسین صاحب لورانے ہر دور فیض پیشگوئی زدہ برادر زندہ اس سلامت بلا کلفت مرزا یوں کے سامنے موجود ہیں۔ اس پیشگوئی کا بھی جو مرزا جی نے حشر کیا وہ بھی با ظریں کو سناتے ہیں:

یاد رہے کہ کوئی ایسا سوال نہ ہو گا جس کا مرزا جی نے جواب نہ دیا ہو۔ کیونکہ بقول (ملا آن باشد کہ چھ ششود) ممکن نہیں کہ مرزا جی خاموش ہوں۔ یہ تاویل تونہ چل کر یہ ٹیوں صاحب دل میں ڈر گئے۔ صوم و صلوٰۃ کے پامہد ہو گئے۔ ورنہ قسم کھائیں۔ کیونکہ

۱۔ مولوی صاحب موصوف ۲۹ جنوری ۱۹۲۰ء کو انتقال کر گئے اور مرزا صاحب ۲۶ ستمبر ۱۹۰۸ء کو ان سے پلے ہی انتقال کر گئے تھے۔ آہ! آج ہم ان دونوں مقابلین کو نہیں دیکھتے۔ تھے ہے:

گو سلیمان زماں بھی ہو گیا

تو بھی اے سلطان آخر موت ہے

یعنی مرزا کے سائز ہے گیا رہ سال بعد رحم اللہ!

مرزا جی کو یقین تھا کہ ان صاحبوں کے سامنے قسم کا ہام لیا تو یہ اپنی گردے پر بخدا کے کرمی پری
قسم اٹھائیں گے۔ ان کے مذہب میں تو آنکھ کی طرح بچی قسم کھانی منع نہیں۔ اس لئے اس
میں ایک اور ہی چال چلتے۔ فرمایا کہ：“جس طرح مولوی محمد حسین نے میرے پر فتویٰ کفر کا
لکویا تھا اس پر بھی لگ گیا۔ میں کی میری پیشگوئی کا مدعا تھا اور میں!”

(دیکھو اشتخار ۷ جنوری ۱۸۹۹ء، جمود اشتخار انجمن ۳۲۱۰۸ میں)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ مرزا جی کی پیشگوئی سن کر مولوی ابو سعید محمد حسین
صاحب نے تھیار رکھنے کے متعلق بعض افراد سے تذکرہ کیا کہ میری بابت مرزا نے
پیشگوئی کی ہے۔ مبدأ لیکھرام کی طرح میں بھی مذا جاؤں۔ اس لئے بطور حفاظت خود اختیاری
مجھے تھیار ملنے چاہئیں۔ اس پر مرزا جی کی طلبی ہوئی آکر بتا دیں کہ کیوں ان سے حفظ امن
کی ضمانت نہ لی جاوے۔ چنانچہ مقدمہ بڑے زور و شور سے چلنے لگا۔ اس پر مرزا جی نے یہ تجویز
نکالی کہ کسی صورت سے اس مقدمہ کو خفیف کیا جلوے اور سرکار کے ذہن نشین کیا جاوے
کہ یہ پیشگوئی کوئی قتل و قتالی کی نہیں جیسی کہ مولوی محمد حسین صاحب نے سمجھی ہے۔ بعد
صرف زبانی ذات و رسالت کی ہے۔ یا یوں کہئے کہ صرف اعتباری بات ہے اور پحمد نہیں۔ بعد
مشورہ حاشیہ نشیਆں یہ تجویز ٹھہری کہ ایک آدمی ناواقف علماء سے یہ فتویٰ حاصل کرے کہ
حضرت مددی کے منکر کا کیا حکم ہے۔ چنانچہ وہ شخص بڑی ہوشیدی یا مکاری سے علماء کے
پاس پھر نکلا اور ہر ایک کے سامنے مرزا کی نہمت کرتا اور یہ ظاہر کرتا کہ میں افریقہ سے آیا
ہوں۔ مرزا قادریانی کے مرید وہاں بھی ہو گئے ہیں ان کی بدایت کے لئے علماء کا فتویٰ ضروری
ہے۔ اس پر علماء نے جو مناسب تھا لکھا۔ پس مرزا جی نے جھٹ اسے شائع کر دیا اور جائے
اپنے پر لگانے کے مولوی محمد حسین صاحب پر لگادیا۔ یہ کہہ کر کہ اس نے اشاعۃ اللہ کے
کسی پرچہ میں مددی موعود سے انکار کیا ہے۔ پس جس طرح اس نے مجھ پر فتویٰ لکویا تھا اسی
طرح اس پر لگا۔ میری پیشگوئی کا صرف اتنا ہی مفہوم تھا۔

یہ ہے مرزا جی کی کوشش اور سعی جس سے اپنی پیشگوئیوں کو سچا کرتے ہیں لیکن

دنیا میں ابھی تک سمجھ دار موجود ہیں اور وہ اس بات کو سمجھ سکتے ہیں کہ یہ فتویٰ (اگر ہم مان بھی لیں کہ مولوی صاحب پر ہے اور وہ اس کے مصدقہ بھی ہیں) ہی آپ کی تیرہ ماہ پیشگوئی کا مطلب تھا تو پھر کیا وجہ ہے جس طرح آپ سے علماء اسلام اور اہل اسلام بالکل جملہ امام تنفر ہیں اسی طرح مولوی صاحب اور ان کے دونوں رفیقوں سے کیوں ان کو نفرت نہیں؟۔ بدھ ان کے ساتھ ان کا ایسا خلاطہ ہے کہ ۱۵ اکتوبر ۱۹۰۱ء کو مولوی صاحب موصوف ہی کی کوشش لور لخاڑی سے مولوی عبد الجبار صاحب غزنوی اور مولوی احمد اللہ صاحب امر ترسی اور حافظ محمد یوسف صاحب پٹھر امر ترسی کی بقیہ کدورت بھی بالکل جاتی رہی اور پھر مثل سالن باہمی شیر و شکر ہو گئے۔ پس جس طرح ہم آئھم والی پیشگوئی کی حدث میں ثابت کر آئے ہیں اور آپ سے بھی حوالہ ازالہ اور ہام میں ۷۸۵ دستخط کر آئے ہیں کہ ”انتفاء اللازم یسطلزم انتفاء الملزوم“ یعنی لوازم کے عدم سے ملزم کا عدم لازم ہوتا ہے تو پھر اس پیشگوئی کے کذب میں کیا شہر ہے۔ اگر کوکہ مولوی محمد حسین صاحب نے اپنا مناقفانہ خیال ان سے چھپایا ہے اس لئے علماء اس سے تنفر نہیں ہوئے پھر تو مولوی محمد حسین صاحب آپ کے الام کلنڈر سے داتائی میں بڑھ گئے کہ یہ تو کامیاب ہو گئے اور وہ نہ ہوا جو ذلت کی پیشگوئی کر چکا جو مولوی صاحب کی (بقول آپ کے) ایک ادنیٰ تدبیر سے طیا میٹ ہو گئی۔ علاوه اس کے مرزا جی نے اپنے حاشیہ پر اپنی مراد بھی بتلائی ہوئی ہے جس کو ہم نے بھی اس کے مقام میں حاشیہ پر نقل کر دیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ ہاتھ کائیں سے مراد یہ ہے کہ :

”جن ہاتھوں سے ظالم نے جو حق پر نہیں ہے ناجائز تحریر کا کام لیا ہے وہ ہاتھ اس کی حرمت کا موجب ہوں گے۔ وہ افسوس کرے گا کہ کیوں یہ ہاتھ کائیے کام پر چلے۔“

(اشتار ۲۱ نومبر ۱۸۹۸ء حاشیہ، مجموع اشتارات ج ۳ میں حاشیہ ۶۱)

مرزا جی کی یہ تشریع صاف بتلائی ہے کہ مولوی محمد حسین صاحب پر جب وہ عذاب تیرہ ماہ نازل ہو گا۔ تو وہ ان تحریروں پر نادم اور شرمندہ ہوں گے جو انہوں نے مرزا کے خلاف لکھی ہیں اور انہیں پر ہاتھ کا ٹیک گے۔ مگر افسوس کہ تیرہ ماہ تک تو کیا آج تک بھی

مولوی صاحب موصوف جیسے کچھ ان تحریروں پر نادم ہیں سب کو معلوم ہے ابھی چند ہی روز کا ذکر ہے کہ مولوی صاحب نے اشاعت اللہ میں بدستور اپنا خیال مرزا کی نسبت دیا ہی بتایا ہے جیسا کہ وہ سالیں میں بتایا کرتے تھے۔ یا جس کا وہ حق دار ہے۔

مرزا جی بھی چونکہ اصل میں دانا ہیں وہ جانتے ہیں کہ میری ایسی دلکشی با توں پر گو کم فهم تو لٹھ ہو رہیں گے اور ”سبحان اللہ آمنا وصدقنا فاكتبنا مع الشاهدين۔“ کہیں کے مگر آخر جہاں داناوں سے خالی نہیں۔ اس لئے وہ اس فکر میں سوچتے رہتے ہیں۔ چنانچہ انہوں نے سوچا کہ فتویٰ کی بامت جو کارروائی ہم نے بھد کو شش کی ہے اور مولوی محمد حسین صاحب کو اس پیشگوئی کا مصداق بتایا ہے یہ تو ایک معمولی کی بات ہے جو کوئی جاہل سے جاہل بھی نہ مانے گا۔ خاص کر اس وجہ سے کہ جن علماء نے ہمارے فریب اور دھوکے سے مولوی محمد حسین صاحب پر فتویٰ لگایا ہے انہی کے نزدیک مولوی صاحب موصوف کی وہ عزت ہے کہ باوجود یہ وہ اپنے کاموں میں ہمیشہ مستغنى ہیں اور کبھی کسی کو اس کام میں جوان کے متعلق ہو چندہ وغیرہ کی زبانی تر غیب بھی نہیں دیا کرتے۔ انہوں ہی نے مولوی صاحب کے مقدمہ میں از خود بھض ہمدردی سے احباب کے مکانوں پر جا جا کر چندہ لیا اور اپنی ہمدردی کا ثبوت دیا۔ اس لئے مرزا جی نے سوچ چار کر کے چند ایک اور ذلتوں کی فہرست تیار کی:

(۱)..... یہ کہ اس (مولوی صاحب) نے میرے ایک الامام پر اعتراض کیا کہ عجبت کا صل لام نہیں آتا۔ یعنی عجبت لے کلام صحیح نہیں۔ حالانکہ فصحاء کے کلام میں لام آتا ہے۔ اس سے اس کی علمی بے عزتی ہوئی۔

(۲)..... یہ کہ صاحب ڈپی کشر گرو اسپرور نے مقدمہ ہمارے حق میں کیا اور اس کو سخت وست کیا۔ بلکہ اس سے عمد لے لیا کہ آئندہ کو مجھے دجال کا دیانی سما فرد وغیرہ نہ کے گا۔ جس سے اس کی تمام کوشش مجھ کو برداشت کرنے اور کملانے کی خاک میں مل گئی۔ اور اس نے اپنے فتوے کو منسوخ کر دیا۔ یعنی اب وہ میرے حق میں کفر کا فتویٰ نہ دے گا۔

(۳)..... یہ کہ مولوی محمد حسین نے میرے حق میں انگریزی لفظ ڈسچارج کا

ترجمہ غلط سمجھا۔ یہ اس کی بے عزتی کا موجب ہے۔
 (۲)..... یہ کہ اس کو زمین ملی زمیندار ہو گیا۔ یہ بھی ذلت ہے کیونکہ حدیث
 میں آیا ہے کہ جس گمراں میں کھنچ کے آلات داخل ہوں وہ نیل ہو جاتا ہے۔
 (اشتار ۷ اد سپتامبر ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتراحت ج ۳ ص ۲۱۵۲۱۹۶)

ناظرین! یہ ہیں مرزا جی کی پیشگوئیاں اور یہ ہیں ان کے تمام اور یہ ہیں ان کے
 دعاویٰ درسات۔ کیا کہنے ہیں۔ ہمیں تو شرم آتی ہے کہ ہم ان کے متعلق کیا لکھیں۔ کیونکہ
 ہمارے خیال میں تو ان کا دعویٰ ہی ان کی مکذبی کو کافی ہیں۔ بغیر طیکہ کسی کے دماغ میں
 عقل سلیم اور فہم مستقیم ہو۔ دیکھئے جنوری ۱۸۹۹ء، مجموعہ اشتراحت ج ۳ ص ۱۱۲۳۱۰۹
 کے اشتراحت میں جبکہ مقدمہ دائر تھا۔ تخفیف الزام کے لئے یادِ العالت کو دھوکہ دینے اور عام
 رائے کو اس طرف پھیرنے کے لئے ایک فتویٰ شائع کر دیا کہ مولوی محمد حسین صاحب پر
 میری پیشگوئی پوری ہو گئی جس کا ذکر ہم پہلے کر آئے ہیں۔ بھلا اگر یہ جنوری سے پہلے آپ کی
 پیشگوئی پوری ہو چکی تھی تو بعد کے واقعات کو اس میں کیوں داخل کرتے ہو۔ لام کے انکار
 والی بات کا کوئی ثبوت ہی نہیں۔ باقی امور نمبر ایک و نمبر دو تو ۲۴ فروری ۱۸۹۹ء کے دن
 جس روز فیصلہ ہوا تھا ظاہر ہوئے تھے جو ۷ جنوری ۱۸۹۹ء سے ڈیڑھ میسینہ بعد کا واقعہ ہے اور
 عطیہ زمین تومدت کے بعد ہوا ہے۔ پھر ان کو پیشگوئی کے مصادق بنا۔ جس کا صدق ان سے
 پہلے بدلوں ہو چکا ہو کیا ہماری تصدیق نہیں کہ مرزا جی کو خود اپنی ہی تقریر میں جو سراسر مطلع
 سازی سے تیار کی گئی ہوتی ہے شبہات رہتے ہیں۔ نہیں بلکہ دل سے اس کو جھوٹ اور قابل
 رد جانتے ہیں۔ آخر وہ دانا صاحب تحریر ہیں۔ کیوں نہ سمجھیں۔

یہ تو ان نمبروں پر مجملًا گفتگو تھی۔ مفصلایہ ہے کہ نمبر اول توبے ثبوت ہے ہمیں
 معلوم نہیں مولوی صاحب نے کب اور کس پیرا یہ میں اعتراض کیا مرزا جی اور مرزا جی پارٹی
 کے حوالجات ہمارے نزدیک بالخصوص اپنی تائید کے متعلق بختم اصول حدیث معتبر نہیں۔ نہ
 مرزا جی نے مولوی صاحب کی کسی تحریر کا حوالہ دیا ہے۔ بغرض مزید تحقیق ہم نے سوچا کہ

ابھی تو مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب زندہ ہیں۔ اگر ان کی زندگی میں فیصلہ نہ ہوا تو کب ہو گا۔ اس خیال سے ایک خط ان کی خدمت میں بھجا۔ تو آپ نے ۲۳ نومبر ۱۹۰۲ء کو پچ نمبر ۱۲۳ ضلع جھنگ سے جواب دیا جو درج ذیل ہے:

السلام علیکم! مرزا جھوٹ لکھتا ہے۔ میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ جب کامل امام کبھی نہیں آتا۔ حدیث مشکلة: ”عجبناه یسئله ویصدقه“ مجھے بخوبی نہیں گئی۔ میں نے کہا تھا کہ قرآن میں عجب کامل من آیا ہے۔ قالوا اتعجبین من امرالله! (ابو سعید)

مرزا جی کسے آپ کی اصطلاح میں مجد و اور سُکَّ کے لئے ایمانداری اور راست میانی بھی ضروری شرط ہے یا نہیں۔ غالباً وہ اس کے اگر یہ صحیح ہے کہ کسی لفظ کا مسئلہ غلط بھئے سے عالم کی ذلت ہوتی ہے ایسی کہ وہ کسی امام کی زد میں آ جاتا ہے تو آپ کی کس قدر ذلت ہوئی ہو گی جب اشاعت اللہ میں آپ کی عربی افلاط کی ایک طویل نہرست چھپی تھی جس کا جواب آج تک آپ سے نہ ہو سکا۔ اسی رسالہ میں ہم نے آپ کی ایسکی الہامی عبادت نقل کی ہے کہ عالم تو امام کوئی خوبی پڑھتا ہو اطالب علم بھی ایسی غلطی نہ کرے گا کہ ست اپ کی تیز منفرد لکھ کرست

اس مرزا جی عربی رائی کے گھنڈ میں ہمیشہ اعداد کی تیز لکھتے میں غلطی کیا کرتے ہیں۔ کتاب مواہب الرحمن ص ۱۲۹، خزانہ حج ۱۹۱۹ ص ۵۰ پر لکھتے ہیں: ”ان العد واعد لذالك ثلاثة حمادة“ یہاں خداش کی تیز منسوب لکھا ماری۔ پھر اسی صفحہ پر لکھتے ہیں: ”رأييت كانى احضرت محاكمة“ یعنی میں پھری میں حاضر کیا گیا۔ حالانکہ پھری کو محکمہ نہیں بلکہ محکمة کہا چاہئے تھا۔ پھر لکھتے ہیں ”فني جريدة يسمى الحكم“ حالانکہ تسمی چاہئے تھا اور پھر ”علي هذا في جريدة يسمى البدر تسمى بالحكم“ اور بالبدر چاہئے۔ علی ہذا القیاس مگر آخر مرزا صاحب بھی کیا کریں:

جواب بحر کو دیکھو یہ کیا سر انجاتا ہے
تکبر وہ بری شے ہے کہ فوراً نوٹ جاتا ہے

سنہ المام بتلایا ہے۔ پھر ایک جگہ نہیں اسی طرح کئی ایک موقع پر علاوہ اس کے آپ کے اعجازی قصیدے میں بیسیوں غلطیاں (جن کی فرست آگئے آتی ہے) ہونے سے بھی آپ کا مجزہ بد ستور اور آپ کے اعجازی دم ختم حال مگر مولوی محمد حسین صاحب کو عجب کامل لام معلوم نہ ہونے سے (حالانکہ قصہ بھی غلط) ایسی ذات پہنچ کر خدا کی پناہ۔

مرزا جی کہنے کہ آپ کی عزت جاث کی پہنچ لیں عز توں کی مصداق تو نہیں؟۔

دوسری بات کے متعلق ہم کچھ زیادہ نہیں کہ سکتے کہ مقدمہ میں کس ذلت ہوئی۔ مطبوعہ فیصلہ ہمارے سامنے ہے اس کی کل دفعات ہم نقل کرتے ہیں۔ ناظرین خود ہی اندازہ لگائیں گے کہ یہ فیصلہ کس کے حق میں مفید ہوا۔ وہاںہا!

(۱) تین (مرزا) ایسی پیشگوئی شائع کرنے پر ہیز کروں گا جس کے یہ مختہ ہوں یا یہے مختہ ہوں۔ یعنی جائیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچ گئی۔ یادہ مورد عتاب اُنہی ہو گا۔

(۲) میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں ہے وہ نہ شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا یہے نشان ظاہر کرنے سے۔ وہ مورد عتاب اللہ ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

(۳) میں کسی چیز کو المام جتا کر شائع کرنے سے محظی رہوں گا جس کا یہ مختار ہو یا جو ایسا اختصار کرنے کی معقول وجہ رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو ہو یا میسائی) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب اللہ ہو گا۔

(۴) میں اس امر سے بھی باز رہوں گا کہ مولوی ابو سعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیر کے ساتھ مباحثہ کرنے میں کوئی دشام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال ہو۔ یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کروں جس سے ان کو درد پہنچے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ کس ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیر کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب

بطالوی نہیں لکھوں گا۔ میں ان کی پرائیوٹ زندگی یا ان کے خاندانی تعلقات کی نسبت کچھ شائع نہیں کروں گا۔ جس سے ان کو تکلیف پہنچنے کا عقلاء احتمال ہو۔

(۵) میں اس بات سے بھی پرہیز کروں گا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا ان کے کسی دوست یا پیر و کو اس امر کے مقابلہ کے لئے بلاوں کو وہ خدا کے پاس مبلد کی درخواست کریں تاکہ وہ ظاہر کرے کہ فلاں مباحثہ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔ نہ میں ان کو یا ان کے کسی دوست یا پیر و کو کسی شخص کی نسبت کوئی پیشگوئی کرنے کے لئے بلاوں گا۔

(۶) جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے تمام اشخاص کو جن پر میرا کچھ اڑیا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی جائے خود اسی طریق پر عمل کریں جس طریق پر کارہد ہونے کا میں نے دفعہ ۲۶۱ میں اقرار کیا ہے۔

اس امر کا خارجی ثبوت کہ اس فیصلہ نے مرزا جی کا قافیہ کہاں تک بخ کیا ہے لیتا ہو تو مرزا جی کی تحریر ہی سے لججھے۔ مرزا جی کا ایک مطبوعہ اشتمار ہمارے پاس ہے جس سے ان کی بے بسی نمایاں ہے کہ کسی شرح یا حاشیہ کی محتاج نہیں۔ فرماتے ہیں :

”بھی بارہا خدا تعالیٰ مخاطب کر کے فرمآپکا ہے کہ جب تو دعا کرے تو میں تیری ستوں گا۔ سو میں توحیٰ کی طرح دونوں ہاتھ پھیلاتا ہوں اور کہتا ہوں：“رب انى مغلوب” (مگر بغیر ”فانتصر“ کے) میں اس وقت کسی دوسرے کو مقابلہ کے لئے نہیں بلاتا۔ اور نہ کسی شخص کے قلم اور جو رکابِ الہی میں اپیل کرتا ہوں۔“

(اشتمار ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں ۳ صفحہ مجموعہ اشتمارات ج ۳ ص ۱۸۱)

یہ عبارت باواز بلعد صاف کہہ رہے ہے کہ مرزا جی پر اس مقدمہ سے ایسا عرب چھایا ہے کہ خدا سے دعا کرتے ہوئے ”فانتصر“ (میری مدد و کر) بھی نہیں کہہ سکتے۔ باوجود اس کے پھر بھی ڈرتے ہیں کہ گورنمنٹ خلاف عمدی سے باز پرسند کرے تو اس امر کے دفعیہ کو کہتے ہیں کہ میں کسی کو مقابلہ پر نہیں بلاتا۔ اندازی پیشگوئیاں چھن گئیں۔ نبوت کی تائگ ٹوٹ گئی۔ ابھی تک کہے جاتے ہیں کہ اس مقدمہ سے مولوی محمد حسین کی زلت ہوئی کہ اس

کافتوئی کفر منسوخ ہو گیا۔ یہ بھی غلط۔ فتویٰ منسوخ نہیں ہوا صرف مباحثہ میں ایسے الفاظ (دجال کافر وغیرہ) کو لئے سے دونوں فریق کو روکا گیا۔ کسی سائل یا مستفتی کے جواب میں فتویٰ دینے اور اپنی مجلس میں تمہاری نسبت رائے ظاہر کرنے سے ہرگز منع نہیں کیا گیا۔ چنانچہ مولوی محمد حسین صاحب نے اشاعتِ اللہ نمبر ۳ جلد ۹ ابتداء ۱۹۰۲ء میں صاف صاف لفظوں میں آپ کے اس زعم باطل کو رد کر دیا ہے۔ ہم بلا کسی تیشی مولوی صاحب موصوف کے الفاظ نقل کرتے ہیں۔ آپ فرماتے ہیں:

”الغرض اپنے فتویٰ یا اعتقاد کو میں نے نہیں بدلا۔ اور نہ ہی منسوخ کیا اور نہ ہی اس دفعہ چہارم اقرار نامہ کا یہ منشاء ہے صرف مباحثہ میں ان الفاظ کو بالقابل استعمال نہ کرنے کا ذکر نہیں کیا ہے اور یہی اس دفعہ چہارم کا منشاء ہے۔ ناظرین اشتراک مرزادے اد نمبر سے دھوکہ نہ کھائیں۔“ (ص ۷۰)

کسے مرزا جی! ابھی کچھ کہر ہے؟۔ نمبر سوم کا جواب ہم کیا دیں۔ ہاں! یاد آیا مولوی صاحب اگر انگریزی لفظ سچارج کا ترجمہ غلط سمجھنے سے ایسے ذلیل ہو جے کہ آپ کی پیشگوئی کے نصداں عن گئے تو کیا حال ہے ان الاماموں کا جن کو انگریزی میں الامام ہوں اور کتاب کے چھپنے کے بے ترجمہ ہی لکھ دیں اور عذر یہ کریں کہ اس وقت یہاں کوئی مترجم نہیں۔ اس نے بے ترجمہ ہی لکھا جاتا ہے۔ (دیکھو بر این احمدیہ خ چہارم حاشیہ ص ۵۵۶ تجزیہ امن ح ۱۴۲۳)

نمبر چہارم کی بابت تو ہم آپ کی داد دیتے ہیں۔ واقعی زمینداری ایسی ذلت ہے کہ خداد شمن کو نصیب نہ کرے جب ہی تو آپ نے قد کی آبائی ذلت دھونے کو اپنی جائیداد غیر منقول اپنی بیوی کے پاس مبلغ پانچ ہزار پر گروی کر دی ہے۔ لیکن جس روز ان کو خبر ہو گئی کہ زمینداری کی ذلت مرزا جی نے دانستہ میرے گلے مژہ دی ہے تو وہ آپ کو ستائی گی اور کے گی:

کے لاکھوں ستم اس پیار میں بھی آپ نے ہم پر
خدا نخواستہ گر خشکیں ہوتے تو کیا کرتے

ہم چاہتے تھے کہ مرزا جی سے درخواست کریں کہ ہمارے لئے بھی ایسی پیشگوئی کریں جس کا نتیجہ اندھت ہو جو مولوی محمد حسین صاحب کو زمین ملنے سے ہوئی مگر یاد آیا کہ تو نہست نے شاید اسی خوف سے کہ اتنی زمین کہاں سے آئے گی جو مرزا جی کی پیشگوئیوں کے پورا کرنے کو کافی ہو سکے یہ توہیث کسی نہ کسی کو پیشگوئی کا ہدف ہائے رکھیں گے۔ مباراکہ زمین کے نہ ہونے سے کوئی پیشگوئی غلط ہو جائے۔ ایسی پیشگوئیاں کرنے سے ان کو بعد کر دیا۔ افسوس!

ہم نے چاہا تھا کہ حاکم سے کریں گے فریاد وہ بھی قسم سے تیرا چاہئے والا نکلا ہاں! مرزا غلام احمد قادریانی نے جو حدیث پیش کی ہے اس کا مطلب بتانے کو تو جی نہیں چاہتا تھا بلکہ اسی ذخیرہ میں اس حدیث کو رکھنا چاہتے تھے جو مرزا جی کی حدیث وانی اور فرم معالیٰ کا ہے مگر ناظرین کی اطلاع کے لئے بتانا ضروری ہے۔ یہ حدیث جس کے مضمون کی طرف مرزا جی نے اشارہ کر کے ثابت کرنا چاہا ہے کہ مولوی محمد حسین بنالوی صاحب بوجہ زمیدار ہو جانے کے ذیل ہو گئے فاتح قوم کے حال سے متعلق ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جو فاتح قوم یعنی بادشاہ ہو کر زمینداری کی طرف جھک جاوے اور ملک داری سے غافل ہو جائے اور اسی پر کفالت اور قناعت کرے تو وہ ذیل ہو جائے گی۔ یعنی اس کی حکومت اور سلطنت چند نوں میں ہاتھ سے نکل جائے گی۔ (صدق رسیل اللہ فداہ روحی) اسی اصول اور حکمت کی وجہ سے حضرت عمر عربی سپاہیوں کو ایک چھپ بھر زمین بھی نہ دیتے تھے بلکہ آج کل بھی فاتح قوموں کا یہی اصول ہے ورنہ ایسی زمینداری جیسی کہ مولوی محمد حسین صاحب کرتے ہیں۔

اس قسم کی تو آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرام خود کرتے اور کرتے رہے۔ خیر کی زمین اسی طریق پر دی گئی تھی۔

مرزا جی مجدد کے لئے اتنا ہی علم کافی ہے یا اس سے زیادہ کی بھی ضرورت ہے؟

الله رے ایسے سن پا ہے نیازیاں
ہدہ نواز آپ کسی کے خدا نہیں
ناظرین! یہ ہیں مرزا جی کے ہتھنڈے جن سے پیشگوئیاں کو سچا کیا کرتے ہیں جو
در اصل اس شعر کے مصدقہ ہیں:

کار زلف تَسْتِ مشک افشا نی اما عاشقان
مصلحت را قبم تے برا ہوئے چین بسته اند
ہاں! یہ یاد آیا کہ یہ پیشگوئی تین اشخاص سے متعلق تھی جن میں سے صرف مولوی
محمد حسین صاحب ہی کامیاب اور فائز المرام ہوئے مگر دو صاحب ملا محمد علی اور مولوی
ابوالحسن سنتی ہنوز باتی تھے۔ سوان کی نسبت بھی مرزا جی نے ہمیں منتظر نہیں رکھا۔ چنانچہ
فرماتے ہیں: ”ان (دونوں) کی ذلت اور عزت دونوں طیلی ہیں۔“

(اشتخار ۷۱ دسمبر ۱۸۹۹ء م ۱۲، مجموعہ اشتخارات ج ۳ ص ۲۱۶)

چلو چھٹی ہوئی۔ بس ہو چکی نماز مصلی اٹھائیے۔

ہاں مسلمان گور کے حق میں پیشگوئی کے صدق پر مرزا جی نے ایک دلیل بھی دی ہے
جو قابل بیان ہے۔ فرماتے ہیں:

”وہ جعفر زمی (ملا محمد علی) جو گندی گالیوں سے کسی طرح باز نہیں آتا تھا اگر
ذلت کی موت اس پر وارد نہیں ہوئی تواب کیوں نہیں گالیاں نکالت۔“

(اشتخار ۷۲ کورس ۷، مجموعہ اشتخارات ج ۳ ص ۲۰۳)

اس دلیل سے ہمیں ایک قصہ یاد آیا ہمارے شر امر تر میں ایک دیوانی عورت
تحتی اس کو لڑ کے چھیڑا کرتے اور اس کو پوچھ کیاں کہا کرتے تھے جس روز لڑکوں کو تعطیل کا
دن ہوا تا اس دن تو انبوہ کثیر اماں کی خدمت میں حاضر رہتا اور خاطر تو اوضع اچھی کرتا مگر جس
دن لڑکے کام میں معروف ہوتے اس دن اماں جی کہتیں: ”آج شر کے لونڈے مر گئے“ وہی
کیفیت ہمارے الہامی جی کی ہے۔ افسوس کہ یہ بھی غلط۔

ملاند کورہیشہ مرزا جی کی دعوت حسب موقع کرتا رہا اور کرتا ہے۔ قبول کرنا نہ کرنا مرزا جی کا کام ہے۔ وہ توبے چارہ ہیشہ دست بدعاں رہتا ہے :

گر قبول اند زہ عزو شرف

ناظرین کے مزید اطمینان کے لئے ہم ملاند کور کا ایک خط نقل کرتے ہیں۔ جو ہمارے سوال کے جواب میں ہے :

”السلام علیکم! آپ ملا محمد خلیل صاحب کی نسبت ۷ اکتوبر ۱۸۹۹ء کے اشتمار میں مرزا قادریانی نے لکھا ہے کہ آپ ذلت اور خواری کی وجہ سے اس کے مقابلہ سے بازآگئے۔ یا ۷ اکتوبر سے پہلے آگئے تھے۔ آپ حلفیہ بتا دیں کہ یہ ٹھیک ہے؟۔“

اس کا جواب :

”جناب مولانا صاحب و علیکم السلام! مرزا بالکل جھوٹ کرتا ہے۔ مجھے اس کے مقابلہ میں کبھی ذلت اور خواری نہیں پہنچی۔ بلکہ دن بدن خدا کے فضل سے عزت ہوتی رہی اور اس کی پیشگوئیوں کو ہیشہ جھوٹی اور شیطانی احلام سمجھتا رہا۔ میں اس سے ہزار روپیہ بھی نہ لیتا جو وہ آنکھم کو کہہ رہا تھا۔ وہ اب بھی اگر چاہے تو میں قسم کھا سکتا ہوں۔ اس کے شیطان ہونے پر، پھر چاہے وہ ایک سال نہیں دس سال کی بھی پیشگوئی جوادے میرے مضمون اس کی پیشگوئی کے ۷ اکتوبر تک منصلہ ذیل تاریخوں میں بعنوان ذیل لکھتے رہے۔ ۹ دسمبر ۱۸۹۸ء، ۲ اوکتوبر ۱۸۹۸ء، ۳ اوکتوبر ۱۸۹۸ء، ۲۶ دسمبر ۱۸۹۸ء، ۳۰ دسمبر ۱۸۹۸ء، یہ مقابلہ کے پانچ اشتہر تھے۔ ۱۵ افروری ۱۸۹۹ء کو بعنوان ”مرزا کاذب اور ہم“ ۲۰ اپریل ۱۸۹۹ء کو بعنوان ”کئی کاذب کے ساتھ دو باشیں“ ۲۵ جون ۱۸۹۹ء کو بعنوان ” قادریاں کا جھوٹا سچ“ کیم اکتوبر ۱۸۹۹ء کو بعنوان ”الحکم کی غلط نہیں“ ۵ دسمبر ۱۸۹۹ء کو بعنوان ”عجیب جواب“ (عبدہ محمد علی از لاهور کیم اکتوبر ۱۹۰۰ء)

اُن یہ اس کی زندگی کا واقعہ ہے۔

میاولی ابو الحسن تبتی بھی بُریت اپنے دلنِ موضع کیرس ملک تبت میں زندہ
سایامت ہیں۔ سردی کی وجہ سے کبھی نزل زکام ہوا ہو تو انکار نہیں ہو سکتا۔

اس پیشگوئی کے متعلق حکیم نور الدین صاحب سے کچھ نہیں سکا۔ بُری اس کے کہ
محض طوال دینے کو اس پیشگوئی کے متعلق مرزا صاحب کی بڑی بُجھی چوڑی تحریرات درج
کر کے حق طول دیا۔ جسے دیکھ کر بے ساختہ یہ شعر منہ سے نکالتا ہے:

لے تو خر میں لے لوں زبان ناص کی
عجیب چیز ہے یہ طویل مدعا کے لئے

ہاں! ایک بات پر برازور دیا کہ: ”مولوی محمد حسین صاحب کی اولاد نالائق ہے۔

جس سے ان کو سخت تکلیف ہے یہی ذلت ہے۔“ (آنکہ حق نہماں ۲۳۶)

نہایت افسوس کی بات ہے کہ ایک ایسا شخص جو تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آتا ہے
جو لوگ اس کی اصلاح پر روزانکار ہیں۔ ان کے حق میں وہ ایک عام پیشگوئی کرتا ہے
جس کے نتیجے کے لئے وہ تمام اپنے پرانے کو انتظار کرنے کا حکم دیتا ہے۔ مگر انجام کاری یہ دیکھنے
میں آتا ہے کہ اس بڑی پیشگوئی کا جس کو اس مصلحت نے تمام دنیا کے مقابلہ میں شائع کیا تھا عدم
وجود برادر ہوتا ہے۔ آہ کیسا شرم بھے حضرت کا مقام ہے۔ ان لوگوں کے حق میں جو حسب
مثال ”ذوست کو سمجھ کا سارا“ ایسے سارے تلاش کرتے رہتے ہیں۔ ایک طرف پیشگوئی کے
الفاظ کو دیکھیں دوسری طرف اس کے انعام کو دیکھیں تو دونوں میں کوئی مناسبت ہی نہیں
معلوم ہوتی۔

ہاں! آپ نے بطور فخریہ خوب کہا ہے کہ: ”میکھ موعود (مرزا صاحب) کی
جماعت میں حسد اور بغض نہیں۔“ (ص ۲۳۲ اینا)

حالانکہ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں کہ میری جماعت بہت بری اور بڑی بد اخلاق
ہے۔ چنانچہ ان کے اپنے الفاظ یہ ہیں:

”اخی مکرم حضرت مولوی نور الدین صاحب سلیمان اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کر رکھے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص المیت اور تندیب اور پاکدی اور پرہیزگاری اور للہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے مجھے معلوم ہوا ہے کہ بعض حضرات جماعت میں داخل ہو کر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عدم توبہ نصوح کر کے پھر بھی دیے کچھ دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غربیوں کو بھیزایوں کی طرح دیکھتے ہیں۔ وہ مارے تکبر کے سیدھے منہ سے السلام علیک نہیں کر سکتے۔ چہ جائیکہ خوش خلقی اور ہمدردی سے پیش آؤں اور انہیں سفلہ اور خود غرغش اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خود غرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بد امن ہوتے ہیں۔ اور نکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ اور ہوتا ہے بلکہ بسا اوقات گالیوں پر نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں اور کھانے پینے کی قسموں پر نفاذیتیں ہوتی ہیں۔

(اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۳ء، مجموعہ اشتہارات ۲۱، ص ۳۲)

مرزا صاحب کا یہ افسوس ناک کام سن کر مرزا یوں کے حق میں ایک پرانی مثال یاد آتی ہے ”تلی بھی کیا اور رکھا کھلیا“ مرزا سے بیعت کر کے دنیا میں کوئی بھی نہیں اور فائدہ بھی کچھ نہ ہوا۔ شاید یہی متن ہیں :

تمہیدستان تمٹ راچہ سود از رہبر کامل
کہ خفراز آب حیوال تشبہ می آرو سکندر را
اخیر میں ہم اپنے ناظرین کو مرزا جی کی ایک بیش بہا پیشگوئی پر بھی مطلع کرتے ہیں
گواں پیشگوئی کے دن ابھی باقی اس ہیں لیکن ہم ابھی سے چشم برہا ہیں کہ دیکھیں پر وہ عدم سے
کیا کچھ ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مضمون اس پیشگوئی کا حسب معنوں ہر بڑے زور شور کا ہے لہو
صرف دعا ہی ہے گر مرزا قادریانی کی دعا بھی تو صرف دعا ہی نہیں کہ قبول ہو نا خیالی امر ہو۔

اب طبع اول کے وقت دن باتی تھے اب تو کئی برس اور پر ہو گئے۔

مرزا غلام احمد قادریانی سے تو خدا نے صاف کہا ہوا ہے جو تو کئے گا کروں گا۔ جو تو مانگے گا وہیں
گا۔ (حوالہ گز شہزادی صفحات کتاب بذری)

یہ پیشگوئی اشتخار مورخہ ۵ نومبر ۱۸۹۹ء میں ہے جس کی میعاد تین سال ہے۔
ایندہ اس کی جنوری ۱۹۰۰ء ہے اور انتہاء اس کی اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ہے۔ مطلب اس کا یہ
ہے کہ مرزا جی میں اور مرزا جی کے مخالفوں میں کسی تین آسمانی نشان سے فیصلہ ہو گا۔ جو پلے ز
ہوا ہو۔ ناظرین پہلے الفاظ دعا یہ پڑھیں پھر واقعات سے نتیجہ ملاحظہ کریں۔

چھٹی پیشگوئی متعلقہ نشانی آسمانی میعادی سہ سالہ

یہ پیشگوئی ایک دعا کے طور پر بڑے دور قوں میں مرقوم ہے جن کا اصل مطلب
یہ ہے۔ مرزا جی لکھتے ہیں :

”اے میرے مولا! قادر خدا اب مجھے راہ بتلا (آمین)..... اگر میں تیری
جناب میں مستجاب الدعوات ہوں تو ایسا کر کہ جنوری ۱۹۰۰ء سے اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک
میرے لئے کوئی اور نشان دکھلا۔ اور اپنے بعدے کے لئے گواہی دے جس کو زبانوں سے کہلا گیا
ہے دیکھ میں تیری جناب میں عاجز اناہ تھا اٹھاتا ہوں کہ تو ایسا ہی کر اگر میں تیرے حضور میں
سچا ہوں اور جیسا کہ خیال کیا گیا ہے کافر اور کاذب نہیں ہوں تو ان تین سال میں جو اخیر
نہ سبکر ۱۹۰۲ء تک ختم ہو جائیں گے کوئی ایسا نشان دکھلا کر جو انسانی ہاتھوں سے بالاتر ہو۔“

(اشتخار دن نومبر ۱۸۹۹ء، مجموع اشتخارات ج ۳ ص ۱۷۵، ۱۷۸، ۱۷۹)

گویہ الفاظ دعا یہ ہیں مگر مرزا جی اپنے رسالہ اعیاز احمدی کے میں ۸۸، خزانہ
ج ۹۶ پر اس دعا کو پیشگوئی قرار دیتے ہیں۔ پھر ہمارا کیا حق ہے کہ ہم اس کی نسبت یہ
تگان کریں کہ یہ صرف دعا ہی دعا ہے جس کی تبویلت قطبی نہیں اس لئے کہ ایک تو مرزا جی
کی دعا ہے کسی معمولی آدمی کی نہیں۔ مرزا جی تو اپنی دعا کی بات اسی اشتخار کے صفحہ چار پر
فرماتے ہیں :

”جبکہ تو نے مجھے مخاطب کر کے کہا کہ میں تیری ہر دعا قبول کروں گا۔“

(اشتار دنومبر ۱۸۹۹ء، جمود اشتارات ج ۳ ص ۱۷۱)

میں سچ کرتا ہوں گے جب سے مجھے اشتار مذکور ملا ہے آہان کی طرف سے ہر روز ہاتھ رہتا تھا کہ دیکھیں مرزا جی کے مخالفوں کے فیملے کے لئے کیا نشان ظاہر ہوتا ہے۔ جس کے دیکھنے کے بعد لوگوں کو ان کی نسبت جو خیالات ہو رہے ہیں رفع دفع ہو جائیں۔ کیونکہ یہ نشان کوئی معمولی نشان نہ تھا بلکہ ایک عظیم اثنان نشان ہے جس کو سلطان کہتے ہیں جس کی بات خود مرزا تکھتے ہیں :

”سلطان عربی زبان میں ہر ایک قسم کی دلیل کو نہیں کہتے بلکہ اسی دلیل کو کہتے ہیں کہ جو اپنی قبولیت اور روشنی کی وجہ سے دلوں پر قبضہ کر لے۔“ (اشتار ۲۲ اکتوبر ۱۸۸۹ء)
پس جو تعریف مرزا جی نے سلطان کی کی ہے وہی مرزا جی کے اس مطلبہ نشان کی ہے جس کے نہ ہونے پر آپ فیصلہ دیتے ہیں :

”اگر تو (اے خدا) تم برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہو کر دسمبر ۱۹۰۲ء عیسوی تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی نشان نہ دکھائے اور اپنے بعد کو ان لوگوں کی طرح رد کرے جو تیری نظر میں شریار پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تین صادق نہیں سمجھوں گا اور ان تمام تینوں اور الزاموں اور بہتانوں کا اپنے تین مصدقان سمجھوں گا جو میرے پر اگائے جاتے ہیں میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہی مرد و اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا کہ مجھے سمجھا گیا ہے۔“ (بیوک شک آرد الخ)

(مجموعہ اشتارات ج ۳ ص ۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹)

افسوس مرزا جی نے حق ہمیں تین سال تک انتظار میں رکھا۔ دیکھنے دیکھتے ہماری آنکھیں پتھرا گئیں کان بھی سن ہو گئے مگر کوئی آواز ہمارے کا نہیں تک نہ آئی کہ فلاں ایسا نشان

ظاہر ہوا ہے جس سے مرزا جی اور ان کے مخالفوں کا فیصلہ ہو گیا۔ ہم نے کتاب ہذا طبع اول کے وقت یوجہ بے خبری کے چند ایک نشان پیش کئے تھے لیکن امیر صاحب والٹی کا بابل کی وفات پر پر زیرینڈ نٹ امریکہ کی موت یا ملکہ معظمہ قیصر ہند کا انتقال یا یونیگم صاحبہ بھوپال کی رحلت مگر انہوں کے مرزا جی کی پاریمنٹ الاماسیہ نے ان میں سے کسی ایک نشان کو قبول نہ فرمایا بلکہ ایک نئے نشان کی نشان دہی کی فکر میں لگ کر اس پیشگوئی کو بھی سابقہ پیشگوئیوں کی طرح کوہ ندن دکاہ بر آور دن کا مصداق بنایا۔ چنانچہ فرماتے ہیں۔

دس ہزار روپیہ کا اشتہار: یہ اشتہار خدا تعالیٰ کے اس نشان کے اظہار کے لئے شائع کیا جاتا ہے جو اور نشانوں کی طرح ایک پیشگوئی کو پورا کرے گا۔ یعنی یہ بھی اس وہ نشان ہے جس کی نسبت وعدہ تھا کہ وہ اخیر دسمبر ۱۹۰۲ء تک ظہور میں آجائے گا۔

(رسالہ اعجاز احمدی میں ۸۸ نمبر ۱۹۱۹ء ص ۲۰۲)

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ موضع مدھلی امر تسری میں مرزا یوں نے شور و شغب کیا تو ان لوگوں نے لاہور ایک آدمی پہنچا کہ وہاں سے کسی عالم کو لاو کہ ان سے مباحثہ کریں۔ اہلی لاہور کے مشورے سے：“قرعہ فال بنام من دیوانہ زوند” ایک تاریخی اور صحیح ہوتے ہیں جس سے ایک آدمی آپنچا کہ چلنے ورنہ گاؤں کا گاؤں بلکہ اطراف کے لوگ بھی سب کے سب گراہ ہو جائیں گے۔

خاکسار چاروں چار موضع مذکور میں پہنچا۔ مباحثہ ہوا۔ خیر اس مباحثہ کی رو سیداد تو ضمیر شخہ ہند مورخ ۲۳ نومبر ۱۹۰۲ء میں اہلی مذکور نے شائع کر ادمی مگر مرزا جی کو ان کے فرستادوں نے ایسا کچھ ڈرایا اور اپنی ذلت کا حال سنایا کہ مرزا جی آپ سے باہر ہو گئے اور جس سے ایک رسالہ اعجاز احمدی نصف اردو اور نصف عربی نظم لکھ کر خاکسار کے نام مبلغ دس ہزار

اب اس لفظ (بھی) کو ہم غمیں سمجھے شاید صحیح ”یہ ہی“ ہے۔

روپیہ کے انعام کا اشتمار دیا کہ اگر مولوی شاعر اللہ امر تری اتنی ہی خفامت کا درسالہ اردو عربی نظم جیسا میں نے بنایا ہے پانچ روز میں بنا دے تو میں دس ہزار روپیہ ان کو انعام دوں گا اور اس قصیدہ کا نام قصیدہ اعجاز یہ رکھا۔ یعنی یہ قصیدہ ایسا فتح و بلیغ ہے جیسا کہ قرآن۔ آنحضرت کا مجزہ ہے یہ میرا مجزہ ہے۔ اس قصیدے کی طرف اشارہ کرتے ہیں کہ مولوی شاعر اللہ (خاکسار) کے اس قسم کے قصیدے کے لکھنے سے عاجز رہنے سے میری وہ پیشگوئی جو سال میعاد کی تھی نے طلب کی ہوئی ہے پوری ہو جائے گی۔ یعنی یہی وہ نشان ہے جس کی بابت مرزانے خدا سے اتنے بڑے لبے چڑھے دانت پیس کر سوال کئے تھے۔

اب اس سوال کے متعلق میری کارروائی بھی سنئے۔ میں نے ۲۱ نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک اشتمار دیا جس کا خلاصہ ۲۹ نومبر کے پیسے اخبار لاہور میں چھپا تھا کہ آپ پہلے ایک مجلس میں اس قصیدے اعجاز یہ کو ان غلطیوں سے جو میں پیش کر دیں تو پھر میں آپ سے زانور انویں کر عربی نویں کر دیں گا۔ یہ کیا بات ہے کہ آپ گھر سے تمام زور لگا کر ایک مشہون اچھی خاصی مدت میں تائیں اور مناظب کو جسے آپ کی مملت کا کوئی علم نہیں محدود وقت کا پابند کر دیں اگر واقعی آپ خدا کی طرف سے ہیں اور جدھر آپ کا منہ ہے ادھر ہی خدا کا منہ ہے (جیسا کہ آپ کا دعویٰ ہے) تو کوئی وجہ نہیں کہ آپ میدان میں طبع آزمائی نہ کریں۔ بلکہ بقول حکیم سلطان محمود ساکن راولپنڈی:

ہنان آڑ کیوں دیوار گھر کی
نکل! دیکھیں تری ہم شعر خوانی

حرم سراۓ ہی سے گول باری کریں اس کا جواب با صواب آج تک نہ آیا کہ ہاں ہم میدان میں آنے کو تیار ہیں۔ چونکہ میں نے اس اشتمار میں یہ بھی لکھا تھا کہ اگر آپ مجلس میں انگاطرنہ سنیں گے تو میں اپنے رسالہ میں ان کا ذکر کر دوں گا۔ اس لئے آج میں اس وعدے کا اینا کر تا ہوں۔

قصیدہ اعجازیہ

آپ تو اس کا نام قصیدہ اعجازیہ رکھتے ہیں جس کے معنے یہ ہیں کہ فصاحت بلاغت کے ایسے اعلیٰ مرتبہ پر ہے کہ کوئی شخص اس جیسا لکھنے نہیں سکتا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو خود آپ کو بھی اس اعجاز کا یقین نہیں۔ بھلا اگر یقین ہوتا، یہی روز کی مدت کی کیوں قید اگاتے کیا قرآن شریف کے انہمار اعجاز کے لئے بھی کوئی تحدید ہے کسی آیت تحدی میں کفار مخالفین سے کہا گیا ہے کہ اتنے دنوں میں یا اتنے مینوں میں اس کی مشل لاڈے گے تو مقابلہ سمجھا جائے گا اور اگر اتنے دنوں سے زائد نایم گزرے تو ردی میں پھیک دیا جائے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۹۰، نیز ان ح ۱۹ ص ۲۰۵)

پھر طرز یہ کہ صرف یہی روز کی تصنیف کے قلمی مضمون سے جو مصنف کی اصل لیاقت کا معیار ہے کوئی شخص مرزا جی کو جیت نہیں سکتا۔ بلکہ اس مجسمائی میں لکڑی ہادر لو ہے کوئی دخل ہے کہ وہ مضمون چھاپ کر کتاب تیار کر کے حضرت کی خدمت میں پہنچا دے۔ جس سے یہ مراد ہے کہ نہ کسی مولوی صاحب کے ہاں مرزا جی کی طرح پر لیں اور نشی گھر کے ہوں گے اور نہ کوئی آپ سے مبلغات (وہ بھی روحاں اور معنوی) لے سکے گا۔ کیا ہی مجذہ ہے کہ پر لیں کے کام کو بھی مجذہ کا جزو بنایا جاتا ہے تاکہ اگر کسی صاحب میں ذاتی لیاقت و قابلیت ہو بھی تو وجہ اس کے کہ اس کے پاس پر لیں کا انتظام ایسا نہیں جو قادریانی پر لیں کی طرح صرف مرزا جی کا کام کرتا ہو تو اس کی لیاقت بھی ملیا میٹھ ضائع اور بد باد ہے وہ بھی مرزا جی کو سچ موعود مان لے کیونکہ اس کے پاس پر لیں نہیں اور مرزا جی کے پاس پر لیں ایک نہیں دو تین ہیں۔

ناظرین! یہ ہیں مرزا غلام احمد قادریانی کی بھول بھلیاں۔ جن سے بہت کم لوگ واقف ہو سکتے ہیں۔

خیر! میں اس سے عٹ نہیں ہم ان کی حقیقت کو اچھی طرح جانتے ہیں۔ اب ہم

آپ کے اعجازی قصیدے کا بخوبی مبتلا تھا ہے۔ آپ کے قصیدے میں ہر قسم کی غلطیاں ہیں۔ صرفی، نحوی، عروضی وغیرہ۔

آپ کے قصیدے کا مجرمی (حرکت روی) ضمیر ہے۔

چنانچہ پہلا شعر آپ کا یہ ہے:

ایا لارض	مدمر	دفاك	مدقد	دفاك	مدمر	ایا لارض
----------	------	------	------	------	------	----------

دار داک	واعزاك	ضليل	دار داک	واعزاك	ضليل	دار داک
---------	--------	------	---------	--------	------	---------

حالاً نکہ مندرجہ ذیل اشعار میں اقوال الزم آتا ہے۔ یعنی اخیر کی حرکت جائے ضمہ کے کسرہ ہو جاتی ہے اور اقوال سخت عیب ہے۔ محیط الدائرہ میں ہے: ”ان تغير المجرى
الى جرارة قريبة كما اذا ابدل الضمة كسرة والكسرة ضمة ذهون غيب فی
الكافية يسمى اقواء۔ ص ۱۰۶“

اور عروض البیان میں ہے عیب اختلاف الوصل و یسمی مثل متزلو مع متزلی اقواء و مثل متزلما مع متزلو و متزلی اصرافا وہوا عیب۔ (یعنی اقواء اور اصراف اشعار میں عیب ہے)۔

اب سنئے مرزا جی کے اشعار میں اقواء

مضل دلمینست رام تھی در دن دل لا تیطن منیعک لمحہ فسل مرسل دل سار قلبک واحس ترا دیت لیالی بخوبی باری الص بخرا ملک کان کین مانع فی دل ان کنت قد اذانت ذنبی نست کو از جمالک دنتل فات طلطف و مزق حصیمی بیاضیه کی حکم نفل خدم زمانیں اضلاعہ دار دل ان کنت سخده دلائل و اذنب	دلکش شر، «خودہ فیشہل نجوت هنوز قدر دلکش شر، (یا مشیبہ بالکن دلکشل و الرغما دلکش شر، دل ان کیست قید سام تک عمر خلا و حقی دلکش شر، سمننا کالیف المتعال من عدا در شر، وجتنک کا لوق فاحی اصورنا دل شر، تعال حبیبی لدت دوی راحتی دلکش شر، بعضا لکت اذ اذن عصمنا من العدا دل شر، دل زیر دلک بالله و بخشش دلکش شر، دل ان کائن لا یسطیم ابطال ایقی دلکش شر، دل ان کائن بارز نا گایں عین کتم
--	--

ومنه الی بخش تاسع و ذکر
بینظفۃ اتنق ولم اتحریر
ابن رائق اللہ الحاسب واحد ز
ومن کان اتفی لا یا ملک یحضر
بضرب ولم اکسل ولم اتحریر
وختہ قریب قال لاقتف فاحذر
وان تطلبی فی المیادین احضر
فیا صحر لامطق هری و تصری
متی یاتی من زانیں افتقر
نقث ولما عرض ولما اعذار
لہی شان فرقان عظیم معزز
ولکن متی یلخصر القوم احضر
ومن یقصد التحیر خشایح قمر
البُرْهَةَ من بعد ذلك لشیر
وان كنت قد ازمعت حری حنفی
وان خلتها لخنی سے الناس لظهور
ومن لم یؤقر صادقا لا یوقر
وان كنت ذاتی بالصراحت دین
بمذکور نکشت و لم تستفی
مرزاجی! ان اشعار کے بھری کا اعراب ہم نے آپ ہی کا لگایا ہوا لکھا ہے۔ عموماً آپ نے رفع
لکھے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اقوای قوت سے آپ بھی دستے اور خوف کھاتے ہیں مگر
آپ کا رفع لکھا ہوا اگر صحیح سمجھا جائے تو صرفی اور نحوی قاعدہ کے خلاف ہوتا ہے مذہبی امور
میں تو آپ اپنے ناوافع معتقدین کو اپنا حکم ہونا بتایا کرتے ہیں اور دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ جو
حدیث میرے دعویٰ کے خلاف ہو وہ غلط مگر صرفی اور نحوی اصول میں تو آپ حکم یا موجہ
نہیں کہ جو حکم چاہیں لگائیں۔

رسی شرعاً ثلثة اشتخاص به قد رأیت فم
رمذ شر، رمو اکل سہی کان فی اذیا للهم
رمذ شر، فارضیک یار و نت الحسین بالوفا
د شر، الاستئن الرجاء عند تصنع
رمذ شر، فرا فیت مجعہ کذ هم د تلته م
رمذ شر، فمکفر مهلا بعض هذ الہتکم
رمذ شر، فان بعض فی خلقہ السی تلتفی
شر، دارسلن بیل لاصلاس خلعتی
رمذ شر، فکنت امیر البی الخعل من العبد
د شر، فاخحن من مجری حکم عالیک
رمذ شر، دان لاجناره مقام و موقفت
به شر، دلست بتوایت ال جم العدد
رمذ شر، الا ان حسن الانس فی حن جلهم
بہ شر، شعن عمال المفسدین ومن نیش
رمذ شر، فشب و ایت الہتکر بیاعلی
رمذ شر، اریت ایات فلا عذر بعدها
رمذ شر، اردت بکش ذ لئی فـ یتکـ
بہ شر، دیال بـ هـ رـ اـ لـ لـ سـ بـ هـ اـ زـ
رمذ شر، وهـ الـ عـ هـ تـ تـ قـ رـ بـ يـ نـ سـ اـ
مرزاجی! ان اشعار کے بھری کا اعراب ہم نے آپ ہی کا لگایا ہوا لکھا ہے۔ عموماً آپ نے رفع

اس عیب کے علاوہ مندرجہ ذیل اشعار میں اصراف لازم آتا ہے جو اس سے بھی سخت عیب ہے جس کی بابت محیط الدائرہ میں ہے : ”ان تغیر المجرى الى حرکة بعيدة كما اذا ابدلت الصنعة فتحة او بالعكس ذهوعیب فى القافية یسمى اصرافا واسرافا . ص ۱۱۰“

عروش الفتح میں ہے وحـواعـیـب (کما مر آنفـا) پـسـنـوـ!

(ص ۲۸ شعر ۶) دعوا حب دیناكم وحب تعصب . ومن يشرب الصربا يصبح مسکر کونکہ مسکر لاجہ خبر ہونے یصبح کے منسوب ہے حالانکہ قصیدے کا مجری امرفوع ہے۔

(ص ۲۹ شعر ۶) وان كان شان الا مرارفع عندكم . فاين بهذا الوقت من شان جولر کونکہ جولر لاجہ شان کے مفعول ہے ہونے کے منسوب چاہئے اور مجری رفع ہے۔

(ص ۵۲ شعر ۶) وسبرا وآذونی بانواع سبیم . وسمون دجالا وسمون ابتر لاجہ مفعول ٹالی ہونے سموا کے منسوب چاہئے جو مجری سے خلاف ہے۔

(ص ۵۶ شعر ۱) وقد كان صحف قبله مثل خارج . ف جاء لتكميل الورى ليغزر . ليغزر الام گئے کے بعد ان ناصبه مقدر ہونے کی وجہ سے منسوب ہو گا جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص ۶۳ شعر ۸) وكيف عصوا والله لم يدرسها . وكان سنا برق من الشمس اظير . اظهر وجه خبر ہونے کا ان کے منسوب چاہئے۔

(ص ۶۵ شعر ۱۰) وكم عن عد و كان من اكبر العدا . فلما اتاني ساغرا صرت اصغر . اصغر لاجہ خبر ہونے سرت کے منسوب چاہئے جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص ۶۸ شعر ۱۱) اکان حسین افضل الرسل کلهم۔ اکان شفیع الانبیاء و مؤثر، مؤثر بوجہ معطوف ہونے شفیع کے کان کی خبر منصوب ہے۔

(ص ۷۰ شعر ۹) اتزعع ان رسولنا سیدالوری۔ علی زعم شائی تو فی ابتر، ابتر بوجہ حال ہونے توفی کی ضمیر کے منصوب ہے آپ نے مرنوئے بنایا ہے۔

(ص ۷۸ شعر ۸) آخیت ذئبا عایشا او بالوفا، او انبیت مدّا اور بیت امرتسر بوجہ مفعول بے یا حسب ترجمہ مصنف مفعول فیہ ہونے کے منصوب ہے۔ نیز ہزار سے غل آتا ہے گرانا جائز نہیں چونکہ قطعی ہے۔

(ص ۸۳ شعر ۲) وصبت علی راس النبی مصیبة، ودقوا علیه من السیوف المغفر، المغفر بوجہ مفعول بے ہونے دقوا کے منصوب ہے۔ آپ نے مرنوئے بنایا ہے۔

(ص ۸۳ شعر ۷) وکنت اذا خیرت للبحث والرغما، سبطوت علينا شاتما لتوقر، لتوقر بوجہ مقدر ہونے ان ناصبه کے منصوب پاہے جو مجری کے خلاف ہے۔

(ص ۸۶ شعر ۱) فکر بجهدك خمس عشرة ليلة، ونادحينا اظفرا واصفر، اصفر بوجہ معطوف ہونے مفعول بے کے منصوب ہے۔

(ص ۷۸ شعر ۶) رمیت لاغتالن وما كنت رامیا، ولكن رماه الله ربی لیظرر، لیظرر بوجہ ان مقدره کے منصوب ہے۔

او اور اصراف گو بعض شعرا کے کاموں میں آئے ہیں مگر ناقدین نے ان کو معیوب گنایا ہے۔ چنانچہ عبارات کتب عربی اور گزر چکی ہیں۔

علاوه اس کے مندرجہ ذیل اشعار میں ستم متنی بھی ہے :

(ع ۳۸ شعر ۹) نسل ایها القاری اخاك ابالوفا، لما يخدع الحمقى وقد جاء متذر، عام مخاطب کو جس میں اپنی جماعت کے افراد ناتصہ اور کاملہ

بھی داخل ہیں۔ ابوالوفاء کا بھائی تھی شمس بنایا ہے اور ابوالوفاء کو خدیع سے موصوف کیا ہے۔ حا ائمہ ایها القاری بحیثیت عموم کے خدیع سے موصوف نہیں ہو سکتے۔

(س ۴۰ د شعر ۸) وان قضاء الله ما يخطى الفتى . لـ خانیات لايراما مفکر . لايراما کافاعل مشرک کو بنایا ہے۔ حالانکہ مشرک کام رویت نہیں بلکہ فکر ہے اور آخر افعال تقویب ہے کہیں کو دوسرا مفعول ندارد ہے جو ضروری ہے۔

(س ۴۶ د شعر ۵) ولوان قومي انسوي لطالب . دعوت ليعطوا عين عقل وبصروا . وبصروا كاغطف دعوت پر مراد نہیں اور يعطوا پر مجھ نہیں۔

(س ۴۷ شعر ۲) ايا عابدالحسنين اياد والظى . ومالك تختار السعير وتشعر . وتشعرو پرواغط ہے۔ کیونکہ مفارع حال ہو تو صرف ضمیر سے آتا ہے کافیہ میں ہے والمضارع المثبت بالضمیر وحدہ اور تختار پر عطف مراد نہیں۔ كما لا يخفى!

(س ۴۸ شعر ۱۱) فقلت لك الويلات يا ارض جو لرا . لعنت بملعون فانت تدمرا . انت ضمير موئث مخاطب ہے اور تدمير صيغہ کر مخاطب ہے اور اگر تدمرين ہو تو نہ وزن درست رہے گا اور شے قافیہ بے عیب حقیقت میں یہ پیر صاحب گولڑوی (جن کی اس شعر میں بجوکی گئی ہے) کی گویا کرامت ہے۔

(س ۴۹ شعر ۶) فياتي من الله العليم معلم . ويهدي الى اسرارها ويفسر . اسرار حامیں ضمير موئث اللہ جل شانہ کی طرف پھیر دی ہے۔ (کیوں نہ ہوا بازی بازی باریش بیبازی)

(س ۸۲ شعر ۳) وان كان هذا الشرك فى الدين جائز . فبا لغو رسول الله فى الناس بعثر . یہ شعر بعینہ اور ہو یہ ص ۸۰ کا گیارہوال شعر ہے۔

(س ۸۷ شعر ۸) نرى برکات نزلوها من السماء . انا كاللوا قبح والكلام ينصر . نزلوها میں ضمير فاعل کا مرتع پسلے مذکور نہیں۔

ہتایے! جس چھوٹے سے قصیدے میں سرسری نظر سے اتنی خلطیاں لفظی اور معنوی ہوں۔ وہ بھی اس قابل ہو سکتا ہے کہ ابی زیہ کا معزز اقب پانکے اور اس کو بے شل کیا جائے۔ ہاں! اگر بے شل کے یہ مبنے ہیں کہ اس جیسا غلط کام اور تصدیقہ دنیا بھر میں کوئی نہیں تو اسیں بھی مسلم ہے۔

مرزا صاحب کے تصدیقہ کا حال تو معلوم ہو چکا۔ اب ان کے مقابلہ میں ایک تصدیقہ سنئے جو قاضی ظفر الدین صاحب مرحوم پروفیسر اور نتھیل کالج لاہور نے مرزا صاحب کے جواب میں لکھا تھا۔ واضح ہوا کہ قاضی صاحب کو مرزا صاحب نے اپنے تصدیقے کے جواب میں اپنا زخمی میں (ملاحظہ: دو انجازات حرمی میں ۸۶، ۱۹۹۹ء) اخراج کیا تھا۔

قصیدہ رائیہ بحواب تصدیقہ مرزا صاحب

اقلوب امامۃ الہوی و تذکر
ولقیان ذات اللہ یوم تبعث
منازل علم الدین منہم و سروا
شجرم اخلاقوت ثم غابوا و عوروا
لشیم بر و تاقد نلوز و تستر
لیقولون لا تحرن ذائقک و تحرر
نهیں من کو بصری تفہما و یوڑا
ولا سیہا یوہ بھی مددت
بتذکار پر کلن افیہ بچھشیر
بدائۃ نیعنی من بشاء و بمحشر
بدر اللہ یوسف کہدشن مشو بغير

تفاویک من ذکری علم تبعث
تذکرہ ملود البد للوہی
و اهل لها اضھر ارمیما و افترت
مع السیر اخلاقنا حسانا و کلامہم
کان اذا ماما ذکر العقد داخشی
و عجیب تیامر فی قیام نصیحة
وان شفافی سنتہ نبویة
اللہ رب یوم کان یوہ اعبار کا
لهم قید نصوح للبریة والتردی
بتذکر کاریو مرثیں بھی سلے الورعہ
بہال اللہ یصری من اتنی مستکرا

تمہی تصدیقہ مرزا صاحب کی زندگی میں اخبار المحدثین میں چھپ پکھا ہے ماحظہ میر جنوری ۱۹۸۴ء جمادی شوال ۱۴۰۵ھ

رَبِّنَا هُنَّا فَتَحْتَهُ مَتَّفِسِرٌ
 إِلَى كُلِّ مَا يَشَاءُ وَمَا يَتَغَيِّرُ
 وَلَغْنِي رَفِيقَهُ فِيهَا يَدْخُرُ
 قَبْوِلَ الْمَاقْذِلِ الْأَلِمِ الْمَكْبُرِ
 عَوَادِي بِهِ ذَانِ الْكَتَابِ الْمُنْوَرِ
 بِإِيْدِي الْكَارِمِ الْمُسْلِمِينَ وَجِيرِ
 سَوَادِ عَلِيهِمْ أَنْذِرُوا مَتَّسِرًا ذَرِداً
 إِلَى نَفْسِهِ أَوْعِدَهُ ذَاكَ يَعْصِي
 فَنَّ كَانَ مِنْهُمْ أَمْرًا كَانَ يَوْمَئِ
 لِأَمْرِهِ حَقًا كَذَلِكَ يَعْسِرُ
 عَسِيرُ حَمَالٍ مُتَلِّهٍ لَا يَبِسُرُ
 وَقَتَنَا أَرْدَنَمِنْهُ مَا هُوَ يَزِيرُ
 مِنَ الْمَدْعِي وَالْعَلِيمُ الَّذِي هُوَ الْجَرِ
 وَذَقَنَا كَمَا ذَاقَهُ أَمْرُهُو أَكْثَرُ
 مِنَ الْخَيْرِ وَالْفَضْلِ الَّذِي لَا يَغْنِي
 كُلَّ بَشَرٍ أَهْدَاهُ خَيْرٌ كَمَّ لَا يَرْتَفِعُ
 هُوَ الْمَلِكُ الْأَكْبَرُ الْسَّمِيُ الْمَظْهَرُ
 عَلَى الْجَنَّةِ مِنْ رَازِي إِلَيْنَا يَخْتَرُ
 أَنَا الْمُفْتَدِيُ الْخَبِيرُ الْأَمَامُ الْمُوزَّرُ
 الْمَغْرِبُ عَلَى عَلَمِ عَلِيدٍ وَاصْدَارُ
 مَثَانِي ثَمَنِي إِرِيدَنْ وَابْصِرَدَ

بِهِ اللَّهُ يَقْضِي بِمِنْتَكْ بَعْدَنَ
 وَلِوَمْ عَرْقَنَافِيَهُ لِيلَ لَنْوَسَنَ
 وَمِنَ الْمُبَالَقِيَهُ بَاقِ دَخِيرَ ذَخِيرَةَ
 فَأَذْلَلَ مَا يَعْلُو بِهِ الْمُرْسَى
 وَتَسْلِيمُ الْحَكَامَاتِ فِي كَثَابَهُ
 مَرَادِي بِهِ مَاقْدُ تَرَاهُ مَفْسِلَهُ
 وَكِيفَ يَرِيدُ دَنَ الْأَنَاسَنَ فَنَامَ
 بَعْنَ كَانَ مِنْهُمْ مَرْسَلًا كَانَ مَرْسَلًا
 رَذَاكَ لَانَ الْغَيْرَ اِيْضًا كَمَكْتَبَهُ
 وَمَأْمُورُهُمْ اِيْضًا كَتَابَ وَأَمْرَ
 دَاعِشَارَشَنَ نَفْسَهُ مَشْرِبَهُ مَضَرَ
 رَجَعَنَا إِلَى مَاقْدُ اِثْنَادَهُ وَلَا
 كَتَابَ حَوَى مَا يَتَبَعُهُ اَوْ لِوَالنَّهِ
 فَلَوْلَا كَنَافِ الْفَضَلَ الْكَفِيرَ نَهَى
 كَتَابَ شَفَاءَ لِلْمُصْدَدِ دَرِيَالَهُ
 كَتَابَ هَدَنَا حَسَنَ اَخْلَاقَهُ
 كَتَابَ هَدَنَا اَلْجَيْهَهُ لَوْقَدَنَرِي
 يَغْرِقُ شَمَلَ الْمُسْلِمِينَ بَغْرِلَهُ
 اَنَا بَعْنَهُ اِيْضًا قَبْلَكَلَهُ
 بَدْرَكَبُى ذَى سَنَادَلَانَرِي

صَيْخُ وَمَهْدِيٍّ تَعَالَى وَأَنْتَ نَظَرِيْا
نَقْدِيْرٌ عَلَيْهِ فَانْظُرْ وَادْفُكْ كُرْبَا
كُنْ تَوْلِيْ شَيْرَ الدَّسْ لَهُنَّا فَنَفَكْرَا
إِنَّا لَنَظَرْ كَلَازْمَلِ الْأَسْلِيلِ وَكُرْكَا
أَرِيدُ: جَرَابِيْرِ تَنْبِيْهِ مَبْصُرَا
إِلَى هَذِهِ الدِّنْيَا لَدِيْدِ مَفْرَرَا
صَيْخُونَهُ فِي الْقَادِيَانِ تَرْ
وَسَعْلُ عَلَيْهِ مَنْ كَانْ يَخْشَى وَيَحْذَرْ
فَكِيفَ يَكُونُ الْعَدْ حَرَا يُوقَرَا
فَمَا قَوْلِهِ قَدْمَاتِ عَيْسَى فَابْشِرَا
يَدَلِيْلِ الْعَدَامِ الْمِثْلِ فَاحْذَرُوا
عَلَى مَنْ يَهْجُبْ حَتَّى سُونَى يَدْ شَرَ
فَمَا قَوْلِهِ شَبِيْهٌ وَمَثْلِ قَابْصُرَا
فَمَا ذَأْوِيْدَالْأَنْظُرْ وَأَتِيدَ بِرْدَا
لَهُ فِي أَمْوَالِ الدَّنَاتِ وَهُوَ مَقْرَرَا
وَذَاكَ لَهُ فَزَعَ كَنْ الَّكْ يُوشَرَا
يَحْمُرُ عَلَى الْأَنْكَارِ الْأَمْعَدْ فَرَا
وَلَيْسَ شَرِيْكًا فِي الْبَنْوَةِ يَنْدَرَا
فَمَا الْأَنْظُلِ الْأَهْنَدِهِ الْمَسْخَقُورَا
وَذَاكَ مَضْنَى شَيْرَ مَسْوَرَا
فَهَذَا هُوَ الْعَرْضُ الَّذِي يَهْمُورَا

فَإِنْ إِنَّا لَمُوْخَدُ لِلنَّاسِ فِي الدِّنَا
عَلَى إِنَّا يَهْرِي الْأَنْسَارِ عَلَيْهِ اسْوَا
نَاهِيْ كَتَابَ إِلَهِ يَمْنَطُرْ هَكِنْ زَا
وَلَسْتَ بِبَيْانِ الْأَصَالَةِ لِلْوَرْقِيْ
نَغْوَا وَسَمْعُرَا مَنْ كَلَانِيْتَنِي
لِيَنْ دَمَاتِ عَيْسَى نَالْجَرِيْهِ بَحْرِرَا
فَكِيفَ يَقُولُ الْمَرْءُ أَنْ خَلِيْمَهُ
وَإِنْ كَانْ حِيَا فَالْجَوَابُ مَيْسِرَا
بَانْ لَيْسَ هَذَا ذَاكَ قَطْ بِلَامِرَا
وَإِنْ كَانْ دُعَوَاهُ بَانْ مَثِيلَهُ
لَذَنْ مَثِيلَ الْأَمْرِ لَا يَقْتَضِي وَكَا
عَلَى إِنْ خَقَرَ الْأَنْبِيَا، يَهْتَمِنَا
إِذَا تمْ مَضْنَارَ الْبَنْوَةِ فِي الْوَرْقِيْ
هَنْتِ لِهِ يَكِنْ اَمْرَكَا مَرْمَشَارَ كَا
لَانْ مَثِيلَ الشَّئِيْهِ يَاقِنْ مَشَارَ كَا
عَلَى إِنْ هَذَا جَاءَ مَنْ حَصَصَ لَهُ
وَلَيْسَ بَنِيْهِدْ حَضَرَتَهُ وَكَا
فَكِيفَ يَقُولُ الْمَرْءُ أَنْ مَسْيَحَكَمْ
فَانْ قَالَ إِنْ ظَلَّهُ لَا اصِيلَهُ
فَهَذَا هُوَ الْمَحْرُومُ مَنْ نُورَ شَمَدَ
يَبَانْ هَذَا ذَاكَ حَقَابِلَا مَرَا

بناء قوی امرہ لا یصور
فضل سکنا الامثلی و اطائل مخبر
ولیسا النبین الکرام ففکروا
ناسا کما کان النبی خبر و
لند قلت ما فیہ الکهایت ناشکردا
بل الحضم صد للنبی مقرر
جیلے یروں ما یراہ دیا مرے
جیسا یخیمات عن الرب تذکر

وذال محل تعالیٰ باصولہ
نان کان هن امشله او مثیله
قال نبی اللہ انی مثیلکم
لا ہنم مثل الینی لكونھم
فما قاس مردود بقول اقویہ
ولیس بیت لخصمنا و خصیمنا
براہمۃ الہند الینی یزلم
بان الاناس السکنیں علی المیت

قصیدہ بہابہت لباور مرزا صاحب کے قصیدہ کا کافی جواب ہے۔ مگر ہم اردو خواں
ہاظرین کے ملائ خاطر کے خوف سے اسی قدر نمونہ پر کلفایت کرتے ہیں۔

مرزا قادریانی کی قصیدہ خوالی کا جواب تو ہو لیا۔ ہمیں افسوس ہے کہ ٹیکم صاحب
نے بھی اس پیشگوئی کے متعلق بالکل معمولی معمولی باتوں میں وقت شائع کیا ہے اصل بات کی
طرف توجہ نہیں کی۔ گواں معمولی باتوں میں بھی وہ کامیاب نہیں ہوئے۔ اصل بات تو یہ ہے
کہ یہ قصیدہ اعجاز یہ اس پیشگوئی کا مصدقانہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ پیشگوئی بہت زیادہ وزن
رکھتی ہے اور قصیدہ مذکورہ در صورت دائمی اعلیٰ ہونے کے بھی اس پیشگوئی کا مصدقانہ
نہیں۔ کیونکہ اس قسم کی اعجاز نمائی مرزا صاحب کو اس پیشگوئی کے پہلے بھی حاصل تھی۔ اس
سوال کا جواب حکیم صاحب اور ان کی کمپنی نے نہیں دیا۔ دیتے بھی کیا؟ جو کام مشکل ہو؛ کون
کرے؟۔ ٹیکم صاحب تو اس مصیبت میں بربان حال گویا ہو گویا ہیں:

بلبل کو دیا ناہ تو پروانہ کو جنا
غم ہم کو دیا سب سے جو مشکل نظر آیا

ہاظرین! اس آسمانی نشان کے متعلق واقعات صحیح کو سامنے رکھیں اور جناب مرزا

صاحب کے الغاظ طیبہ کو دیکھیں جو مکر درج ذیل ہیں:

”میں نے اپنے لئے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہے کہ اگر میری یہ دعا قبول نہ ہو تو میں ایسا ہیں مدد و اور ملعون اور کافر اور بے دین اور خائن ہوں جیسا مجھے سمجھا گیا۔“

(ص ۳۲ اشتہار دنومبر ۱۸۹۹ء جمیع اشتہارات ج ۳ ص ۱۷۸)

پس ہمارا بھی اسی پر صاد ہے کہ در صورت دعا قبول نہ ہونے کے آپ کو ایسا ہی ہو:

چاہتے۔ فاکتبنا مع الشاهدین!

ساتویں پیشگوئی متعلقہ طاعون پنجاب

اس پیشگوئی کی اصل جیسا وہ اشتہار ہے جس میں یوں مذکور ہے:

”میں نے خواب میں دیکھا کہ خدا تعالیٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات میں سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں اور وہ درخت نسایت بد شکل اور سیاہ رنگ اور ٹوٹا ک اور چھوٹے چھوٹے تد کے ہیں۔ میں نے بعض الگانیوں والوں سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہیں تو انہوں نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہیں جو عنقریب ملک میں پھیلنے والی ہے۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اس نے یہ کماکہ آئندہ جاڑے میں یہ مرغش بہت پھیلے گا اس سے بعد کے جاڑے میں پھیلے گا۔“

(اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء جمیع اشتہارات ج ۳ ص ۵)

پس ہم مرزا جی کے اشیا کی آخری حدت ہی لیتے ہیں تو بھی اس حساب سے فروری ۱۹۰۰ء کے اندر طاعون کا زور ہونا چاہئے تھا۔ مگر خدا کے فضل سے ایسا نہ ہوا بلکہ ۱۹۰۲ء میں یعنی مرزا جی کی پیشگوئی سے پورے دو سال کے بعد پنجاب کے بعض شرودیں اور قصبوں میں طاعون ہوا۔ پھر بھی ایسا کہ مرزا جی شاید ایسے طاعون سے خوش نہ ہوں (خدا ان کو خوش نہ کرے) ہمارے شر امر تسری جیسے کثیر التعداد آبادی میں ان دونوں (دسمبر ۱۹۰۲ء) میں جو قبول مرزا جی طاعون کی وجہ سے خدا کے روزہ کھولنے کا زمانہ ہے۔ (دیکھو دفعہ البلاء ص ۷۱، خزانہ ان ۱۸۷۴ء ص ۲۳۵) ابسط اموات ۳۶۲ کل امراش سے ہوتی رہی جن میں سے ۲ یا صد

سے زیادہ ۵۰ سے مرتے رہے۔ حالانکہ بقول مرزا جی بھی دسمبر ۱۹۰۲ء طاعون کے ایسے زور کا مہینہ تھا جو لکھتے ہیں :

”اہماء نومبر ۱۹۰۲ء سے خدا تعالیٰ اپناروزہ کھولے گا۔ اس وقت معلوم ہو جائیگا کہ اس افظار کے وقت کون کون ملک الموت کے قبضہ میں آیا۔“

(رسالہ دلیل البلاء ۷ اخراں ۱۸ ص ۲۳)

حکیم صاحب نے اس پیشگوئی کے متعلق یہ لکھا ہے کہ طاعون کا زوروں پر ہوتا مرزا صاحب کے الفاظ نہیں ہیں۔ (آئینہ حنفیہ ص ۲۳)

حالانکہ پیشگوئی کے الفاظ میں یہ لفظ ہیں ”طاعون عقریب ملک میں پھینے والی ہے“ زور سے مراد بھی بھی عام اشاعت ہے جو نہ ہوئی۔ الحمد للہ!

ہاں! حکیم صاحب نے ایک بڑا اکمال یا یوں کہئے کہ مرزا صاحب کی ایک مخفی شرارت کا انہصار کیا ہے۔ مرزا صاحب موصوف نے اپنی کتاب ”مواہب الرحمن“ کے صفحہ ۱۰۹ اخراں ج ۱۹ ص ۳۲۹ پر میراڑ کر بڑے جلی عنوان سے لکھا ہے۔ مگر اس سے پہلے صفحہ ۱۰۸ اخراں ج ۱۹ ص ۳۲۸ پر بڑے حروف میں یوں لکھا ہے :

”أربت قرطاسا من ربى العلام وإذا نظرت فوجدت عنوانه بقية الطاعون“ ”میں نے خواب میں ایک کاغذ دیکھا جس کا عنوان تحقیقۃ الطاعون۔“

مرزا جی علم رموز کے ماہرین پر یہ امر پوشیدہ تھا ہو گا۔ یا نہ ہوتا چاہے کہ خدا کے علم کے مطابق آئندہ کسی زمانہ میں میں طاعون سے مردوں تو ایک پختہ مرزا جی اس عبارت کو پیش کر کے کہہ دے گا کہ حضرت مسیح موعود نے پہلے ہی سے اس کی بامت نسایت باریک اشارہ کر دیا تھا۔ اسی باریک اشارہ کی طرف حکیم صاحب بھی اپنی اس کتاب میں ارشاد فرماتے ہیں۔

آپ کے الفاظ یہ ہیں :

”امر تری مکر اگر اس سے کچھ زیادہ دیکھنا پا ہتا ہے تو اس کو چاہئے تھا کہ وہ اس وقت مقابلہ کے لئے نکلا جب اس کو بلا یا گیا تھا اور اللہ تعالیٰ کے علم پر کون احاطہ کر سکتا ہے کہ

(آئینہ حق نامہ ۲۳۰) تجیہ الطاغون کا نظراء دنیا رکھ لے۔

بنی مرزا قادیانی کی اس گول مول بے معنی عبارت کا مصداق خاکسار کو دیکھنا چاہے

یہ۔ سبی معنی ہیں:

خواہند بختار بارزو شور

مقبلان را زوال نعمت وجاد

حکیم ساحب! هل تربصون بنا الا احدی الحسنيین!

آٹھویں پیشگوئی متعلق حفاظت قادیان

اس پیشگوئی پر تو مرزا جی نے اپنی عدافت کا بہت کچھ مدار رکھا تھا۔ اصل امام اس بارہ میں یہ ہے ”انہ اوی القریۃ“ جس کی بابت فروری ۱۹۹۸ء تک صاف اقرار ہے کہ ”یہ نظرہ کہ انہ اوی القریۃ“ اب تک اس کے معنی میرے پر نہیں کھلے۔ (خایہ اشتخار ۶ فروری ۱۸۹۸ء، مجموع اشتخارات ج ۳ حاشیہ ص ۵) مگر اس سے بعد تو اس پر اتنے حواشی بگائے گئے کہ الامان۔ بقول شخصی دائرہ میں سے موٹھیں بڑی۔ رسالہ دافع البلاء میں تو اس نذر زور ہے کہ تمام دنیا کے لوگوں کو لاکارا جاتا ہے کہ کوئی ہے کہ وہ بھی ہماری طرح اپنے اپنے شر کی بابت کے کہ ”انہ اوی القریۃ“ یہاں طاغون کیوں نہ آتا۔ بلکہ جو کوئی آدمی یا ہر کا قادیان میں آ جاتا ہے وہ بھی اچھا ہو جاتا ہے وغیرہ وغیرہ (دافع البلاء ص ۶ خزانہ ج ۸ ص ۲۲۶) اخبار الحلم میں مولوی عبدالکریم امام مرزا کا ایک مضمون نکلا تھا۔ جس میں سے چند نظرات درج ذیل ہیں:

”نبیب موعظ ہے کہ خدا کی قدرت نمائی کی جلی اور صاف صاف پڑھے جانو والے نشان دیکھ لیں۔ ایک طرف نظرت مسیح موعود (مرزا) نے اپنی راستی اور شفاقت کبریٰ کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیانی کی نسبت تحدی کردی ہے کہ وہ طاغون سے محفوظ رہے گا اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جملے کے ان تمام لوگوں کو جو اکثر دہر یہ طبع کفار مشرک اور دین حق

ے بھی کرنے والے ہیں۔ خدا کے معاص اور حکمتوں کی وجہ سے اپنے سایہ شفاعت میں نے لیا ہے یوں اور سوچ کر یہ لوگ کیا تمہارے نزدیک تین مسیح موعود (مرزا) کے اس دعویٰ اور پیشگوئی میں خدا کی تھتی پر مرزا غلام احمد قادریانی کے مخاب اللہ ہونے پر چکتی ہوتی دلیل نہیں؟۔“ (خبر طہم، ۱۹۰۲ء اپریل)

واقعی ہم بھی مانتے ہیں کہ اس واقعہ میں بہت بڑی زبردست دلیل ہے۔ آئیے ہم اس واقعہ کی تحقیق کریں۔ قادیانی میں طاغون پیشگوئی کا بخششہ پورا ظہور ہوا۔ چند روز تو مرزا جی نے بہت ہی کوشش کی کہ قادیانی میں طاغون کا انظہار نہ ہو۔ مگر بھرئی کی ماں کب تک خیر مہ منانے؟۔ آخر جب یہ امر ایسا مخفی ہو گیا کہ مرزا جی کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے۔ تو ایک اعلان جیسی حرفوں میں جاری کیا جو درج ذیل ہے:

”اہا! ان چونکہ آج کل ہر جگہ مرغ غل طاغون زور پر ہے۔ اس لئے اگرچہ قادیان میں نبتاً آرام ہے۔ لیکن مناسب معلوم ہوتا ہے کہ برعاست اسباب برا مجھ جمع ہونے سے پر بیز کیا جائے۔ اس لئے یہ قرین ملحت ہوا کہ دسمبر کی تعطیلوں میں جیسا کہ پہلے اکثر اصحاب قادیان میں جمع ہو جایا کرتے تھے۔ اب کی دفعہ اس اجتماع کو لمحاظ نہ کوہہ بالا ضرورت کے موقع رکھیں اور اپنی اپنی جگہ خدا سے دعا کرتے رہیں کہ وہ اس خطرناک ابتلاء سے ان کو اور ان کے اہل و عیال کو چاہے۔“ (دیکھو اخبار البدر قادیانی، ۶ دسمبر ۱۹۰۲ء)

اللہ اللہ کس دلی زبان سے قادیانی میں طاغون کے ہونے کا اقرار ہے کس سوچ چار سے نکھاگیا ہے کہ نبتاً آرام ہے جس سے دام افتادوں کو بالکل آرام ہی معلوم ہو۔ مگر دنماں اس نبتا کے لفظ کی نسبت کو سمجھتے ہیں۔ ہمیں اس میں زیادہ کرید کرنے کی حاجت ہی نہیں ہمارے پاس ایسے ثبوت بھی ہیں جو مرزا صاحب کی پیشگوئی کو ہما منشور اکرنے کو کافی ہیں۔ مرزا صاحب خود لکھتے ہیں اور غالباً ایسا مرزا کی اعلان کرتے ہیں۔

”طاغون کے دنوں میں جبکہ قادیان میں طاغون زور پر تھامیں اڑکا شریف احمد ہمارا ہو گیا۔“ (حقیقت الوجی ص ۸۳، خزانہ نعم ۲۲، حاشیہ نمبر ۸۷)

ہاظرین! یہ ایسا صاف اقرار ہے جس کے مقابلہ میں بڑا ردِ نیل کام نہیں آسکتی۔ ایک دفعہ تو پھر مولوی عبدالنگر یمیم کی عبارت مرقومہ پڑھنے کی تکلیف گوار فرمادیں۔ اس کے بعد ان کو اس شعر کے پڑھنے اور سننے کا لطف حاصل ہو گا:

تھے دو گھری سے شیخ جی شیخی بھگارتے
وہ ساری ان کی شیخی جھڑی دو گھری کے بعد
شباش خواریو! شبایس! قادیانی اخبار کا ایڈیٹر اس وباء طاعون پر بجائے شرمندہ
ہونے کے انشار مسرت کرتا ہے۔ ”قادیانیا میں جو طاعون کی چند وارداتیں ہوئی ہیں، ہم
افسوں سے بیان کرتے ہیں کہ جائے اس کے کہ اس نشان سے ہمارے مکار اور مکذب کوئی
فائندہ اٹھاتے اور خدا کے کلام کی قدر اور عظمت اور جلال ان پر کھلتی۔ انہوں نے پھر سخت
ٹھوکر کھائی۔“ (ابدر ۱۹۰۲ء اپریل ۲۳ء)

پھر ۱۶ مئی کے پرچ میں لکھا ہے: ”قادیانیا میں طاعون حضرت مسیح علیہ السلام
(مرزا) کے الامام کے ماتحت اپنا کام برادر کر رہی ہے۔“ (بخاری بھی صادق ہے)

اسی ماہی میں طاعون کے مارے مرزا جی کا کیا نصف ماہ ۹ میگی تک بدرہا۔ جس سے پوری افراتنفری کا مضمون صادق آتا ہے۔ اخبار الحدیث امر تسری مورخہ ۲۷ مئی ۱۹۰۳ء کے پرچہ میں معترض شہادت کے حوالہ سے بتایا گیا ہے کہ مارچ اپریل ۱۹۰۳ء کے دو میہن میں اے ۱۳، ۱۴ آدمی قادیانیا میں طاعون سے مرے ہیں۔ حالانکہ تباودی کل ۲۸۰۰ کی ہے۔ سب لوگ ادھر ادھر بھاگ گئے۔ تمام قصبه ویران سنان نظر آتا تھا۔ آہ کیا چج ہے:

اے یہ حساب اسی زمانہ کے روزنامجات قادیانیا سے حاصل کیا گیا تھا اب، اگر قادیانی
غمبرہاں کو انکار ہو تو وہ بھی پوچھ کر طاعون کے تاثر میں لہذا ان کا فرغش ہے کہ وہ صحیح تعداد
شائع کریں۔

چرا کارے کند عاقل کر باز آید پیشانی

اس پیشگوئی کے متعلق بھی حیم صاحب سے پوچھنے میں سکا۔ باں انہوں نے حسب عادت ادھر ادھر کی بہت سی باتیں کہہ کر اپنے ناظرین کو اصل بات سے غافل کرنے کی کوشش کی۔ اسی ضمن میں صرف ایک بات قابل جواب ہے۔ آپ لکھتے ہیں: ”ہمارے مخالف نہیں بتا سکتے کہ قادیاں طاعون سے بالکل محفوظ رہے گا۔“ (آنینہ عن نام ۲۲)

اُسی کتاب آئندہ میں ہمارا پیش کردہ، مضمون مرقوم مولوی عبدالکریم اخبار الحکم اپریل ۱۹۱۲ء سے نقل کرچکے ہیں جس کے نقل کرنے سے پہلے یوں لکھا ہے:

”اس پیشگوئی کے متعلق میرے محض و مخدوم حضرت مولوی عبدالکریم نے جو ایک پرشوکت آر نیکل شائع کیا تھا ضرور ہے کہ وہ یہاں درج کر دیا جائے۔“

یہ عبارت اس مضمون کی عظمت اور شوکت ظاہر کرتی ہے وہ مضمون مرزا صاحب کی زندگی میں ان کی نظر سے گزر کر نکلا تھا۔ مولوی عبدالکریم نے اس مضمون میں اس پیشگوئی کے متعلق جس قدر توضیحات اور لعن ترانیاں کی ہیں۔ وہ تو اس سارے مضمون کو دیکھنے سے معلوم ہو سکتی ہیں جو بہت لمبا ہے۔ ان تمام پڑھارے مطلب کے چند نقرات درج ذیل ہیں:

”انہ اوی القریۃ“ کا مفہوم ساف لفظوں میں تقاضا کرتا ہے کہ اس میں اور اسی کے غیر میں تمیز ہو۔ حضرت سُکھ موعود (سرتا صاحب) نے اپنی راستی اور شفاعةت کبریٰ کا یہ ثبوت پیش کیا ہے کہ قادیاں کی نسبت تحدی کر دی ہے کہ وہ طاعون سے محفوظ رہے گا اور اپنی جماعت کے علاوہ اس جگہ کے تمام ان لوگوں کو جو اکثر دہری طین کفار عَزَرَک اور دینِ حق سے سخزی کرنے والے ہیں خدا کے مصالح اور حکمتوں کی وجہ سے اپنے سایہ شفاعةت میں لے لیا ہے۔ حضرت مسعود (مرزا) نے لکھا ہے اور بار بار فرماتے ہیں کہ جہاں ایک بھی راست باز ہو گا۔ اس جگہ کو نہ اتعالیٰ اس غصب سے بچا لے گا۔۔۔۔۔ تم لوگ بھی مل کر ایسی پیشگوئی کرو جس سے قادیاں کے پیغمبر کا دعویٰ باطل ہو جائے اور اس کی روایتی صورتیں ہیں یا یہ کہ لاہور اور امر تسر طاعون کے جملے سے محفوظ رہیں یا یہ کہ قادیاں طاعون

میں بہل نہ جائے خدا نے اس آئینے صادق (مرزا) کے مغلیل قادریاں کو جس میں اقسام اقسام کے بوگ تھے اپنی خاص حفاظت میں لے لیا۔ ” (آئینہ حق نماں ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸) حکیم صاحب ابھا یئے اس عبارت کے کیا میں ہیں؟۔ غور سے سئے! آپ کے نبی کی تکذیب وہی طریق سے ہو سکتی ہے۔ یا تو امر تسلیا ہو ر طاعون سے محفوظ رہیں۔ وہ تو نہ رہے یا قادریاں طاعون میں بہلنا ہو۔ یہ تو اور ضرور ہوا۔

اگر فرماؤں کہ قادریاں میں شاذ و نادر وار و اوت ہو میں جو معتبر نہیں تو برائے مریانی مرزا صاحب کی عبارت مندرجہ ذیل کی تشریح کر دیجئے۔ جو یہ ہے:

”طاعون کے دنوں میں جبکہ قادریاں میں طاعون زور پر تھا۔ میرا لڑکا شریف احمد شاذ و نادر ہوا۔ اچھا اور سنئے اخبار البدر کے ایڈٹر نے صاف لکھا تھا کہ ” قادریاں میں طاعون نے صفائی شروع کر دی۔ ” (حقیقت الوجی ص ۸۳، خزانہ حج ۲۲ میں ۸۷)

حکیم صاحب! قادریاں میں طاعون کے بزور ہونے کا کیسا صاف اقرار ہے کہ یہ شاذ و نادر ہے۔ اچھا اور سنئے اخبار البدر کے ایڈٹر نے صاف لکھا تھا کہ ” قادریاں میں طاعون نے صفائی شروع کر دی۔ ” (۱۹۰۳ء اپریل ۱۱۶)

ناظرین! مولوی عبد انبر یم کی عبارت منتقلہ کی پہلی سطر کو ایک بار پھر دیکھ جاؤں کہ وہ کیا بتا رہی ہے۔ ہمارا بھی اس پر صاد ہے کہ واقعی اس قسم کے الہامی مقامات میں وقوعات اسی طرح ہوئی چاہیں جو دوسرے مقامات سے امتیاز رکھتے ہیں۔ نہ یہ کہ پہلے تو اتنا زور و شور کہ قادریاں محفوظ رہے گا۔ جب محفوظ نہ رہا بلکہ طاعون زور سے ہوا تو کہدیا کہ فنا کرنے والا۔ انتشار کرنے والا نہیں ہوا۔ کیا امر تسلیا ہو ر فنا ہو گئے؟ کیا وہ آج تک آباد نہیں؟۔ اچھا بھر اس کے بھی پنجہ معنی ہیں کہ :

” جمال ایک بھی راست باز ہو گا۔ اس جگہ کو خدا اس غضب سے چالے گا۔ ”

اللہ انبر آیہ دعوے اور یہ ثبوت؟ اور نام مستعار غود اور مددی مسعود۔ انا شد!

مت کریں آرزو خدائی کی
شان ہے تیری کبریائی کی

نویں پیشگوئی عمر خود کے متعلق

جناب مرزا صاحب نے اپنی عمر کی بابت ایک زبردست پیشگوئی فرمائی تھی جس کے مشرح الفاظ یہ ہیں :

”خدائ تعالیٰ نے مجھے ضریح لفظوں میں اطلاع دی تھی کہ تمہری عمر اسی بر س کی ہو گئی اور اس یا یہ کہ پانچ چھ سال زیادہ یا پانچ چھ سال کم اور جو ظاہر الفاظ و حجت کے متعلق ہیں وہ تو چھتر اور چھیاسی کے اندر اندر عمر کی تعمین کرتے ہیں۔“

(ضییر ح در این احمدیہ ص ۷۶، خواص ح ۲۱، ص ۲۵۸، ۲۵۹)

عمر کی مدت تو صاف معلوم ہو گئی کہ کم سے کم چھتر سال ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مرزا صاحب پیدا کب ہوئے اور فوت کب ہوئے۔ ان دونوں امروں کے متعلق ہمیں زیادہ کریڈ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ صاف صاف مطبوعہ تحریر موجود ہے۔

مرزا صاحب کے معتمد خاص اور خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین صاحب اپنے رسالہ ”نور الدین“ میں مرزا صاحب کا سال پیدائش لکھ کر ایک نقشہ دیتے جاتے ہیں۔ سال پیدائش ۱۸۲۰ء بتایا ہے۔ مرزا صاحب کا انتقال ۱۹۰۸ء میں ہوا ہے۔ اس حساب سے مرزا صاحب کی عمر (۲۸) سال کی ہوتی ہے۔ (لاحظہ ہور رسالہ نور الدین ص ۷۶)

نوت: اس پیشگوئی نے امت مرزا یہ کو ایسا پریشان کیا ہے کہ کسی دوسری بات نے ایسا نہیں کیا۔ کیونکہ بات بالکل صاف اور معمولی سی ہے مگر جو نکہ اڑٹھ کو چھتر بنا مشکل نہیں محل ہے۔ اس لئے یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ : ”لَنْ يَصْلُحَ الْعَطَارُ مَا افْسَدَ الدَّهْرُ“ جس کو زمانہ میں بگڑا ہوا سے عطار کیوں نکر سنوارے۔

اے اس اردو کے ذمہ دار ہم نہیں ہم محض ناقلوں ہیں۔

دو سویں پیشگوئی خاکسار (راقم) کے متعلق

مرزا صاحب رسالہ اعجاز احمدی کے ص ۱۱۲۳ پر خاکسار کو ان الفاظ میں دعوت

دیتے ہیں :

”اگر یہ (مولوی شاء اللہ) چے ہیں تو قادریاں میں آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کریں اور اب ہر ایک پیشگوئی کے لئے ایک ایک سور و پیہ انعام دیا جائیگا اور آمد و رفت کا کرایہ علیم ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۱۱، خزانہ ج ۱۹ ص ۷۷) مولوی شاء اللہ نے موضع مد میں حجت کے وقت یہی کہا تھا کہ سب پیشگوئیاں جھوٹیں تھیں۔ اس لئے ہم ان کو مد عوکرتے ہیں اور خدا کی قسم دیتے ہیں کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادریاں میں آئیں۔ رسالہ نبیل الحج میں ڈیڑھ سو پیشگوئی میں نے لکھی ہے تو گویا جھوٹ ہونے کی حالت میں پندرہ ہزار روپیہ مولوی شاء اللہ لے جائیں گے۔ اس وقت ایک لاکھ سے زیادہ میری جماعت ہے۔ جس اگر میں مولوی صاحب موصوف کے لئے ایک ایک روپیہ بھی اپنے مریدوں سے لوں گا۔ تب بھی ایک لاکھ روپیہ ہو جائے گا۔ وہ سب ان کی نذر ہو گا۔“ (اعجاز احمدی ص ۱۹، خزانہ ج ۲۳ ص ۱۳۲)

۱۔ اہل زبان اس عطف کو غور بے دیکھیں اور الحامی صاحب کے اعجاز کی دادویں۔

۲۔ حریت انگریز اکٹشاف مرزا جی نے لکھا ہے ڈیڑھ سو پیشگوئی کاذب ہونے کی صورت ہر ایک مرید سے ایک ایک روپیہ لے دوں گا۔ کیا مرزا جی در صورت ڈیڑھ سو پیشگوئی جھوٹی ثابت ہوئی کے بھی آپ کے مرید آپ کی مریدی میں رہ کر آپ کو ایک ایک روپیہ نذر ان دے دیں گے تب توبہ ہی عقل کے پتلے اور ایمان کے پکے ہوں گے حق تو یہ ہے کہ آپ کے مرید عموماً ایسے ہیں ہم بھی اس کی داد دیتے ہیں۔ اگر وہ ایسے نہ ہوتے تو مجھے قادریاں میں موجود دیکھتے ہی آپ سے الگ ہو جاتے۔ کیونکہ میرے وہاں تنخیتے ہی آپ کی پیشگوئی مندرجہ اعجاز احمدی ص ۷، خزانہ ج ۱۹ ص ۱۳۸ اغلظہ ہو گئی تھی۔

اس بیان کے متعلق ایک دو پیشگوئیاں بھی جزوی ہیں۔ چنانچہ لکھتے ہیں :

”اور واضح رہے کہ مولوی شاعر اللہ کے ذریعہ سے عنقریب تم نشان میرے ظاہر ہوں گے۔ (۱)..... وہ قادیانیں میں تمام پیشگوئیوں کی پڑتاں کیلئے میرے پاس ہرگز نہیں آئیں اور بھی پیشگوئیوں کی اپنے قلم سے تصدیق کرنا ان کے لئے موت ہو گی۔ (۲)..... اگر اس پیشگوئی پر دست عبور ہوئے کہ کاذب صادق سے پہلے مر جائے تو وہ ضرور پہلے مرسیں گے۔ (۳)..... اور سب سے پہلے اس اردو مشہون اور عربی قصیدہ کے متألب سے عاجزراہ کر جلد تر ان کی رو سیاہی ثابت ہو گی۔“ (ایجاز احمدی ص ۷۳ خواجہ ۱۹۸۱ ج ۱۹ ص ۱۳۸)

نمبر سوم کا جواب تو سالہ پیشگوئی کے ذکر میں ہو چکا ہے۔ نمبر دوم کا جواب اس کے سوا کیا ہے کہ : ”ما تدری نفسم بای ارض نموت۔“ (کسی نفس کو معلوم نہیں کہ کونسی زمین میں مرنے گا)

چونکہ یہ خاکسار نہ باقی میں نہ آپ کی طرح نبی یا رسول یا ابن اللہ یا الہامی ہے۔ اس لئے ایسے مقابلہ کی جرأت نہیں کر سکتا چونکہ آپ کی غرمنی یہ ہے کہ اگر مخاطب پہلے مر گیا تو چاندی گھری ہے اور اگر خود بدولت تشریف لے گئے (خش کم جہاں پاک) تو بعد مر نے کے کس نے قبر پر آتا ہے؟۔ اس لئے آپ ایسی ولی کی یہ ہو دہ شرطیں باندھتے ہیں مگر میں افسوٹی کرتا ہوں کہ مجھے ان بالتوں پر جرأت نہیں اور یہ عدم جرأت میرے لئے عزت ہے اور رذالت نہیں۔

ہاں ! نمبر اول کا جواب یہ ہک میرے بس میں تھا۔ یعنی قادیانیں میں پہنچتا۔ چنانچہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء کو راقم نے قادیانیں پہنچ کر مرزا جی کو مندرجہ ذیل رقہ لکھا جو یہ ہے :

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

بَخْدُ مَتْ جَنَابِ مَرْزاً غَلامَ اَحْمَدَ صَاحِبِ رَمَىْسِ قَادِيَانِ

خاکسار آپ کی حسب دعوت مندرجہ ایجاز احمدی ص ۱۱ (خواجہ ۱۹۸۱ ج ۱۹ ص ۷۱)

۱۱۸ ص ۲۲ خرداد ج ۱۹ مص ۱۳۸) قادیان میں اس وقت حاضر ہے۔ جناب کی دعوت کے قبول کرنے میں آج تک رمضان شریف مانغ رہا۔ ورنہ اتنا تو قفہ ہوتا میں اللہ جل جلالہ کی قسم کھاتا ہوں کہ مجھے جناب سے کوئی ذاتی خصوصت اور عناد نہیں چونکہ آپ (بقول خود) ایک ایسے عمدہ جلیلہ پر ممتاز و مامور ہیں جو تمام بدنی نوع کی ہدایت کے لئے عموماً اور مجھے ہیے مخلصوں کے لئے خصوصاً ہے اس لئے مجھے توی امید ہے کہ آپ میری تقسیم میں کوئی دقتہ فروگزراشت نہ کریں گے اور حسب وعدہ خود مجھے اجازت خوشیں گے کہ میں مجھ میں آپ کی پیشگوئیوں کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کروں میں کمر ر آپ کو اپنے اخلاص اور صعوبت سفر کی طرف توجہ دلا کر اسی عمدہ جلیلہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ آپ مجھے ضرور ہی موقع دیں۔ راقم ابوالوفاء شاعر اللہ ۱۰ جنوری ۱۹۰۳ء وقت سوا تین بیج دن اس کا جواب مرزا جی کی طرف سے نہایت ہی شیریں اور مزیدار پہنچا جو مندرجہ ذیل ہے :

بسم الله الرحمن الرحيم! نحمد الله و نصلى على رسوله الکريم!

از طرف اے عائد بالله غلام احمد عافانہ دواید خدمت مولوی شاعر اللہ صاحب! آپ کار قده پہنچا اگر آپ لوگوں کی صدقہ دل سے یہ نیت ہو کہ اپنے شکوک و شبہات پیشگوئیوں کی نسبت یا ان کے ساتھ اور امور کی نسبت بھی ہو دعویٰ سے تعلق رکھتے ہوں رفع کر دو اس تو یہ آپ لوگوں کی خوش قسمتی ہوئی اور اگرچہ میں کئی سال ہو گئے کہ اپنی کتاب انجام آئھم میں شائع کر چکا ہوں کہ میں اس گروہ مخالف سے ہرگز مباحثات نہیں کروں گا۔ کیونکہ اس کا

۱۔ مرزا جی کی دجالیت میں جس کو شہر ہو وہ ان کی کتاب مواہب الرحمن ص ۱۰۹ خرداد ج ۱۹ مص ۳۲۹ پر دیکھئے کہ کس چالاکی سے میرا قادیان آنا تکدا ہے اور اصل واقعہ کو چھپا کر صرف اپنی طرف سے ایک عبارت لکھا رہی ہے جو نہ خط ہے نہ خط کا ترجمہ نہ اصل واقعہ کی وجہ بتائی ہے نہ سارے خطوط نقل کئے ہیں یعنی لکھا رہا ہے کہ یہ ترجمہ ہے اس خط کا جو ہم نے شاعر اللہ کی طرف لکھا تھا۔

نتیجہ بجز گندی گالیوں اور انباشانہ کلمات سننے کے اور کچھ ظاہر نہیں ہو گا مگر میں ہمیشہ طالب حق کے شہسراٹ دور کرنے کے لئے تیار ہوں۔

اگرچہ آپ نے اس رقہ میں دعویٰ کر دیا ہے کہ میں طالب حق ہوں مگر مجھے تاہل ہے کہ اس دعویٰ پر آپ قائم رہ سکیں۔ کیونکہ آپ لوگوں کی عادت ہے کہ ہربات کو کشاں بکشان ڈھہوڑہ اور لغو مباحثات کی طرف لے آتے ہیں اور میں خداۓ تعالیٰ کے سامنے وعدہ کر چکا ہوں کہ ان لوگوں سے مباحثات ہرگز نہیں کروں گا۔ سودہ طریق جو مباحثات سے بہت دور ہے وہ یہ ہے کہ آپ اس مرحلہ کو صاف کرنے کے لئے اول یا اقرار کر دیں کہ آپ منہاج نبوت سے باہر نہیں جائیں گے اور وہی اعتراض کریں گے جو آخر خضرت ﷺ پر یا حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) پر یا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر یا حضرت یونس (علیہ السلام) پر عائدہ ہوتا ہو اور حدیث اور قرآن کی پیشگوئیوں پر زدنہ ہو۔ ووسری یہ شرط ہو گی کہ آپ زبانی بولنے کے ہرگز خیانتہ ہوں تک صرف آپ مختراک ایک سطر یاد و سطر تحریر دیں کہ میرا یہ اعتراض ہے پھر آپ کو عین مجلس میں مفصل جواب سنایا جائے گا۔ اعتراض کے لئے لباکھنے کی ضرورت نہیں ایک سطر یاد و سطر کافی ہیں۔ تیرسی یہ شرط ہو گی کہ ایک دن میں صرف ایک ہی اعتراض آپ کریں گے۔ کیونکہ آپ اطلاع دیکر نہیں آئے۔ چوروں کی طرح آگئے اور ہم ان دونوں بابا عث کم فرستی اور کام طبع کتاب کے تین گھنٹے سے زیادہ وقت نہیں خرچ کر سکتے۔ یاد رہے کہ یہ ہرگز نہیں ہو گا کہ عوام کا لالانعام کے رو در آپ وعظ کی طرح لمبی مفتگو شروع کر دیں بلکہ آپ نے بالکل منہ بدر کھنا ہو گا جیسے: "صم بکم۔" یہ اس لئے کہ تا مفتگو مباحثہ کے رنگ میں نہ ہو جائے اول صرف ایک پیشگوئی کی نسبت سوال کریں تین گھنٹہ تک میں اس کا جواب دے سکتا ہوں اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد آپ کو متبنہ کیا جائے گا کہ اگر ابھی تسلی نہیں ہوئی تو اور لکھ کر پیش کرو آپ کا کام نہیں ہو گا کہ اس کو سنادیں ہم خود پڑھ لیں گے مگر چاہئے کہ دو تین سطر سے زیادہ نہ ہو۔ اس طرز میں آپ کا کچھ حرج نہیں ہے۔

کیونکہ آپ تو شبہات اب دور کرانے آئے ہیں۔ یہ طریق شہمات دور کرانے کا بہت عمدہ ہے میں باآواز بلند لوگوں کو سنادوں گا کہ اس پیشگوئی کی نسبت مولوی شاء اللہ صاحب کے دل میں یہ وسوسہ پیدا ہوا ہے اور اس کا یہ جواب ہے اسی طرح تمام وساوس دور کر دینے جائیں گے۔ لیکن اگر یہ چاہو کہ محنت کے رنگ میں آپ کوبات کا موقع دیا جاوے تو یہ ہرگز نہیں ہو گا۔ چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک میں اس جگہ ہوں بعد میں ۱۵ جنوری ۱۹۰۳ء کو ایک مقدمہ پر جملہ جاؤں گا۔ سو اگرچہ بہت کم فرصتی ہے لیکن چودھویں جنوری ۱۹۰۳ء تک تین گھنٹے تک آپ کے لئے خرچ کر سکتا ہوں۔ اگر آپ لوگ کچھ نیک نتیجے ہے کام لیں تو یہ ایک ایسا طریق ہے کہ اس سے آپ کو فائدہ ہو گا ورنہ ہمارا اور آپ لوگوں کا آسمان پر مقدمہ ہے خود خدا تعالیٰ لائیصلہ کر دے گا۔

سونچ کر دیکھ لو کہ یہ بہتر ہو گا کہ آپ بذریعہ تحریر جو دو سطر سے زیادہ نہ ہو ایک ایک گھنٹہ کے بعد اپنا شہبہ پیش کرتے جائیں گے اور میں وہ وسوسہ دور کرتا جاؤں گا ایسا صدھا آدمی آتے ہیں اور وسوسے دور کرالیتے ہیں ایک بھلامانس شریف آدمی ضرور اس بات کو پسند کرے گا اس کو اپنے وساوس دور کرانے میں اور کچھ غرغش نہیں لیکن وہ لوگ جو خدا سے نہیں؟۔ رتے ان کی تو نتیجیں ہی اور ہوتی ہیں۔

بالآخر اس غرض کے لئے کہ اب آپ اگر شرافت اور ایمان رکھتے ہیں قاریاں ۲۔ سے بغیر تفصیل کے خالی نہ جاوے دو قسموں کا ذکر کرتا ہوں۔ اول چونکہ میں "انجام آئکتم" میں خدا تعالیٰ سے قطبی بند کر چکا ہوں ۳۔ کہ ان لوگوں سے کوئی محنت نہیں کروں گا اس وقت پھر

۱۔ چہ خوش ہم تو آپ کی دعوت کے مطابق مکذب کو آئے ہیں آپ کا یہ کہنا کہ شبہات دور کرانے آئے ہیں آپ کی معمولی بات ہے۔

۲۔ مرزا جی کے دوستو! میرے قاریاں پہنچنے کی رسید لے لو۔

۳۔ بالکل جھوٹ آگے آتا ہے۔

اسی عمد کے مطابق قسم کھاتا ہوں کہ میں زبانی آپ کی کوئی بات نہیں سنوں گا۔ صرف آپ کو یہ موقع دیا جائے گا کہ آپ اول ایک اعتراض جو آپ کے نزدیک سب سے بڑا اعتراض کسی پیشگوئی پر ہو ایک سطر یاد و سطر حد تین سطر تک لکھ کر پیش کریں جس کا یہ مطلب ہو کہ یہ پیشگوئی پوری نہیں ہوئی اور مشاہج نبوت کے رو سے قابل اعتراض ہے اور پھر چپ رہیں اور میں مجھ عالم میں اس کا جواب دوں گا جیسا کہ مفصل لکھ چکا ہوں پھر دوسرے دن اسی طرح دوسری لکھ کر پیش کریں یہ تو میری طرف سے خدا تعالیٰ کی قسم ہے کہ میں اس سے باہر نہیں جاؤں گا اور کوئی زبانی بات نہیں سنوں گا اور آپ کی مجال نہیں ہو گی کہ ایک لکھ بھی زبانی یا ل سکیں اور آپ کو بھی خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہوں کہ آپ اگرچہ دل سے آئے ہیں تو اس کے پावند ہو جائیں اور ناحق فتنہ و فساد میں عمر برنا نہ کریں اب ہم دونوں میں سے ان دونوں قسموں سے جو شخص انحراف کرے گا اس پر خدا کی لعنت ہے اور خدا کرے کہ وہ اس لعنت کا پھل بھی اپنی زندگی میں دیکھ لے۔ اس واب میں دیکھوں گا کہ آپ سنت نبویہ کے موافق اس قسم کو پورا کرتے ہیں یا قادریاں سے نکلتے ہوئے اس لعنت کو ساتھ لے جاتے ہیں اور چاہئے کہ اول آپ مطابق اس عمد موکد بقسم کے آج ہی ایک اعتراض دو تین سطر کا لکھ کر پھیج دیں اور پھر وقت مقرر کر کے مسجد میں مجھ کیا جائے گا اور آپ کو بلا یا جاویگا اور عالم مجھ میں آپ کے شیطانی وساوس دور کر دیئے جائیں گے۔ ”مرزا غلام احمد ہشم خود (مر)“

کیسی صفائی اور ہوشیاری کے ساتھ بحث سے انکار کرتے ہیں حالانکہ تحقیقین حق کے لئے مجھے بلا یا ہے جو بالکل بحث کا ہم معنی لفظ ہے۔ (اعجاز احمدی ص ۲۳، خراں ج ۱۹، ص ۱۳۲)

اور اب صاف مٹکر ہیں بلکہ مجھے ایسی خاموشی کا حکم دیتے ہیں کہ ”صم بکم۔“ (بیرہ گونگا) ہو کر آپ کا پچھر سنا جاؤں۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ بکم یعنی گونگا ہو کر تو میں سن سکتا ہوں صم (بیرہ) ہو کر کیا سنوں گا۔ شاید یہ بھی مجذہ ہو۔ خیر بہر حال اس کا

ا۔ الحمد للہ! مرزا جی نے دیکھ لیا۔

جواب جو خاکسار کی طرف سے دیا گیا۔ وہ درج ذیل ہے:

الحمد لله وسلام على عباده الذين اصطفى، أما بعد!

از خاکسار شاء اللہ خدمت مرزا غلام احمد صاحب!

آپ کا طولانی رقد مجھے پہنچا مگر افسوس کہ جو کچھ تمام ملک کو گمان تھا وہی ظاہر ہوا۔ جناب والا جگہ میں آپ کی حسب دعوت مندرجہ اعجاز احمدی ص ۱۱۲۳ حاضر ہوا ہوں اور صاف لفظوں میں رقد اولیٰ میں انسیں صفحوں کا حوالہ دے چکا ہوں تو پھر اتنی طول کامی جو آپ نے کی ہے۔ بجز العادة طبیعتہ ثانیہ کے اور کیامعنی رکھتی ہے۔

جناب من! کس قدر افسوس کی بات ہے کہ آپ اعجاز احمدی کے صفات مذکورہ پر تو اس نیاز مند کو تحقیق کے لئے بلاتے ہیں اور لکھتے ہیں کہ میں (خاکسار) آپ کی پیشگوئیوں کو جھوٹی ثابت کروں تو فی پیشگوئی مبلغ سور و پیہ انعام لوں اور اس رقد میں آپ مجھ کو ایک دو سطریں لکھنے کے پابعد کرتے ہیں اور اپنے لئے تین گھنٹے تجویز کرتے ہیں: ”تلک اذا قسمة ضئیزی“ بھلا یہ کیا تحقیق کا طریقت ہے میں تو ایک دو سطریں لکھوں اور آپ تین گھنٹے تک فرماتے جائیں اس سے صاف سمجھ میں آتا ہے کہ آپ مجھے دعوت کر کے پچھتا رہے ہیں اور اپنی دعوت سے انکاری ہیں اور تحقیق سے اعراض کرتے ہیں جس کی بابت آپ نے مجھے در دولت پر حاضر ہونے کی دعوت دی تھی جس سے عمدہ میں امر ترہی میں بیٹھا ہوا کر سکتا تھا اور کر چکا ہوں۔ مگر چونکہ میں اپنے سفر کی صعوبت کو یاد کر کے بلا نسل مرام واپس جانا کسی طرح مناسب نہیں جانتا۔ اسی لئے میں آپ کی بے انصافی کو بھی قبول کرتا ہوں کہ میں دو تین سطریں ہی لکھوں گا اور آپ بلا شک تین گھنٹے تک تقریر کریں مگر اتنی اصلاح ہو گی کہ میں اپنی دو تین سطریں مجمع میں کھڑا ہو کر سناوٹ گا اور ہر ایک گھنٹے کے بعد پانچ منٹ نہایت دس منٹ تک آپ کے جواب کی نسبت رائے ظاہر کرو ٹکا اور چونکہ مجمع آپ پسند نہیں کرتے اس لئے فریقین کے آدمی محدود ہوں گے جو پہیں پہیں سے زائد نہ ہوں گے۔ آپ میرا بلا اطلاع آنا چوروں کی طرح فرماتے ہیں۔ کیا سماںوں کی خاطر اسی کو کہتے ہیں؟۔ اطلاع دینا محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ نے شرط نہیں کیا تھا۔ عادوں اس کے آپ کو آسمانی اطلاع ہو گئی ہو گی۔ آپ جو مضمون سائیں گے وہ اسی وقت مجھ کو دے دیجئے گا۔ کاروائی آج ہی شروع ہو جائے۔ آپ کے جواب آنے پر میں اپنا مختصر سوال پیچھے دوں گا۔ باقی لعنتوں کی بابت وہی عرض ہے جو حدیث اب میں موجود ہے۔ ۱۹۰۳ء جنوری

کیسے معقول طریق سے راقم آئمہ نے اپنے بوجہات بتائے اور کس نزی سے مرزا کی پیش کردہ تجویز تھوڑی سی خفیف اصلاح کے ساتھ (جیسے کوئی منصف مزاج ہا پسند نہ کرے گا) بعینہ منظور کر لی مگر مرزا بھی اور معقولیت؟۔ ایس خیال است و مکال است و جزوں۔ چونکہ ہر ایک انسان کو اپنا علم حضوری ہے۔ مرزا جن بھی اپنا پل خوب جانتے تھے اس لئے آپ اس رقد پر ایسے فغا ہوئے اور اتنی گالیاں دیں کہ کہنے سننے سے باہر۔ ہم ان کو اپنے لفظوں میں نہیں بلکہ قاصدؤں کے لفظوں میں حاشیہ ۲ پر لکھتے ہیں۔ آخر اس فحکی میں آپ نے رقد کا جواب بھی نہ دیا اور اپنے آئندیکا گلوں کو حکم دیا کہ لکھ دو۔ چنانچہ وہ یہ ہے

اس وہ یہ ہے کہ لعنت کا مخاطب اگر لعنت کا حقدار نہیں تو کرنو والے پر پڑتی ہے۔

۲۔ شہادت ہم خدا کو حاضر و ناظر جان کر حکم لا تکموا الشہادة صحیح کرتے ہیں کہ

جب ہم مولانا ابو لوناء شاء اللہ صاحب کا خط لیٹر مرزا صاحب کی خدمت میں حاضر ہوئے تو مرزا صاحب ایک ایک فقرہ سنتے جانتے تھے اور بڑے غصہ سے بدن پر رعشہ تھا اور دہان مبارک سے خوب گالیاں دیتے تھے اور حضار مجلس مریدان بھی ساتھ ساتھ کہتے جانتے تھے کہ حضرت واقعی ان (مولوی) لوگوں کو تمذیب اور تمیز نہیں۔ چند الفاظ جو مرزا صاحب سنتے علماء کی نسبت عموماً اور مولوی شاء اللہ صاحب کی نسبت خصوصاً فرمائے تھے۔ یہ ہیں۔ خبیث سورہ کتاب بد ذات ہو گوں خوار ہے۔ ہم اس کو کبھی شہو لئے دیں گے۔ گدھے کی طرح لگام دے کر بھائیں گے اور گندگی اس کے منہ میں ڈالیں گے۔ لعنت لے کر ہی جائے گا۔ اس کو کہو کہ لعنت لے کر قادریاں سے چلا جائے۔ وغیرہ وغیرہ! (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

بسم الله الرحمن الرحيم حامدا و مصليا
 "مولوي شاء الله صاحب! آپ کا رقم حضرت اقدس امام الزماں تک موعود
 مهدی محمود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت مبارک میں نادیا گیا۔ چونکہ مشائین اس کے
 محض عناد اور تعصب آمیز تھے جو طلب حق سے بعد المشرقین کی دوڑی اس سے عاف
 ظاہر ہوتی تھی۔ لہذا حضرت اقدس کی طرف سے آپ کو یہی جواب کافی ہے کہ آپ کو تھیجن
 حق منظور نہیں ہے اور حضرت انجام آئکم میں اور نیزا پن خط مر قوم جواب سایی میں قسم کا
 چکے اور اللہ تعالیٰ سے عمد کر چکے ہیں کہ مباحثہ کی شان سے مخالفین سے کوئی تقریر نہ کریں
 گے۔ خلاف معاهدہ الہی کر کوئی نامور من اللہ کیونکر کسی فعل کا ارتکاب کر سکتا ہے؟
 طالب حق کے لئے جو طریق حضرت اقدس نے تحریر فرمایا ہے۔ کیا وہ کافی نہیں۔ لہذا آپ کی
 اصلاح جو بطریق زبان مناظرہ آپ نے لکھی ہے۔ وہ ہرگز منظور نہیں ہے اور یہ بھی منظور نہیں
 فرماتے ہیں کہ جلسہ محدود ہو بلکہ فرماتے ہیں کل قابیاں وغیرہ کے اہل الرائے اپنے مجتمع
 ہوں اب تکہ حق و باطل سب پر واضح ہو جائے۔ والسلام علی من اتبع الهدی!

۱۹۰۳ء

گواہ شد محمد سردار ابو سعید عثی عن خاکسار محمد احسن حکیم حضرت امام الزماں
 چونکہ میر اروئے خن خود بدولت سے تھا۔ اس لئے میر الحق تھا کہ میں کسی ماتحت

(بقیہ حاشیہ صفحہ گز شتر) سنن میں اور اس وقت کی حالات دیکھنے میں بہت بڑا فرق
 ہے۔ ہم حلفیہ بطور شادات کتتے ہیں کہ ایسے گالیاں ہم نے مرزا صاحب کی زبان سے سنی ہیں
 جو کسی چوبڑے چہار سے بھی بھی نہیں سنیں۔ راتمان: حکیم محمد صدیق ساکن ضلع جالندھر
 بستی داشمندیاں محمد ابرانیم امر ترکتڑہ سفید!
 اے ناظرین رسالہ نہ! ان بھلے مانسوں کی داد دینے کے مجھے تو مجھ سے روکا جائے اور
 اپنے لئے مجھ کیا جاتا ہے۔

سی تحریر نہ لیتا۔ مگر اس خیال نے کہ پلک کو مرزا جی کے فرار کا نشان بتایا جاوے میں نے رقصہ مر قومہ قبول کر لیا۔ ان حضرات مرسلین رقد و گواہان کی حالت پر افسوس نہیں بلکہ افسوس ان لوگوں پر ہے..... جو ایسے لوگوں کو دراز مریض دکھ کر عالم یا مولوی سمجھ لیتے ہیں جن کو یہ بھی خبر نہیں کہ مناظرہ

اور تحقیق ایک ہی چیز ہے رشیدیہ جو علم مناظرہ میں ایک مستند کتاب ہے۔ اس

میں صاف مرقوم ہے المناظرہ توجہ المتخصصین فی النسبة اظہارا للصواب یعنی کسی مسئلہ کی نسبت دو شخصوں کا یہ نتیجہ اور سچائی کے اظہار کرنے کی غرض سے متوجہ ہونا اسی کا نام مناظرہ ہے اور اعیاز احمدی ص ۲۳، خراائن ح ۱۹ ص ۱۳۲ پر مجھ کو تحقیق کے لئے بلا رہے ہیں۔ پس تحقیق حق کے لئے بلا کر مناظرہ سے انکار کرنا صریح انکار بعد از اقرار کا مصدقہ ہے اور موقع پر الہام کی یاد مرزا جی! اقرار کے بعد انکار معتر نہیں ہو سکتا۔ (دیکھو اعیاز احمدی ص ۳۰ خراائن ح ۱۹ ص ۱۳۰)

علاوہ اس کے مناظرہ کرنا صرف زبانی گئنگو کا نام نہیں۔ بلکہ تحریری بالکل ذہنی توجہ بھی مناظرہ ہے۔ چنانچہ رشیدیہ میں ہے: ”وان کان ذالک المتوجہ فی النفس کما کان للحكماء الا شرائقین“ لیکن اس المانی جماعت نے جہاں مسائل شرعیہ میں تجدید کی ہے اصطلاحات عقیلیہ میں بھی موجود ہیں۔ اسی لئے تو کتبوں میں (بزم خود) علماء کے دلائل کے جواب دیتے ہوئے کچھ اخلاق حسن کا بھی اظہار کیا کرتے ہیں مگر جب خاکہ کو ایک لاکھ پندرہ ہزار دینے کا وقت آیا تو خدا اور عده یاد آگیا اور مناظرہ سے باوجود بلا نے کے صاف لفظوں میں انکار کر دیا:

کیونکر مجھے باور ہو کہ ایقا ہی کریں
کیا وعدہ انسیں کر کے کرنا نہیں آتا

بعد اللہیا واللہیا ہم مرزا جی کی صفات اور راست میانی ظاہر کرنے کو ان کے حوالہ رسالہ انجام آئھم وغیرہ کی بھی پڑال کرتے ہیں۔ آپ (انجام آئھم کے صفحہ ۲۱۲

خراائن ح ۱۱ ص ۲۸۲) پر بے شک لکھتے ہیں:

”وازمعنا لانخاطب العلماء بعد هذه التوضيحات ولو سبعة“

.....وهذه من اخاتمة المخاطبات“

یعنی ہم نے پختہ ارادہ کر لیا ہے کہ اس سے بعد علماء سے خطاب نہ کریں گے۔ گورہ ہم کو گالیاں دیں اور یہ کتاب ہمارے خطبات کا خاتمہ ہے۔

یہ کتاب (انجام آخرت) ۱۸۹۶ء کی مطبوعہ ہے جیسا کہ اس کے صفحہ اول (خزانہ حج اص ۱) سے معلوم ہوتا ہے۔ حالانکہ اس سے بعد آپ نے علماء کرام کو صاف مباحثہ اور مقابلہ کے واسطے بلایا ہے۔ چنانچہ آپ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے اشتخار معیار الاخیر (مجموعہ اشتخارات حج ۲۷۰۳ء) پر لکھتے ہیں :

”مگر آپ لوگ اے اسلام کے علماء اب بھی اس قaudہ کے موافق جو سچے نبیوں کی شاحت کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ قاریاں سے کسی قریب مقام میں جیسا کہ ہنالہ ہے یا آپ کو اگر انتراح صدر میسر آجائے تو خود قاریاں میں ایک مجلس مقرر کریں۔ جس مجلس کے سرگرد آپ کی طرف سے چند ایسے مولوی صاحبان ہوں کہ جو حلم اور برداشت اور تقویٰ اور خوف باری تعالیٰ میں آپ لوگوں کے نزدیک مسلم ہوں پھر ان پر واجب ہو گا کہ منصفانہ طبر پر عرض کریں اور ان کا حق ہو گا کہ تم طور سے مجھے تسلی کر لیں۔ (۱)..... قرآن و حدیث کی رو سے۔ (۲)..... عقل کی رو سے۔ (۳)..... سادی تائیدات اور خواراق اور کرامات کی رو سے۔ کیونکہ خدا نے اپنی کلام میں ماموروں کے پرکھنے کے لئے یہی تم طریق بیان فرمائے ہیں۔ پس اگر میں ان تینوں طوروں سے ان کی تسلی نہ کر سکا۔ یا اگر ان تینوں میں سے صرف ایک یا دو طور سے تسلی کی تو تمام دنیا گواہ رہے کہ میں کاذب ٹھہروں گا لیکن اگر میں نے ایسی تسلی کر دئی جس سے وہ ایمان اور حلق کی رو سے انکار نہ کر سکیں اور نیز وزن ثبوت میں ان دلائل کی نظر پیش نہ کر سکیں تو لازم ہو گا کہ تمام مخالف مولوی اور ان کے نادان پیرو خدا تعالیٰ سے ڈریں اور کروڑوں انسانوں کے گناہ کا بوجھا اپنی گردن پر نہ لیں۔“

کیا مرزا جی آپ نے اس تجویز میں فرقیں مختلف کو خطاب نہیں کیا یا ان سے عرض کا مطالبه نہیں کیا جو عین مناظرہ ہے یا قاریاں میں ۱۹۰۰ء ۱۸۹۶ء سے پہلے ہونے کی وجہ سے

یہ تحریر منسون ہے؟۔ نہیں تو پھر میں نے کیا بھس ملایا تھا کہ مجھ کو مناظرہ تو کیا زیارت سے بھی محروم رکھا گیا ہے:

وصال یار میر ہو کس طرح ضامن

ہمیشہ گھات میں رہتا ہے آسمان ضیاد

ہاں یاد آیا کہ یہ تحریر ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کی بھی تو اس قابل نہیں کہ اس کو پیش کیا جاوے۔ کیونکہ مرزا جی نے اس کو عملی طور سے منسون کر کے روئی کے صندوق میں ڈال دیا تھا جس کی تفصیل یہ ہے ندوۃ العلماء کے جلسہ (معتقدہ امر تر) کے موقعہ پر ۸ اکتوبر ۱۹۰۲ء کو مرزا جی کے نام ۲۳ علماء نے مشترک نوشی دیا تو جناب بغیر رسید ڈاکخانہ کے اف تک نہیں کی وہ نوشی اس جگہ پر ہم نقل کرتے ہیں جو یہ ہے:

بند ملت مرزا غلام احمد صاحب قادریانی

السلام علينا وعلى عباد الله الصالحين آپ کی تحریر مورخ ۲۵ مئی ۱۹۰۰ء کے مطابق ہم لوگ آپ سے یعنی حاضر ہیں۔ گواں سے پہلے بارہا آپ کی اصلیت ملک کو معلوم ہو چکی ہے۔ تاہم آپ کی جست پوری کرنے کو اس وفع بھی ہم تیار ہیں۔ پس آپ یہ پاہدی مشروط مقررہ علم مناظرہ آکر مبادثہ کریں۔ آپ کے بتائے ہوئے طریق خلاشہ ہمیں منظور ہیں۔ تقدیم و تاخیر ان کی ہمارے اختیار ہے۔ پس آپ شنبہ کے روز ۱۱ اکتوبر کی شام تک امر تر پہنچ جائیں تو ہم لوگ بعد اختتم جلسہ ندوۃ العلماء برلن کی شنبہ آپ سے مبادثہ کریں گے۔ جس صاحب کو ہم اپنے مشورہ سے پیش کریں گے اس کا ساختہ پرداخت منظور کریں گے۔ جو نکہ آپ کو مولوی احمد حسن رحمۃ اللہ علیہ پر شخہ ہند کے نوش مورخ ۲۳ ستمبر اور ضمیرہ ۲۴ ستمبر سے تینیہ ہو چکا ہے۔ اس لئے آپ قلت، قت کا عذر نہیں کر سکتے۔ غالباً آپ کو اپنے خیالات کی اشاعت اور تحقیق حق کا اس سے عمدہ موقعہ مل سکے گا۔

مرسل ابو عبد اللہ امر تری، عبدالجبار غزنوی، عبدالرحیم غزنوی، حافظ

عبدالسان وزیر آبادی 'ابوالوفا شاء اللہ امر تری' عبد الغزیر دینا گمری 'نور احمد امام مسجد شیخ بدھار مر حوم امر تری' عبد الاول غزنوی 'عبد الغفور غزنوی' ابو زیر 'غلام رسول خنی امر تری' نور احمد سکھو کے 'عبد الحق غزنوی' حکیم عبد الحق امر تری 'محمد حسین لکھو کے' سید عبد القیوم خنی جالندھری 'عبد القادر لکھو کے' تاج الدین امر تری 'عبد الرزاق لکھو کے' حافظ غلام صد اپنی پشاوری (مولوی حکیم) محمد عبد اللہ پشاوری 'مکمل محمد بیہاری پور ضلع پشاور' حیات پیر پشاوری 'عبد الحظیم پرسوری' عبد اللہ پرسوری 'قاسم علی نائی والہ' محبت اللہ خراسانی 'عبد الجید ہزاروی' عبد الودود باریوالہ' نیاز اللہ مدرس مدرسہ قویۃ الاسلام امر تری 'حسن محمد بہڑی' سعیغ غزنوی 'محمد غزنوی' خلیفہ عبد الرحمن امر تری 'سید احمد دہلوی' غلام محمد تنبی' مصطفیٰ ساکن کلیانوالہ ضلع گوجرانوالہ' حافظ محمد عبد اللہ غزنوی 'جبیب اللہ غزنوی' عبد العلی توشرہ ضلع بھسپر 'شاه ابو صالح کانپوری' فقط!

ناظرین! یہ ہیں مرزا جی کی ابلہ فریبیاں جن میں ہم بھی ان زمان یکتائے کو مانتے ہیں۔ اور اس بات کے قائل ہیں کہ ان کی باتوں کی یہ تک پہنچنا اس رہائی کا مصدقہ ہے جو کسی صاحب نے کتاب خیالی حاشیہ شروع عقائد کی نسبت لکھی ہے:

خیالات خیالی۔ بس بلند است
نہ لنجا جائے قل احمد نہ جند است
ولے عبد الحکیم از رائے عالی
خلع کردہ خیالات خیالی
آخری فیصلہ !!!

حقیقت یہ ہے کہ یہ الحامات اور پیشگوئیاں بھی مرزا صاحب کی زندگی ہی میں زیر بحث تھیں ان کی وفات کے بعد خدا کی مریانی سے ان کی بھی حاجت نہیں رہی کیونکہ ان کی وفات سے سارے اختلافات کا فیصلہ ہو چکا ہے۔

ناظرین حیران ہوں گے کہ میں کیا کہ رہا ہوں حالانکہ اختلافات ہنوز موجود ہے۔ یہ تجھے ہے کہ اختلاف موجود ہے مگر یہ سب کچھ مرزا صاحب کی امت کی بٹ اور زبان کی

شجع ہے ورنہ دراصل سب اختلافات مٹ پکھے ہیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ جناب مرتضیٰ صاحب قادریانی نے میرے موافذات سے بگ آکر (جس کا اظہار و خود کرتے ہیں) ایک اعلان شائع کیا جو اپنا مضمون بتلانے میں خود کافی ہے۔ کسی کی شرح یا حاشیہ لگانے کی حاجت نہیں اس لئے اس اعلان کو بعینہ درج کر کے باطلین کی رائے پر چھوڑتے ہیں۔
واعلان یہ ہے :

مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ

بسم الله الرحمن الرحيم . نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم !

یستتبونک الحق ہو۔ قل ای و ربی انت الحق !

خدمت مولوی ثناء اللہ صاحب۔ السلام علی من اتبع الہدی! مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ شے مجھے آپ اپنے اس پرچہ میں مردود کذاب، دجال، مفسد کے نام سے منوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شرمندی دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراہ بر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ مگر چونکہ دیکھتا ہوں کہ حق کے پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افtraء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تھتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہو سکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر اوقات آپ اپنے ہر ایک پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی میں ہی ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بیت عمر نہیں ہوتی اور آخر وہ ذلت اور حرمت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ہاکام ہلاک ہو جاتا ہے اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے تا خدا کے بعدوں کو تباہ نہ کرے اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ سنت اللہ کے موافق آپ کے مکذبن کی سزا سے نہیں چیل گے پس اگر وہ سزا جوانان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ شخص خدا کے باقیوں

سے ہے جیسے طاغون، بیضہ وغیرہ ملک ہماریاں آپ پر میری زندگی ہی میں وارد نہ ہوئی تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یاد ہی کی بنا پر پیشگوئی نہیں بخشن دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بھیر و قادر جو علیم و خبیر ہے جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے اگر یہ دعوے تک موعد ہوئیکا بخشن میرے نفس کا افتراق ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراق کرنا میرا کام ہے۔ تو اے میرے پیارے مالک! میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ مولوی شاء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کرو اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ آمین۔ مگر اے میرے کامل اور صادق خدا! اگر مولوی شاء اللہ ان تمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعا کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو ہاود کر مگر بہانے انسانی ہاتھوں سے بکھر طاغون و بیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کوہ کھلے طور پر میرے رو برو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بد زبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کوہ فرغ منصبی سمجھ کر بیش مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین! یا زب اللعالین! میں ان کے ہاتھ سے بہت ستیا گیا اور صبر کرتا ہا۔ مگر اب میں دیکھتا ہوں کہ ان کی بد زبانی حد سے گزر گئی وہ مجھے ان چوروں اور ڈاکوؤں سے بھی بدتر جانتے ہیں جن کا وجود دنیا کے لئے سخت نقصان رسال ہوتا ہے اور انہوں نے ان تمتوں اور بد زبانیوں میں آیت: ”لَا تَقْفِ مَا لِيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ“ حد پر بھی عمل نہیں کیا اور تمام دنیا سے مجھے بدتر سمجھ لیا اور دور دور ملکوں تک میری نسبت یہ پھیلا دیا ہے کہ یہ شخص در حقیقت مفسد اور ٹھنگ اور دکاندار اور کذاب اور مفتری تمایت درجہ کا بد آدمی ہے۔ سو اگر ایسے کلمات حق کے طالبوں پر بد اثر نہ ڈالتے تو میں ان تمتوں پر صبر کرتا ہوں مگر میں دیکھتا ہوں کہ مولوی شاء اللہ ان تمتوں کے ذریعہ سے میرے سلسلہ کو ہاود کرنا چاہتا ہے اور اس عمارت کو منہدم کرنا چاہتا ہے جو تو نے اے میرے آقا اور میرے بھجنے والے اپنے ہاتھ سے بنائی ہے۔ اس لئے اب میں تیرے ہی تقدس اور حیث کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملچھ ہوں کہ مجھ میں اور شاء اللہ میں سچا فیضہ فرماء... جو تیری بیوی میں در حقیقت میں مشہد اور کذاب ہے۔

اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھا لے یا کسی اور نہایت سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو بنتا کرائے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین! ربنا الفتح بیننا و بین قومنا بالحق وانت خير الفاتحين آمين! بالآخر مولوی صاحب سے التاس ہے کہ وہ میرے اس تمام مضمون کو اپنے پرچہ میں چھاپ دیں اور جو چاہیں اس کے نیچے لکھ دیں۔ اب فیصلہ خدا کے ہاتھ میں ہے۔

الراقم : عبد اللہ الصمد مرزا غلام احمد تک موعود عاقاہ اللہ وابدہ

مرقومہ ۱۵ اپریل ۷۱۹۰ھ کم ربيع الاول ۱۴۲۵ھ

(مجموعہ استخارات ج ۳ ص ۲۸۷ - ۲۹۵)

ناظرین! ہموز کریں کہ یہ استخارہ کیا کہہ رہا ہے اور کس غرض کے لئے شائع ہوا ہے۔ صاف بتا رہا ہے کہ ہم (مرزا اور خاکسار) میں سے جو پہلے مرے گا وہ جھوٹا نات ہو گا۔ یعنی اس زیاد کی حیثیت میں جو ہم دونوں میں باہت دعویٰ مسیحیت اور مدد ویس وغیرہ تھی۔ ہم دونوں میں سے پہلے مرنے والا جھوٹا اور چیچھے رہنے والا سچا ہو گا۔ یہ مطلب اس اعلان کا ایسا واضح ہے کہ کسی غبی سے غبی کو بھی اس میں اختلاف نہیں ہو سکتا۔

چونکہ ہماری غرض تحقیق حق ہے۔ اس لئے اس فیصلہ پر موجودہ مرزا یوں کے عذرات نقل کر کے جواب دیتے ہیں۔

عذر اول : یہ کما جاتا ہے کہ استخارہ الہامی نہیں بلکہ محض دعا ہے اور دعا کی باہت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ضرور قبول ہوئی ہو گی۔

اس مختصر کا جواب یہ ہے کہ یہ عذر خود مرزا صاحب کے مشاء کے خلاف ہے۔ اس اعلان کی باہت مرزا صاحب کی تشریع جو اس سے بعد چیز ہے وہ یہ ہے۔

اخبار بد رکا یہ میرزا صاحب کی ذائقہ میں لکھتا ہے :

”مرزا صاحب نے فرمایا یہ زمانہ کے عجائب ہیں رات کو ہم سوتے ہیں تو کوئی خیال نہیں ہوتا کہ اپاک ایک الام ہوتا ہے اور پھر وہ اپنے وقت پر پورا ہوتا ہے کوئی بنت عشہ نہ شان سے خالی نہیں جاتا۔ شاء اللہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے یہ دراصل ہماری طرف

سے نہیں بلکہ خدا ہی کی طرف سے اس کی بیان دار کمی ہے۔ ایک دفعہ ہماری توجہ اس طرف ہوئی اور رات کو توجہ اس کی طرف تھی۔ اور رات کو الہام ہوا۔ اجیب دعوت الداع صوفیاء کے نزدیک بڑی کرامت استحباب دعا ہے۔ باقی سب اس کی شاخیں۔

(اخبار بدرا قادریان جلد ۲ ص ۷۷ سورخ ۱۳۵۰ اپریل ۱۹۰۷ء محفوظات ج ۹۹ ص ۲۶۸)

مرزا صاحب کی یہ فرشتہ موجودہ مرزا یوسف کے جملہ اعتراضات کا کلی فیصلہ کرتی ہے۔ ناظرین! بغرض تحقیق خالص نیت سے خود اس عبارت کو غور سے دیکھیں کیا یہ عبارت نہیں بتاتی کہ یہ اعلان خدا کی تحریک سے ہے اور اس کی قبولیت کا وعدہ خدا کی طرف سے ہے۔

اس مضمون پر مقام لدھیانہ ۱۵ اپریل ۱۹۱۲ء کو مرزا یوسف سے میرا مباحثہ ہوا تھا۔ جس میں در صورت فتح یا لیان کی طرف سے مبلغ تین سور و پیہ انعام مقرر تھا۔ اور فیصلہ کے لئے ایک مسلمان ایک مرزا کی منصف اور ایک سکھ صاحب سرنشیت تھے۔ ایک منصف اور سرنشیت کے اتفاق سے ہماری فتح ہوئی مبلغ تین سور و پیہ ہم کو انعام ملا۔ الحمد للہ! یہ حث تحریری تھی۔ جو ایک رسالہ کی صورت میں شائع ہوئی۔ جس کا نام ”فاتح قادریاں“ ہے۔ (الحمد للہ! یہ بھی احتساب کی اسی جلد میں شامل ہے)

فتح کی سند

ریاست رام پور حفظہ اللہ عن شرالدهور میں مرزا یوسف کے شور و شر کرنے پر ہر ہائنس نواب صاحب رامپور نے مباحثہ کرایا۔ اس مباحثہ کے بعد حضور نواب صاحب نے خاکسار کو سرثیغیت مرحت فرمایا جو دراصل مباحثہ کے لئے بھی فیصلہ کن ہے۔ حضور نواب صاحب نے تحریر فرمایا:

”رام پور میں قادریانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابوالوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی ملتگو ہم نے سنی مولوی صاحب نمایت فتح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ بر جتہ کلام کرتے ہیں انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تہمید کی اسے بد لائیں ثابت کیا۔ ہم ان کے بیان سے محفوظاً و مسرور ہوئے۔“

وستخی خاص: حضور نواب صاحب بیمار محمد حامد علی خاں

مکتبہ عزیزیہ سے مندرجہ ذیل کتب مل سکتی ہیں

- انکار حدیث حق یا باطل
- التوحید
- فرمودات سبحانی رحمۃ اللہ علیہ
- داتا کون؟
- یہ تیسری عید.....؟
- حقیقت شرک
- اعجاز القرآن
- توحید کنز الایمان کے آئینہ میں
- اسلام ابی طالب
- جشن و جلوس عید میلاد النبی ﷺ
- فیصلہ مرزا و ہفوتوں مرزا
- تعلیمات مرزا
- تاریخ مرزا
- الحامات مرزا
- مرزا قادریانی اور نبوت
- نکاح مرزا
- سیرہ سید المرسلین ﷺ
- توحید اللہ العالمین
- اسلامی تصوف میں غیر اسلامی نظریات کی آمیزش

نیز ہر قسم کی اسلامی کتب کی خرید کے لئے ہمیں خدمت کا موقع دیں۔

مکتبہ عزیزیہ مرکز نداء الاسلام رینالہ خورداوکارہ

0300-4246020